تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

نبوّتِ محمّدی کے خلاف چیلنج

اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم اسلام کی روح نہیں اور بلا ادنیٰ شائبۂ و شک کے ایسا ہی ہے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نئے نبی کے آنے کا امکان مسلمانوں کے لئے خطرہ کا سب سے بڑا سگنل، مسلم معاشرہ اور عالم اسلام میں عظیم انتشار کا باعث ہے اور ایسی تحریک کا وجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و شریعت پر کلی اعتماد و اطمینان کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہے اور اس کا نشو نما اور ترقی ہر غیرت مند کے لئے سخت ذہنی تشویش اور قلبی اذیت کا موجب ہے۔

مولانا سیّد محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ ——— ماخوذ: سیرت مولانا محمد علی مونگیری رح

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs. 5/-

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف
صندل سے تیار کردہ خوشبو
دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ
قسم کے روغنیات و عرق
کیوڑہ، عرق گلاب
و دیگر عطریات کی ——
ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ
تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
CHOWK, LUCKNOW-3

خط و کتابت کا پتہ

SHOP. 241176
RES. 268898

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کیلئے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

تعمیر حیات
میں
اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو
فروغ دیں

مئو کے نورانی تیل کی خاص
پہچان
لیبل پر لائسنس نمبر
U-18/77
اور کیپ کے اوپر
MAU CITY
دیکھ کر خریدیں
نورانی تیل
درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
AUTO REFRECTO METER RA8 6F
ایک بار خدمت کا موقع دیں

اسلام کی وفاداری یا انگریزوں کی فرمانبرداری

لفٹننٹ گورنر پنجاب کو اپنی ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء کو دی جانیوالی درخواست میں نبوت کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق جو لوگ اچھا گمان رکھتے ہیں انھوں نے خود انھیں کی لکھی ہوئی کتابیں نہیں پڑھی ہیں خود ان کے قلم سے لکھی ہوئی باتوں میں ایسی بہت سی باتیں مل جاتی ہیں جو اسلام کی وفاداری سے بالکل متضاد ہیں ان میں نبوت کے دعوی کے علاوہ انگریزوں کی وفاداری اور ان کی ثناخوانی۔ جبکہ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف ظلم و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا حیرتناک طریقے ملتا ہیں۔

"یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کی خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے، اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں"[1]

ایک اور جگہ وفاداریوں اور خدمت گزاریوں کو گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھا کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہونچا دیا ہے۔"[2]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہونچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال "جہاد" وغیرہ کو دور کر دوں، جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"[3]

---

[1] خطوط [2] تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۹ [3] تریاق القلوب [4] ضمیمہ شہادۃ القرآن از مرزا طبع ششم

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۵	۲۵ر نومبر/۱۰ر دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۳ر رجب/۹ر شعبان ۱۴۱۷ھ	شمارہ نمبر ۲

زیر نگرانی:
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسؤل:
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت:
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ———— ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ———— پانچ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک:
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
———— ۲۵ر ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک:
بحری ڈاک جملہ ———— ۱۰ر ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گذارش
خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ — مینجر

خط و کتابت کا پتہ
مینجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر و پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

اس شمارے میں

۱	اسلام کی وفاداری یا انگریزوں کی فرماں برداری	(ادارہ)	۲
۲	غیرتِ صدیقؓ (اداریہ)	ع ح ن	۵
۳	امور تعلیم و دعوت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۷
۴	قادیانیت پر ایک نظر	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی	۹
۵	انگریزوں کا خود کاشتہ پودا	شیخ علامہ محمد بن عبد اللہ السبیل	۱۱
۶	روداد جشن (رپورٹ اجلاس)	شمس الحق ندوی	۱۴
۷	ملی عزیمت اور اجتماعی فیصلہ	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	۱۹
۸	قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت	شیخ علامہ محمد بن عبد اللہ السبیل	۲۳
۹	موضوعات۔ غور و فکر	(برائے اجلاس)	۲۸
۱۰	ہندوستان کے تعلیمی ادارے اور چیلنج	شیخ محسن باروم	۲۹
۱۱	فتنۂ قادیانیت اور تحریک ندوۃ العلماء	سطیع الرحمٰن عوف ندوی	۳۲
۱۲	امت محمدیہ کی بقا ختم نبوت پر	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی	۳۴
۱۳	اجلاس میں پاس ہونے والی تجاویز	(ادارہ)	۳۶
۱۴	اہم مہمانوں کے اسمائے گرامی	(ادارہ)	۳۸
۱۵	قدر گوہر شاہ داند	پروفیسر وصی احمد صدیقی	۳۹
۱۶	معاصر اخبارات کی رپورٹیں	ترتیب مولانا محمود الازہار ندوی	۴۰
۱۷	درس حدیث	مولانا ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۴۷
۱۸	ساقی کوثر یاد آتے ہیں (نعت)	قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ	۴۹
۱۹	جبر و اختیار	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ	۵۰
۲۰	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۵۱
۲۱	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۵۲
۲۲	عالمی خبریں	سید اشرف ندوی	۵۳
۲۳	دین کا متوازن تصور	انیس چشتی	۵۴
۲۴	میرے بعد......	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی	۵۵

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی
۲۔ فی کاپی ۱۰/- روپے کے حساب سے زر ضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم سینٹی میٹر Rs-20/-
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842 MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)
برطانیہ	MR. M. AKRAM NADWI O.C.I.S. St. cross college Oxford 0x1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB. P.O. Box No. 388 Vereninging (S. AFRICA)
قطر	MR. ABDUL HAI NADWI SB. P.O. Box No. 10894 DOHA-QATAR
دبئی	MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB. P.O. Box No. 12525 DUBAI- (U.A.E.)
پاکستان	MR. ATAULLAH SB. Sector A-50, Near sau Quater H. No. 109 Town Ship Kaurangi KARACHI-31 (PAKISTAN)
امریکہ	DR. A.M. SIDDIQUI SB. 98-Conklin Ave Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

غیرتِ صدیقؓ

"أَيُنْقَصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ"؟ "میرے جیتے جی دین میں کتر بیونت ہوگی؟" سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول غیرت دینی اور حمیت اسلامی کے باب میں نمونہ اور اسوہ ہے، اس مختصر جملے سے دین کا سچا عشق اور ایسی وابستگی نمایاں ہے جو دل و دماغ کی باریک سے باریک رگوں میں سرایت کر گئی ہو، فتنۂ ارتداد کا مقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اول نے جس پامردی اور شجاعت سے کیا اس کے نتیجہ میں آج اسلام باقی ہے اور دنیا میں کلمہ گو موجود ہیں، ورنہ یہ بساط ہی الٹ چکی ہوتی پھر نہ تو قرآن باقی رہتا، اور نہ علمی قرآن پر بحث کرنے والے ہوتے، جب رسول کو ماننے والے نہ رہتے تو اسوۂ رسول اور حدیث رسول پر زندگیاں قربان کرنے والے کہاں پائے جاتے۔

اسوۂ صدیقی کہئے یا غیرت صدیق اکبرؓ سے حصہ پانے والے اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے ہر دور میں پیدا ہوتے رہے، جنھوں نے جان، مال آبرو کسی چیز کی اس راہ میں پرواہ نہ کی اور اسلام کا چراغ فتنوں کی آندھیوں میں روشن رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورحمۃ اللہ علیہم، احمد بن حنبل احمد سرہندی، احمد شہیدؒ میں اس نسبت کی جلوہ گری دیکھی گئی۔

مخدوم و مربی مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی سیرت سازی میں جو عنصر سب سے نمایاں دیکھا گیا ہے وہ یہی نسبت صدیقی ہے جس کا نام غیرت دینی ہے۔

جب عربوں نے "قومیت عربیہ" کا بت بنایا اور اسلام کو ثانوی درجہ دیا، قومیت کے لئے وہ اصطلاحات بے دھڑک استعمال کرنے لگے جو اسلام کے لئے خاص تھیں اور ہیں، مولانا نے محسوس کیا کہ یہ فکری ارتداد ہے، جب حضرت عمرو بن العاص کے بجائے ریمسیس ثانی (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا فرعون) عظمت کا نشان بنایا گیا اس کے اسٹیچو ریلوے اسٹیشن پر نصب کئے گئے اور فوجی حکمران نے مصر کی سات ہزار برس پہلے کی عظمت کا حوالہ دینا شروع کیا تو یہی غیرت صدیقی تھی جس نے حضرت مولانا کے قلم سے "رِدَّةٌ وَلَا أَبَا بَكْرٍ لَهَا" "ارتداد ہو رہا ہے اور کوئی ابوبکر نہیں ہے جو اس کا سر کچل دے" یہ مولانا کے جوانی کا زمانہ تھا۔ "اسمعوها صريحة مني أيها العرب" "اے عربو! ہم سے کھل کر سن لو" جس کی ایک اشاعت ایک لاکھ کی ہوئی، ان سب میں اسی غیرت و حمیت کی روح کارفرما تھی جو "أَيُنْقَصُ الدِّيْنُ وَأَنَا حَيٌّ" کے الہامی جملے سے مستفاد ہے۔

قادیانیت کیا ہے؟ نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت کا اعلان اور سامراجی سیاست کا شاخسانہ، اس موضوع پر مولانا کے قلم سے دو رسالے عربی اردو میں اور انگریزی میں شائع ہو چکے ہیں، مگر ادھر دس پندرہ سال کے عرصہ میں عرب اسرائیل کی جنگ، امریکہ کی سازش، سلمان رشدی کی برطانوی پرورش، عرب و ایران کی جنگ، عراق و کویت کا المیہ، افغانستان کی جنگ آزادی پھر خانہ جنگی نے مسلمانوں کو فتنۂ قادیانیت کی طرف سے غافل کر دیا اور پھر اس غیر مسلم، باغی فرقہ نے سر اٹھایا اور مسلم آبادی میں یہ کیڑے رینگنے لگے، اس خبر سے پھر حمیت اپنی جوش میں آئی اور عالمی پیمانے پر اس کی حقیقت کھول کر بیان کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی، کیونکہ اسلام کے نام پر اور لفظی گورکھ دھندوں سے اسی فرقہ نے دنیا کے مختلف حصوں میں زہر پھیلانا شروع کر دیا ہے، اسی غیرت دینی کا ایک مظہر وہ دو روزہ کانفرنس تھی جس میں شرکت کے لئے مولانا کی دعوت پر مسجد حرام کے خطیب و امام اور حرم مکہ مکرمہ اور حرم مدینہ منورہ دونوں کے جملہ امور کے ناظم اعلیٰ (الرئیس العام) مسجد اقصیٰ کے سابق امام، مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی کے وائس چانسلر، وزارت شئون اسلامیہ کے ڈپٹی منسٹر، اور اسی قد و قامت کے افراد اور عالمی شہرت رکھنے والے اسکالر جیسے عالم عربی کے مشہور سیاستداں کامل الشریف اور ہر علیم محسن باروم تشریف لائے دو روزہ اجلاس

اسی شان سے ہوا جس طرح ۸۵ سالہ جشن کا اجتماع ہوا تھا جس کے بارے میں مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ نے الفرقان کے اداریے میں لکھا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سکینت کا نزول ہو رہا ہے۔

یہ کامیابی حضرت مولانا کے اخلاص کی تصویر تھی اور تمام مسلمانوں کے جذبۂ عمل کا عکس جمیل، اس میں غیر ملکی شخصیتوں کے پہلو بہ پہلو ہندوستان کی قدیم علمی درسگاہوں اور عصری جامعات کے سربرآوردہ اساتذہ اور مختلف دینی جماعتوں اور مکاتب فکر کے نمائندے شریک تھے، ہاں یہ ضرور ہے کہ ابر کرم سے جہاں دنیا سیراب ہوتی ہے وہاں ایسے بھی کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کو اس سے اذیت پہونچتی ہے، عرب کہتے ہیں "للمطر محب وکارہ" بارش کو جہاں مفید کہنے والے ہوتے ہیں وہاں اس کو اذیت سمجھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ دنیا میں سب ہنستے ہی نہیں کچھ روتے بھی ہیں۔ یہ بھی سنت الٰہی ہے، شروع سے ہوتا آرہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

اس اجتماع کے جتنے روشن پہلو تھے وہ حضرت مولانا کے اخلاص، دعائے نیم شبی، آہ سحرگاہی کا نتیجہ ہے۔ اور اس صدق احساس اور غیرت صدیقی کا کرشمہ تھا جس میں سیاست نہیں شہامت، اور اپنی ناموری نہیں بلکہ دین کی پاسداری مطلوب ہوتی ہے۔

لے مصر کے قدیم قبطی بادشاہوں کا خاندانی لقب فرعون ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ہر بادشاہ کو خواہ اس کا نام کوئی ہو "فرعون" کہا جاتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جو فرعون تھا اس کا نام "رعمسیس ثانی" تھا۔

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر اور اپنا پتہ

صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

تعمیرِ حیات

امین عالم ابن امروہوی

پیش گوئی حضرتِ اقبال کی پوری ہوئی
آج شرق و غرب کا رہبر ہے تعمیرِ حیات
ہے کسی مردِ مجاہد کی نگاہِ پاک میں
اور کسی شاہین کا شہ پر ہے تعمیرِ حیات
حق پرستوں کے لیے بیشک ہے فردوسِ نظر
ہاں رگِ باطل پہ اک نشتر ہے تعمیرِ حیات
ہند میں کافی ہیں اسلامی ادب کے ترجمان
یہ مگر طے ہے بہت بہتر ہے تعمیرِ حیات
دین بھی اس میں، سیاست بھی ادب بھی بے مثال
علم اور حکمت کا اک دفتر ہے تعمیرِ حیات
بوالحسن کے دم سے ہے دنیا میں جس کا دبدبہ
شاعرِ مشرق کا وہ خنجر ہے تعمیرِ حیات
غیر سنجیدہ ادب کا دہر میں دشمن ہے یہ
اور رائن کے لیے تو واقعی مخزن ہے یہ

علامہ اقبال کی وہ نظم جو اجلاس کی دوسری نشست میں پڑھی گئی

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ — خودی ہے تیغِ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا — فریبِ سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند — بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری — نہ ہے زمان و مکاں لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

خیر مقدمی خطاب
برائے
اجتماع امور تعلیم و دعوت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

حضرات!

یہ نہایت مسرت کا موقع ہے کہ ہندوستان و عالم اسلام سے علماء اور اسلامی فکر و ذہن کے فضلاء ایک اعلیٰ مقصد کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم ندوۃ العلماء کی طرف سے آپ سب حضرات کو خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کی اس تشریف آوری پر اپنے قدر و احترام کے احساسات پیش کرتے ہیں۔ آپ نے ندوۃ العلماء کی اس دعوت کو لبیک کہا یہ آپ کے دینی و ملی احساسات و جذبات اور امتِ اسلامیہ کی خصوصیات و عقائد کی حفاظت کے لیے آپ کی فکر و توجہ کی غماز ہے،

ندوۃ العلماء نے آپ کو اس اجتماع کی دعوت دیکر کوئی نئی بات نہیں کی ہے، ندوہ کا کام و پیغام شروع سے یہ رہا ہے کہ امت اسلامیہ کی اسلامیت کی بقاء اور امت کے افراد کی صحیح اسلامی تربیت اور اس کی بہتر تشکیل اور عصر جدید کے جدید حالات اور مسائل کو سمجھ کر ان کے مطابق لائحہ عمل اور حالات کے مطابق امت کی رہنمائی کے لیے صحیح افراد کی تیاری کے لیے وسائل اختیار کیے جائیں بایں طور کہ ایک تعلیم یافتہ مسلمان اپنے عہد کے تقاضہ کے مطابق رسوخ علم کے ساتھ کامیاب رہبر اور کامیاب معلم بن سکے اس کے لیے ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے دین اسلامی کو نقصان پہونچانے والی، اس کی تعلیمات کو بگاڑنے اور دین حق کے متوازی دین کھڑا کرنے والی کوششوں کا شروع سے ہی مقابلہ کیا اور عصر جدید کے تمدنی فتنوں کو سامنے رکھتے ہوئے مقابلہ کے لیے مؤثر وسائل اختیار کرنے کی کوشش کی اور امت کے افراد کی تعلیم کے لیے عہد جدید کے تقاضوں کے مطابق نظام مرتب کرنے کی کوشش کی۔ ندوۃ العلماء کی ان کوششوں کے اچھے نتائج سامنے آئے اور عالم اسلام کو علم و تعلیم کے میدان میں نیز دعوت و تربیت کے لیے کارگر اسلوب اختیار کرنے میں اور فکر اسلامی کو قوت و اثر عطا کرنے میں مفید و باصلاحیت شخصیتیں حاصل ہوئیں اور ان کے اثر سے لوگوں میں وقت کی ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے کام کا جامع اور مفید طریقہ اختیار کرنے کا رجحان عام ہوا۔

آج جبکہ ندوۃ العلماء کو سَو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اور دنیائے انسانیت بیسویں صدی میں داخل ہو چکی ہے اور انسانی زندگی کے کام کو نئے وسائل اور نئے رخ حاصل ہو گئے ہیں، باطل طاقتیں زیادہ سرگرم عمل ہو گئیں ہیں اور صحیح اسلامی فکر کو نئے نئے چیلنجوں سے سابقہ پڑنے لگا ہے، ضرورت ہے کہ اسلامی فکر و عمل کے حاملین اپنی صحیح اور تعمیری جد و جہد کے لیے اختیار کردہ طریقۂ کار کا نیز مخالف طاقتوں کی تندی اور وسعت کا جائزہ لیں اور اپنی کوششوں میں بہتری اور اثر انگیزی پیدا کرنے کے لیے ضروری انتظام طے کریں۔

حضرات!

ہندوستان میں انگریزی استعمار نے مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا اور ان کو اس کے رد عمل کے طور پر مسلمانوں کی طرف سے مخالفت و مزاحمت کا خطرہ تھا لہٰذا انہوں نے اولاً مسلمانوں کو طاقت کے ذریعہ توڑنے اور ختم کرنے کی کوشش کی پھر مسلمانوں کی مذہبی طاقت کو ختم کرنے کی تدابیر اختیار کیں، انھیں تدابیر میں قادیانیت کی سرپرستی اور مدد بھی ہے۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کے جادۂ حق سے ہٹانے کے لیے ان کو ان کے رسول اکرم سے برگشتہ کر کے ان کے اس تعلق میں ایک بڑے انحراف کی داغ بیل ڈالی اور ان کی صفوں کو جو ان کے قرآن کریم اور ان کے نبی آخر الزماں کے تعلق سے آپس میں جڑی ہوئی تھی توڑ کر ایک بے بنیاد مذہبی عقیدہ کی طرف موڑ دینے کی کوشش میں مدد دی اس کے لیے ان کو شہر قادیان کے ایک طالع آزما شخص کا سہارا ملا جس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے نئے دین کی بنیاد رکھ دی اور مسلمانوں کو اس کی طرف مائل کرنے کے لیے موقع و محل کے لحاظ سے اپنے عقیدہ کی تشریح کا طریقہ اختیار کیا، کبھی اپنے کو ظلی و بروزی نبی کہا۔ اور مخالفت کا خطرہ دیکھا تو اپنے کو صرف مجدد و مصلح قرار دیا، کبھی اپنے اوپر وحی نازل ہونے کی بات کہی اور خطرہ محسوس کیا

تو اس کو الہام و مکاشفہ کہہ دیا اور موقع دیکھا تو اپنے کو برتر نبی و رسول قرار دیکر اس سے بھی بلند خصوصیات کا دعویٰ کر دیا اور صرف ایک زبان میں بلکہ کئی زبانوں میں وحی آنے کا دعویٰ کر دیا۔ اس طرح ان کی جہاں جہاں پہونچ ہو سکی وہاں وہاں انھوں نے ایک ایسا مذہبی اور فکری ٹکراؤ اور ہیجان پیدا کر دیا کہ امت مسلمہ کی مذہبی وحدت اور یکسوئی کے لیے شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔

برصغیر سے انگریزی استعمار فوجی و سیاسی سطح پر ختم ہوا، لیکن اسلام دشمنی اور سازشی طریقۂ کار کو جاری رکھنے کے لحاظ سے استعمار باقی اور قادیانیت کے فتنے کے ساتھ ان کی ہمدردی و تعاون برقرار رہا۔ اس کی وجہ سے یہ فتنہ مزید پھیلنے اور بڑھنے لگا۔ اور ذرائع ابلاغ کی ترقی کر جانے کی صورت میں ان کو بھی اپنی تخریبی کوشش بڑھانے کا موقع مل گیا، اس وقت اس فتنہ کی وسعت بھی بڑھ گئی ہے اور اس میں ترقی بھی ہو رہی ہے، لہٰذا تمام اہل غیرت اہل دین کی ذمہ داری ہے کہ اس پر غور کرکے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

قادیانیت کے علاوہ مختلف سمتوں سے اسلامی فکر و مزاج کو خراب کرنے کی تدابیر میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور قومی تعصب کے اس دور میں پورے عالم اسلامی میں قومی و نسلی تعصبات کے اثر سے نیز الحاد و بے دینی کی دعوت و کوشش سے نظام تعلیم و ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مسلمان عوام اور نوجوانوں کے ذہنوں کے اسلامی رخ کو بگاڑنے کا سلسلہ بھی بڑھ گیا ہے۔ اس خطرہ سے بچانے کے لیے بھی ضروری تدابیر پر غور کرنا ہے اور اسلام چونکہ شریعت اور دعوت دونوں کا مجموعہ ہے شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنا اور دعوتی عمل کے ذریعہ اپنی بات دوسروں تک پہونچانا اسکی خصوصیت ہے اس کے لیے تعلیم کے معاملات اور طریقۂ کار اور منصوبوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینا ضروری امر ہے اور ندوۃ العلماء نے اپنے قیام کے وقت سے اس طریقۂ کار کو اپنایا ہے اور آج اس کے کام کو ایک صدی گزر جانے پر اس معاملہ میں تازہ غور و فکر سے کام لے کر راہِ عمل میں بہتری لانے کی ضرورت ہے

یہ وہ اہم اسباب تھے جس کی بنا پر امتِ اسلامیہ کے نمائندوں کو یہاں تشریف لانے کی زحمت دی گئی ہے اور آپ حضرات نے تشریف لاکر کرم فرمایا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمت اور آپ کی طرف سے ہمت افزائی کرنا کارآمد ہوگا۔ اور ہم ان اہم امور پر غور و خوض سے مفید اور اہم نتائج تک پہونچیں گے اور امت کے لیے تعلیمی دعوتی کام انجام دینے والوں کو اپنی راہ عمل میں بہتری لانے کا موقع ملے گا۔ زیر غور مسائل کی نوعیتوں کے لحاظ سے اجلاس کی طرف سے تین کمیٹیوں کی تشکیل دی گئی ہے جن میں موضوعات کے لحاظ سے منتخب اہل فکر علماء کو تقسیم کیا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں میں ایک کمیٹی دعوت و اصلاح کی ایک تعلیم و تربیت کی اور ایک فرق ضالہ کی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ کوشش جس کے لیے آپ سب جمع ہوئے ہیں زیادہ سے زیادہ سودمند و کارآمد ثابت ہو۔ ہم دوبارہ آپ سب حضرات کو خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔

تعمیر حیات
اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

ماہنامہ پیغامِ محمود دیوبند صدّیق نمبر ماہِ نومبر دسمبر

حضرت اقدس سید صدیق احمد نور اللہ مرقدہ کی پوری علمی زندگی تحریری شکل میں پیش کی جا رہی ہے۔ ملک و بیرون ملک کے علماء امت کے تاثرات، اہل قلم و دانشورانِ قوم کے قلب سے نکلے ہوئے تعزیتی پیغامات، تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ، اخلاق و کردار، نظم و نسق، تمام عنوانات پر تفصیلی تحریریں۔۔۔ صدیق نمبر ہر شخص کے لیے نصیحت آموز، قابل قدر علمی و عملی تحفہ ہوگا ضرور مند و عقیدت مند احباب اپنے قریبی بک اسٹال یا براہ راست دفتر پیغام محمود دیوبند سے رابطہ قائم کریں۔

ماہنامہ پیغام محمود دیوبند زیر ادارۃ محمد طیّب قاسمی

اکابر دار العلوم کی یاد میں جاری ماہنامہ کے مقاصد و عزائم، ماہنامہ پیغام محمود کے ذریعہ پورے عالم میں سنت نبوی کی ترویج اور منکرات و بدعات سے پرہیز کی فکر و سعی، امت مسلمہ اور مدارس اسلامیہ کے باہمی رابطہ میں اضافہ، آنے والی نئی نسلوں کو اکابر و اسلاف کی محنت و مشقت، خودداری و بے باکی، حق گوئی و وطن پرستی، آپسی محبت و اخوت سے روشناس کرانا اور طالبین حق کے اندر خلوص و للّٰہیت کے جذبات ابھارنے کی کوشش کرنا اور قارئین رسالہ کے سامنے بزرگانِ دین کے پیغامات و ارشادات اور معمولات و تخیلات کو پیش کرکے احکام قرآن و حدیث پر عمل اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنے میں سہولت فراہم کرنا ہے

سالانہ چندہ ۶۰/- بیرون ہند ہوائی ڈاک سے ۳۰۰/- پاکستان و بنگلہ دیش سے ۱۰۰/-
ہر شہر میں توسیع اشاعت کے لیے ایجنسی کے طالب اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
PAIGHAM-EMAHMOOD MONTHLY DEOBAND (UP) 247554 (INDIA)

قادیانیت پر ایک نظر

ختم نبوت انعام خداوندی اور امتِ اسلامیہ کا امتیاز ہے

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

یہ عقیدہ کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے، ایک انعام خداوندی اور موہبت الٰہی ہے، جس کو خدا نے اس امت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واضح اور صریح اعلان قرآن مجید کی حسب ذیل آیت ہے، "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" [1] (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں، اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں۔) نیز ارشاد فرمایا: "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (المائدہ۔۳)

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

ذہنی انتشار سے حفاظت

اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع ترین رقبہ میں وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہی ہیں اسی عقیدہ کا فیض تھا کہ اسلام ان مدعیان نبوت اور محرفین دین کا بازیچۂ اطفال بننے سے محفوظ رہا، جو تاریخ کے مختلف وقفوں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتے رہے، "ختم نبوت" کے اسی حصار کے اندر یہ ملت ان مدعیوں کی دست برد اور یورش سے محفوظ رہی جو اس ڈھانچہ کو بدل کر ایک نیا ڈھانچہ بنانا چاہتے تھے، اور وہ ان تمام سازشوں اور خطرناک حملوں کا مقابلہ کر سکی جن سے کسی پیغمبر کی امت اس سے پہلے محفوظ نہیں رہی، اور اتنے طویل عرصہ تک اس کی دینی اور اعتقادی وحدت اور یکسانی قائم رہی، اگر یہ عقیدہ اور یہ حصار نہ ہوتا تو یہ امت واحدہ ایسی صدہا امتوں میں تقسیم ہو جاتی جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا، علمی و تہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا، ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی، ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشوا اور مقتدا ہوتے، ہر ایک کا الگ ماضی ہوتا۔

ادیانِ سابقہ میں دعویدارانِ نبوت کی کثرت

یہودی اور مسیحی تاریخ کو پڑھنے والا اس بات کو صاف طریقہ پر دیکھتا ہے، کہ مدعیان نبوت کا کثرت سے پیدا ہونا یہودی دنیا کے لئے اپنے حلقۂ اثر میں اور مسیحی دنیا کے لئے اپنے حلقۂ اثر میں ایک عظیم الشان آزمائش اور فتنہ بنا ہوا تھا، یہ ان کے لئے ایک زبردست بحران (CRISIS) اور ایک اہم مسئلہ (PROBLEM) کی حیثیت رکھتا ہے، راقم کو سب سے پہلے اس کی طرف توجہ علامہ اقبال (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) کی تحریر سے منعطف ہوئی کہ انھوں نے یہ بصیرت افروز اور عمیق نکتہ لکھا ہے کہ ختم نبوت اس امت کا طرۂ امتیاز اور اس کے حق میں نعمت عظمیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے کہ ختم نبوت کا مختتم اعلان کر دیا، گویا انسانوں کو یہ بتایا کہ اب تمہیں بار بار وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھنا نہیں ہے، اب زمین کی طرف دیکھو، اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں زمین کو جس میں تم خلیفۃ اللہ فی الارض بنائے گئے ہو آباد کرنے اور اپنی صلاحیتوں سے انسانوں کی قسمت بدلنے کے سہولت بہم پہونچانے اور ان کے لئے وہ ماحول مہیا کرنے میں صرف کرو، جو ان کو نجات اخروی اور سعادتِ دنیوی کے حصول میں معاون ہو، اب تم اپنی توانائی اس میں ضائع نہ کرو کہ تھوڑے وقفے کے بعد آسمان کی طرف دیکھا کرو کہ کوئی نیا نبی تو نہیں آرہا ہے، کوئی نیا الہام تو نہیں ہو رہا ہے؟ آسمان سے براہ راست کوئی نئی رہنمائی ہونے والی ہے؟ انھوں نے یہ لکھا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی نعمت ہے جس نے اس امت کو انتشار، ذہنی کشمکش اور جعل سازوں کی سازشوں کا شکار ہونے سے بچالیا ہے[2]

قادیانیت کا وجود اور اس کا اصل محرک و سرپرست

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے، صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء)

---

[1] سورۂ احزاب۔ آیت ۴۰
[2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علامہ اقبال کے مدراس کے لکچرز (RECONSTRUCTION OF RELIGIOUS THOUGHT IN ISLAM)

نے جو جہاد کی تحریک چلائی، اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی، ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی، اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے، جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں۔

اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور وہ انھیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے، یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا کیونکہ مسلمانوں کا مزاج بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہو سکتا تھا۔

مرزا صاحب نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا اور انگریزنے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی، اس کی حفاظت بھی کی۔ اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں بہم پہونچائیں، مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا، اور ہمیشہ وہ اس بات کے معترف رہے کہ ان کا خود برطانیہ عظمیٰ کا رہین منت ہے، چنانچہ اپنی ایک تحریر میں خود کو حکومت برطانیہ کا "خود کاشتہ" پودا قرار دیا ہے۔

دین کی وحدت، آفاقیت اور عالمگیر اثر و نفوذ کے خلاف گہری سازش

آخر میں اپنے مطالعہ کے حاصل اور ایک تاریخی حقیقت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اپنے وسیع تنوع اور اس عمیق تاریخی مطالعہ کے بعد جو تاریخ اسلام میں ان کوششوں اور سازشوں کو معلوم کرنے کے لئے کیا گیا تھا، جو اس دین سماوی، دین عالمی اور شریعت ابدی کے عمیق نفوذ اور لازوال اثر کو ختم کرنے کے لئے مختلف زمانوں و مکانوں میں کی گئی تھیں، اور جن کا مقصد یہ تھا کہ یہ امت اپنی وحدت، آفاقیت، اور روحانی اجتماعی و سیاسی اثر و نفوذ سے محروم ہو جائے، جس کی مذاہب اور دعوتوں کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، اور ان شاطرانہ کوششوں کے مطالعہ کے بعد جو دین کی تحریف اور مسلمانوں کے اضلال کے لئے کی گئی تھیں اور تاریخ کے مختلف وقفوں میں جو دعویداران نبوت پیدا ہوئے ان کے علم کے بعد (اور یہ اضطراری لیکن ضروری کام اور بحث و مطالعہ "تاریخ دعوت و عزیمت" کی تصنیف کے دوران کیا گیا، جس کے بغیر مصلحین امت، اہل عزیمت قائدین، اور محافظین و مدافعین شریعت کے کارناموں کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہو سکتی تھی)[1] خاکسار اس نتیجہ پر پہونچا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعوتی ادعائی منصوبہ اور دعوت پیش کی وہ اس دین کی محفوظیت، اس کی قوت، اس کی عالمیت و آفاقیت اور اس امکان کے لئے کہ وہ ہر زمانہ میں اپنا اصلاحی و تعمیری کردار ادا کر سکتا ہے، اور عالم کو اور انسانیت کو جاہلیت کے دور سے محفوظ رکھ سکتا ہے، اور وہی اپنے عقائد، عبادات، احکام و مظاہر اور تمدن و تہذیب کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا طاقتور دین ہے سب سے بڑا چیلنج اور سب سے خطرناک سازش ثابت ہوتی ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ قادیانیت کی دعوت و تحریک میں انفرادی جاہ طلبی، حصول سیادت و اثر و نفوذ کے ساتھ حکومت برطانیہ کا اشارہ، تائید و سرپرستی، استعماری اور سیاسی اغراض بھی شامل ہو گئے ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے خود بانیٔ مذہب اور مدعی نبوت کا یہ بیان گذر چکا ہے، کہ وہ حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہیں، اس طرح یہ تحریک اور قادیانیت کی دعوت ساری امت مسلمہ کے لئے ایک بڑی گہری اور وسیع سازش بن گئی، جو اسلام اور مسلمانوں کی وحدت اور دین اسلام کی عمومیت و آفاقیت اور اس کے تسلسل و دوام کے حق میں ایک گہری سازش اور ایک خطرناک منصوبہ ہے۔

اس حقیقت کا علامہ محمد اقبال نے بڑے مبصرانہ اور حکیمانہ طریقہ پر اظہار کیا ہے، انھوں نے کہا کہ "اس دین و شریعت کا بقاء و تسلسل تو کتاب و سنت کے ساتھ مربوط ہے، لیکن اس امت کا امت واحدہ کی حیثیت سے باقی رہنا ختم نبوت کے عقیدہ سے وابستہ اور منسلک ہے۔"

---

[1] یہ کتاب انگریزی میں چار جلدوں میں مجلس تحقیقات (Savits of Islam shirit) و نشریات اسلام کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔

بمبئی میں

اعلیٰ معیاری مٹھائی : بیکری مصنوعات

خصوصی مصنوعات

ڈرائی فروٹ، انجیر برفی، افلاطون، پائنا پل برفی، مینگو برفی، بادامی حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، گلاب جامن وغیرہ

شیرینی دنیا کا تاج

تاج کی مٹھائیاں

کرافٹ مارکیٹ جنکشن ۴، اکرناک روڈ بمقابل کرافٹ مارکیٹ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳

فون نمبر : ۳۴۲۱۵۷۸ ۔

غلام احمد قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا

تقریر: امام حرم شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل — ترجمہ: مولانا سید سلمان الحسینی ندوی

اجلاس کی پہلی نشست میں امام حرم سماحۃ الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے پر اثر اور پُر درد تقریر فرمائی جس کا اردو میں ترجمہ مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے برجستہ سلیس اردو میں پیش کیا اور ٹیپ ریکارڈ سے مولوی آفتاب عالم ندوی نے نقل کیا۔

افادۂ عام کی غرض سے ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین،

اما بعد۔

برادران اسلام! میں آپ سب حضرات کی خدمت میں اور خاص طور پر حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم کی خدمت میں سعودی عرب کے علماء کرام کا سلام پیش کرتا ہوں، خاص طور پر سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن باز کا سلام آپ سب کی خدمت پیش کرتا ہوں، میں آپ سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خادم الحرمین الشریفین اور ان کے رفقاء کار بھی آپ حضرات کی ان کوششوں کو اور خاص طور پر حضرت مولانا دامت برکاتہم کی کوششوں کو نہ صرف یہ کہ بہت سراہتے ہیں بلکہ اس کی پرجوش تائید کرتے ہیں۔ اور وہ اس کانفرنس میں آپکے ساتھ ہیں۔

حضرات! میں امید کرتا ہوں کہ یہ کانفرنس جس کا انعقاد برقت اور برمحل ہو رہا ہے فرق ضالہ کی سرکوبی اور ان کے فتنے کے استیصال کے لیے اور خاص طور پر قادیانیت جیسے فتنہ پرور فرقہ کے تعاقب اور اس کی سرکوبی کے لیے انشاء اللہ نہایت ہی مفید، کارآمد اور کامیاب کانفرنس ہوگی۔

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ۔ اس علم نبوی کے حامل ہر دور میں وہ لوگ ہوں گے جو قابل اعتماد دیانتدار اور امانت دار ہوں گے۔ جن کا کام یہ ہوگا کہ اس دین میں غلو کرنیوالوں کی تحریفات کو چھانٹ کر الگ کر دیں اور جن کا کام یہ ہوگا باطل پرستوں کے اضافوں کو دروغ بیانیوں کو اور جاہلوں کی غلط تاویلات کو اس دین حنیف سے نکھرچ کر پھینک دیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم بھی انھیں علماء حقانی اور ربانی میں سے ہیں جو اس حدیث کے مصداق ہیں اور جو اس دور میں جاہلوں کی تاویلات، باطل پرستوں کی دروغ بیانیوں اور غلو کرنے والوں کی تحریفات کو چھانٹنے اور انھیں دور کرنے اور دین حنیف کو صاف ستھری شکل میں پیش کرنے کی جدوجہد میں الحمد للہ مصروف ہیں۔

بزرگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مت مرنا۔ مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ٹولیوں میں مت بٹو اور یاد کرو اللہ کے احسان کو کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے قلوب کے اندر الفت اور محبت پیدا کر دی، اور تم بھائی بھائی ہو گئے۔ خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے: "أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ" اللہ کے جو محبوب ہیں اللہ کے دوست ہیں، اور اللہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے نہ اندیشہ اور نہ رنج و غم وہ، وہ لوگ صاحب ایمان اور صاحب تقویٰ ہیں۔

میرے بزرگو! تقویٰ کے کیا معنی ہیں، لغت میں تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ انسان اپنا تحفظ اور بچاؤ

کرے، اور شریعت میں تقویٰ کی تعریف بعض علماء نے یوں کی ہے کہ حقیقۃ التقویٰ ان یعبد اللّٰہ فلا یعصیٰ وان یطاع فلا یکفر وان یذکر فلا ینسیٰ تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کی جائے اس طرح کہ پھر نافرمانی نہ کی جائے اور اللہ کی اطاعت کی جائے اس طرح کہ اس کا انکار نہ کیا جائے اللہ کو یاد رکھا جائے تو اسے فراموش نہ کیا جائے تقویٰ کے معنیٰ ہیں امتثال امر اللہ واجتناب نہیات اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا اور اللہ کی منہیات اور محرمات سے بچنا۔ جب آپ تقویٰ اختیار کرتے ہیں تو گویا اللہ کے عذاب سے اور اس کی پکڑ سے اپنے تحفظ کا انتظام کر لیتے ہیں، خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ خداوند قدوس نے فرمایا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں جم جاتے ہیں جو اصلاً تقوے کی حقیقت ہے۔ تقویٰ نام ہے استقامت کا، تقویٰ نام ہے دوام ذکر الٰہی کا، تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان ہمیشہ اللہ کا مراقبہ کرتا ہے اس کی نگاہ میں اللہ ہے، اسکو حاضر وناظر جانتے ہوئے اللہ کی شریعت پر عمل کرتا ہے، قرآن پاک میں اس مقام پر اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ جم جاتے ہیں اور ڈٹ جاتے ہیں، تو فرشتے ان پر اترتے ہیں اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ مت ڈرنا اور مت رنج کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت کی خوشخبری لے لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے اور اللہ کہتا کہ میں تمہارا ولی ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔ جہاں تمہیں من چاہی چیزیں ملیں گی جو تمہارا مطالبہ ہوگا وہ دیا جائے گا، مغفرت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا رب ہماری میزبانی فرمائے گا۔

حضور اکرمؐ کی خدمت میں ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ حضور ایمان کے بارے میں مجھ سے کچھ ارشاد فرما دیجئے جس پر میں عمل کر کے جنت میں چلا جاؤں اور بات مختصراً ارشاد فرمایئے کہ میں یاد کر لوں تو فرمایا تھا۔ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹ جاؤ، میرے بزرگو! اللہ نے فرمایا کہ "وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ"، دیکھو مت مرنا مگر اسلام پر، اس بات کا اس مطالبے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اسلام سے چمٹا رہے اور اس پر برابر قائم رہے ایسا نہ ہو کہ اس کا اسلام گنڈے دار ہو کبھی اسے یاد کرے کبھی اسے فراموش کردے۔ اَلْاِعْتِصَامُ بِحَبْلِ اللّٰہِ، خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا مطلب کیا ہے علماء مفسرین کا بالاتفاق یہ کہنا ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن پاک ہے، حبل اللہ سے مراد سنت رسولؐ ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اوپر سے آئی ہے نیچے یعنی کلام الٰہی وحی الٰہی اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور پھر آگے یہ حکم ہے کہ۔ وَلَا تَفَرَّقُوْا ٹولیوں میں مت بٹنا گروہوں میں مت بٹنا لیکن افسوس کہ کچھ ایسے افراد اس ملت میں پیدا ہوئے کہ جنھوں نے وَلَا تَفَرَّقُوْا کی ہدایت پر عمل کرنے کے بجائے تفریق کی شیطانی ہدایت پر عمل کیا اور امت میں تفریق کے بیج بوتے چلے گئے انہی لوگوں میں وہ بے توفیق اور بدبخت قادیانی کہ جس نے اس امت میں فتنہ کا بیج بویا اور اس نے ختم نبوت کا انکار کیا یاد رکھیے کہ ختم نبوت کا انکار کفر صریح ہے چونکہ خداوند قدوس کا ارشاد ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تھے وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے سلسلے کو ختم فرمانے والے ہیں، قرآن پاک میں اس حیثیت سے پوری صراحت کے ساتھ آپ کا تعارف کرا دیا گیا۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان احادیث میں جو تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور امت کے عقیدے کا جزء ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے بعد تیس دجال اور کذاب اور مفتری پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے تو لوگو تم ان سے بچنا۔ ان سے دور رہنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنے میں مبتلا کر دیں، ابھی آپ نے حضرت مولانا دامت برکاتہم سے سُنا تھا کہ مولانا نے ارشاد فرمایا کہ غلام احمد قادیانی کا خود یہ اعتراف ہے کہ میں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہوں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اس قادیانی کی کتابوں سے ماخوذ ہے وہ خود اپنے بارے میں یہ لکھتا ہے کہ میں انگریزوں کا بنایا ہوا اور ڈھالا ہوا ہوں، میں ان کے سانچے میں ڈھلا ہوں میں ان کی خدمت کے لیے تیار کیا گیا ہوں میں ان کا وظیفہ خوار ہوں اور یہ بات بار بار اپنی کتابوں میں اس نے دہرائی ہے۔ تو وہ جس نے اس بات کا

اعتراف کر لیا کہ وہ خود دشمنانِ اسلام اور استعماری طاقتوں کا پروردہ ہے۔ اس فتنہ سے متاثر ہونا فی الحقیقت سوائے جہل اور خرافات پرستی کے اور کچھ نہیں ہے اور انگریز نہ ہی کہا؟ یہودیوں نے بھی اس کو گود میں لے رکھا ہے۔ تل ابیب میں قادیان کا پرچہ شائع ہوتا ہے دنیا میں اگر کوئی جگہ ملی بھی تو تل ابیب میں جہاں سے قادیانیاں کے پرچہ شائع کیا جاتا ہے۔ پاکستانی حکومت اس اعتبار سے قابل تعریف ہے کہ اس نے قادیانیوں کے بارے میں ملتِ اسلامیہ کے تمام نمائندہ علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ آج سے بہت پہلے صادر کر دیا تھا۔ کہ قادیانی کافر ہیں ان کا ملتِ اسلامیہ سے کسی طرح کا کوئی رابطہ اور تعلق نہیں ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! خداوند قدس کا صاف ارشاد ہے، وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ یہ میرا راستہ ہے بالکل سیدھا جس کی پیروی کرو اور دائیں بائیں راستوں پر مت پڑو ورنہ تم کو بھٹکا دیں گے۔ اور حق سے دور کر دیں گے، یہ صراط جس کا قرآن پاک میں تذکرہ ہے یہ صراط مستقیم کتاب اللہ ہے، یہ صراطِ مستقیم سنت رسول اللہ ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تھا کہ جو شخص بھی حضور اکرمؐ کی وصیت پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھے، قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ سے لے کر آخر تک یہاں تک کہ یہ آیت آگئے اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔

حضرات یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے کہ اس فتنہ کے شکار وہی لوگ ہوتے ہیں جو اسلام سے ناواقف ہیں۔ اسلام سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا انسان کبھی ایسے فتنہ کے قریب نہیں بھٹک سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آیا ہے نہ آئے گا۔ میرے بزرگو! ہندوستان کی سرزمین سے یہ پودا اگا تھا اور اس نے جب یہ دیکھا کہ یہاں کے علماء برصغیر ہندو پاک کے علماء نے تعاقب شروع کیا تو نئی نئی جگہیں تلاش کی گئیں۔ اور قادیانیت کے لیے افریقہ کے علاقے کو بھی تلاش کر کے یہ فتنہ وہاں بھی اسی شدت کے ساتھ پھیلایا گیا ہے اور یہ بڑی خطرناک سازش کے نتیجے میں عمل رچایا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ کانفرنس جو حضرت مولانا دامت برکاتہم کی سرپرستی میں منعقد ہو رہی ہے انشاء اللہ اس کے عالمی طور پر اثرات مرتب ہوں گے اور اگرچہ یہ بروقت اور برمحل ہے لیکن اس سے پہلے بھی بہت سی کانفرنسیں دنیا کے مختلف علاقوں میں ہوتی رہی ہیں، میں آپ حضرات سے اخیر میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ اے لوگوں۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور ٹولیوں میں اور گروہوں میں نہ بٹو اور دامن محمدی کو پکڑ کر بس اللہ سے اپنا رابطہ قائم کر لو اور یہ سمجھو کہ قرآن اور سنت کے علاوہ کوئی مرجع نہیں ہے۔ بس اسی کو اساس بنا کر اسی کی طرف رجوع کرو اے اللہ اس کانفرنس کو بھی قبول فرما۔ اس مجمع کو بھی قبول فرما۔ اور اس میں خوب برکت نصیب فرما وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پندرہ روزہ تعمیر حیات
ایک تحریک ہے اس کی
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

کیا آپ کے پتہ میں پتھری ہے؟
کیا آپ گردہ مثانہ کی پتھری اور درد سے پریشان ہیں؟
کیا آپ ذیابیطس کے شکار ہیں؟
اگر ہاں!
تب آپ قطعی نہ گھبرائیں اور آپریشن ہرگز نہ کرائیں!

پتہ
بغیر آپریشن کے نہایت آسانی سے پتھری کی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کیلئے پتہ کی پتھری میں
"کبدون"
کا استعمال کریں چند ہی دن میں پتھری گھل جاتی ہے نئی پتھریوں کا بننا موقوف ہو جاتا ہے اور ریض کو درد سے نجات مل جاتی ہے یہ دوا جگر کی کمزوری ورم پلیہا اور بد ہضمی میں نہایت مفید ہے۔

گردہ
گردہ اور مثانہ کی پتھری میں
"ھردینا"
کے استعمال سے حیرت انگیز طور پر پیشاب کے راستے سے پتھری نکل جاتی ہے اور پیشاب کی جلن ریت اور خون کا آنا بھی بند ہو جاتا ہے۔

ذیابیطس
قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ
یہ دوا
"نشکر"
[illegible]

حسنی فارمیسی لکھنؤ
دوفن مارکیٹ 177/41 گوئن روڈ لکھنؤ

روداد چمن [1]

شمس الحق ندوی

۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء کا پچاسی سالہ جشن ندوہ کی تاریخ کا پہلا اور دینی مدارس و مراکز کی تاریخ کا ایک نادر اجتماع تھا۔ حجاز مقدس، اور سعودی عرب کے دارالسلطنت ریاض سے لیکر مصر، شام، عراق، الجزائر، لیبیا، تونس اور خلیج عرب تک کے متعدد نمائندے، عرب و ہند کی مشہور یونیورسٹیز کے وائس چانسلر اور محققین، اسکالرس سب جمع تھے۔ اس اجتماع کی روداد عربی کے مشہور صاحب قلم و فکر غیرت دینی اور حمیت اسلامی کے پیکر مولانا محمد الحسنی مرحوم نے لکھی تھی۔ اس کا عنوان "روداد چمن" تجویز کیا تھا۔

ندوہ کے اسی میدان میں پھر ایک بار علم دین اور شریعت اسلام کے پاسبان بڑی تعداد میں جمع ہوئے۔ مرکز وحی والہام کعبہ مشرفہ کی عظیم مسجد مسجد حرام کے سب سے بڑے امام شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، مدینہ منورہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ام القریٰ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے فیکلٹی کے ڈین اور اسی قد و قامت کی شخصیات کا مبارک اجتماع ۱۲، ۱۳ر نومبر کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی غرض و غایت اس کا حجم اور اس کی اہمیت اس لائق ہے کہ اس کی روداد لکھی جائے، اور اس طرح کہ اطناب کے بغیر تفصیل اور تقصیر کے بغیر ایجاز ملحوظ ہے "مرزیہ دگر دارد" کی اس کاوش میں مجھے کہاں تک کامیابی ہوگی یہ توفیق الٰہی کی بات ہے اور اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اس روداد کا عنوان بھی مولانا محمد میاں علیہ الرحمہ سے مستعار لے رہا ہوں۔

— قادیانیت نے ہندوستان میں جنم لیا اور اسی سرزمین پر اس نے سر اٹھایا اور اسی سرزمین کے علماء نے اس کی سرکوبی کی، اس کی حقیقت دنیا پر منکشف کی، علمی، اخلاقی، دینی ہر سطح پر اس کو پسپا کیا، اور اس کے تابوت پر آخری کیل رابطہ عالم اسلامی کے اس عالمی اجتماع نے ٹھونک دی، جو ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا اور جس میں اس فرقہ کو خارج اسلام قرار دیا گیا تھا۔ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد کی بنیاد پر پاکستان اسمبلی نے قادیانیت کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا، مرزا غلام احمد قادیانی کے موجودہ "خلیفہ" جن کے مورث عیسائیوں کی بیخ کنی اور صلیب کو توڑنے کے مدعی تھے۔ آغوش صلیب میں پناہ گزیں ہوگئے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ سانپ کا سر کچل دیا گیا، اب یہ فرقہ ان گم کردہ راہ افراد کے خاندانوں تک محدود ہے جو اپنی جہالت اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں لیکن یہ مسلمانوں کی بھول تھی، اس کے برطانوی اور امریکی سرپرست اس سانپ کو دودھ دیتے رہے اور اس کی پرورش و پرداخت کا کام جاری رکھا، مسلمان عرب و ایران، عراق و کویت، افغانستان کی جنگ میں فکری اعتبار سے مشغول رہے، عرصہ تک سلمان رشدی، تسلیمہ وغیرہ نے فکری طور پر مبتلا رکھا، ملک میں بابری مسجد کے انہدام کا فتنہ، مسلم پرسنل لا کے وجود پر حملہ کا فتنہ، نیز آئے دن کے خون آشام فسادات میں مسلمانوں کا قتل عام۔ یہ سب ایسے مسائل تھے کہ مسلمان الجھے رہے اور جس سانپ کا سر کچل دیا گیا تھا معلوم ہوا کہ وہ مرا نہیں تھا، اس کو بڑی طاقتیں اور غیر مسلم حکومتیں مسلسل غذا اور دوا دیتی رہیں، اور یہ خفیہ طاقتیں اس فتنہ کو پھیلانے میں مشغول رہیں۔

ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی ۱۹۹۴ء میں جمعیت الدعوہ کی دعوت پر استاذ زائر کی حیثیت سے سنگاپور گئے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہاں پہلے ان قادیانیوں کا ایک مرکز تھا جس کو یہ لوگ مسجد کہا کرتے ہیں، اب دو مرکز ہوگئے۔ افریقہ میں انھوں نے اپنا جال پھیلانا شروع کیا، عیسائی مشنریاں ہمیشہ ان کا ساتھ دیتی ہیں اور ان دونوں کے درمیان گہرا باہمی تعاون ہے۔

انڈونیشیا، ملیشیا کے ندوی علماء نے بھی اس طرح کی اطلاعات دیں، مخدوم ملت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ جن کی غیرت دینی معروف ہے، اور جس کا ہلکا سا عکس اس شمارہ کے افتتاحیہ میں آپ ملاحظہ کریں گے، ان کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا کہ جمعیۃ العلماء ہند نے بتاریخ زیر اہتمام ۱۴ر جون ۱۹۹۶ء میں ایک جلسہ کیا تاکہ اس موضوع پر غور و فکر کیا جائے، حضرت مولانا صحت کے اضمحلال اور ضعف جسمانی کے باوجود اس جلسہ میں شریک ہوئے اور ایک مؤثر تقریر بھی فرمائی، اس موقع پر حضرت مولانا کو احساس ہوا کہ اس فتنہ (قادیانیت) کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دینا درست نہیں ہے، اور اس مسئلہ کو مقامی نہیں بلکہ عالمی ہونا چاہئے، اور ایک جلسہ کافی نہیں ہے، اجتماعات کی ضرورت ہے، اور عرب و عجم کے علماء کو مل کر اس غیر اسلامی بلکہ دشمن اسلام سازش کو بے نقاب کرنا چاہئے تاکہ افریقہ، یورپ اور مغربی ایشیا کے ممالک، نیز خود ہند و پاکستان میں پھر قوت کے ساتھ اس فتنہ کی حقیقت بتانا چاہئے۔

حضرت مولانا مدظلہ کی فکر پر یہ مسئلہ طاری ہوگیا اور ایک بے چینی کی سی کیفیت ظاہر ہوئی، جو کسی خاص

[1] ندوۃ العلماء کے دو روزہ اجلاس کی روداد

اہم حادثہ کے موقع پر ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت کے بعض خدام اور نیازمندوں نے عرض کیا کہ اگر اجتماع کرنا مقصود ہی ہے تو ندوہ کا صد سالہ جشن کیا جائے۔ ندوہ کا موضوع اصلاح نصاب تعلیم رہا ہے، اس آنے والی صدی میں جبکہ وسائل تعلیمی، مراسلات میں وسعت اور دعوت میں سہولتیں ہوگئی ہیں اور اسلام کو اندرون ملک اور بیرون ملک قسم قسم کے چیلنجوں کا سامنا ہے اس لئے ایک عالمی اجتماع کرکے حلقے تعلیم و تربیت کو دعوت دی جائے کہ وہ غور کریں کہ اس صدی میں دین کے مبلغوں کو کس نہج پر تعلیم دی جائے اور فرق باطلہ کا موضوع ضمنی قرار دیا جائے مگر حضرت کی بصیرت نے اس کو منظور نہیں فرمایا، محسوس ہوا کہ ایک "حال" سا طاری ہے اس لئے خدام کو اپنی رائے پر اصرار کی جرأت نہیں ہوئی۔ مگر ایک مصلحت کا حوالہ دیا گیا کہ نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام ہی غیر مسلم حکومتیں اس وقت ہر اس فتنہ کی پرورش پر تلی ہوئی ہیں جو اسلامی قوت کو کمزور کرے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اجتماع سے پہلے اس کی کاٹ کی جائے اور جلسہ کو منعقد ہی نہ ہونے دیا جائے۔ اس لئے موضوع اجتماع علمی و دعوتی امور پر مشتمل ہو۔ یہ خدشہ بے جا نہ تھا، بہرحال اس کو منظور کرلیا اور کانفرنس کا موضوع طے ہوا "مؤتمر العلماء المسلمين للنظر في قضايا الدعوة الإسلامية" یعنی دعوت اسلامی کے امور پر غور کرنے کے لئے علمائے اسلام کے باہمی مشورے" مگر اصل موضوع کو مرکزی عنوان دینے کا فیصلہ اپنی جگہ رہا۔ اور حضرت نے اپنا کلیدی خطبہ اسی عنوان پر تحریر فرمایا۔ اس کا عربی ترجمہ بھی تیار کرایا۔ اور خاص خاص مدعوئین کو بتا دیا گیا کہ اصل عنوان کیا ہے چنانچہ شیخ حرم علامہ السبیل نے بھی اسی موضوع پر اپنا خطبہ تحریر فرمایا۔ ناظم اجتماع نے جو "محاور بحث" تیار کیا وہ اس طرح تھا۔ اس کو صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے ساتھ کمیٹیاں بنادی گئیں دعوت عام تھی اور عام نہیں بھی تھی، منتظمین نے یہ طے کر لیا کہ اجلاس کو ہنگامی قسم کا "میلہ" نہیں بنانا ہے اور اس قدر دعوت نامے جاری کئے جائیں کہ اجتماع پر ہم قابو پا سکیں، اس لئے نہ تو کہیں پوسٹر لگائے گئے اور نہ عوامی اعلانات ہوئے، البتہ اس اجتماع کی سن گن سن کر قومی آواز کے نمائندے نے کچھ معلومات حاصل کیں اور شائع کیا۔ جو دعوت نامے جاری ہوئے اس کے مطابق اجتماع ہوا اور افسوس کہ عین وقت پر بہت سے حضرات کو دعوت نامے نہ مل سکے جنھوں نے اگرچہ شرکت کی مگر شکایت بھی، منتظمین نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا۔

کون آیا اور کون نہیں آیا

جو حضرات آئے، ان میں ترکی سے شیخ محمد امین سراج جو رابطہ عالم اسلامی کے مساجد کونسل کے ممبر اور استنبول میں جامع سلطان محمد الفاتح کے مدرس اعلیٰ ہیں، استاذ حمدی ارسلان کلیۃ الالٰہیات کے صدر شعبہ ادب عربی، شیخ نورالدین بیلایہ استنبول میں استاذ عربیات، انڈونیشیا سے الاستاذ امین اللہ معہد الکوثر کے استاذ، استاذ عبدالرحمن معہد الفلاح کے مدرس اعلیٰ، استاذ سفیان معہد الکوثر کے ذمہ دار نمائندہ۔

ملیشیا سے معہد التربیۃ الاسلامیہ قدح کے صدر اور جمعیۃ علماء کے صدر ڈاکٹر ابوبکر اداج، استاذ احمد فہمی زمزم ندوی، معہد التربیۃ الاسلامیہ کے رکن، ڈاکٹر زاہد ارشد، حزب اسلامی ملیشیا کے صدر ڈاکٹر وان سالم وان معہد اسلامی قدح کے مدیر تھے۔

یہ تمام حضرات اپنی اپنی جگہ پر دین و دعوت کے سرگرم رکن اور علمی و اجتماعی لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں لیکن اس کہکشاں کا سب سے زیادہ آبدار اور روشن بلکہ روشن تر ستارہ علامہ شیخ محمد عبداللہ السبیل تھے جو برسہا برس سے حرم کعبہ میں عشاء اور فجر کی امامت کرتے رہے ہیں اور اب حرم پاک مکہ مکرمہ اور حرم شریف مدینہ منورہ دونوں کے تمام انتظامی و دینی امور کے صدر اعلیٰ ہیں، دونوں حرم میں اماموں کی تعیین اور ہزاروں کارندوں کی سربراہی ان کے ذمہ ہے، علوم دینیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور مطالعہ بہت وسیع ہے، اس کے ساتھ انتہائی متواضع بزرگ ہیں، حضرت مولانا سے فکری اور مزاجی طور پر یکسانیت رکھتے ہیں اور دل سے قدرداں ہیں، حضرت مولانا کی دعوت پر خود انھوں نے کوشش کرکے خادم الحرمین سے منظوری حاصل کی اور اپنے خصوصی ہوائی جہاز سے لکھنؤ تشریف لائے، آپ کے ساتھ مدینہ منورہ یونیورسٹی کے چانسلر ڈاکٹر صالح عبداللہ العبود بھی تھے جو انتہائی متواضع صورتاً و سیرۃً پابند سنت اور ذی علم شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کے ساتھ ایک نو فرد وفد بھی تھا جس کے سبھی ممبر متدین عالم دین اور پابند سنت تھے۔ وزارت شؤون اسلام کے وزیر ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی چونکہ انڈونیشیا کی کانفرنس اسلامی کے صدر تھے اور انہی تاریخوں میں وہاں بھی اجتماع تھا اس لئے خود نہ آسکے مگر اپنے نائب (ڈپٹی منسٹر) ڈاکٹر عدنان وزان کو بھیجا، جامعہ ام القریٰ کے دو استاذ آئے جن میں ڈاکٹر حسن باجودہ ایک درجن سے زیادہ سورتوں کی بیانیہ تفسیر لکھ چکے ہیں اور آج کل جامعہ ام القریٰ میں فیکلٹی آف آرٹس کے صدر (ڈین) ہیں، مشہور ماہر تعلیم اور محقق، دار الشروق اور دار القلم کے ڈائرکٹر جنرل استاذ سید محسن احمد بارودم، اور عالم اسلام کی دینی سیاست کے دقیقہ رس دانشور اور باخبر خطیب، رابطہ عالم اسلامی کی تمام مجالس کے رکن قدیم، اور آج کل قاہرہ کی مجلس اسلامی اعلیٰ، دعوت و رفاہ عام کے سربراہ استاذ کامل الشریف

اور ایک بہت ہی اہم دینی وعلمی شخصیت کے مالک علامہ محمد بن ناصر العبودی جو پچاس سے اوپر کتابوں کے مصنف ہیں اور رابطہ عالم اسلامی کے ناظر اعلیٰ کے نائب عام ہیں۔ ان حضرات کی آمد نے اس اجلاس کو ایسا بنا دیا جیسے کسی عرب ملک میں یہ جلسہ ہو رہا ہو اور اس کی کارروائیاں بھی عربی میں ہوتی رہیں، ہندوستان کے تقریباً تمام ہی صوبوں کے علماء ومفکرین، مدارس اسلام اور قدیم وجدید دارالعلوموں کے مہتمم، اور دینی دعوت کے تجربہ کار اور بحث وتحقیق کے رشناور تشریف فرما تھے، ان کے علاوہ ادباء علماء اور محققین کی وہ جماعت بھی تھی جو اگرچہ ہندی الاصل ہیں مگر بیرونی ممالک میں رہتے ہیں جیسے مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی (جامعۃ العین کے سابق شیخ الحدیث) مولانا یعقوب کاوی (انگلینڈ) اس طرح سترہ ملکوں کی نمائندگی ہوگئی، یہ فہرست مکمل نہیں، ناقص ہے مکمل فہرست ملکی اور غیر ملکی حضرات کی دوسری جگہ شائع کی جا رہی ہے۔

۔کون نہیں آئے۔ ان میں سرفہرست شیخ الازہر ہیں جو دل سے خواہش مند تھے مگر نہ آسکے کیونکہ ان کا ایک سرکاری وسیاسی مقام ہے اور بغیر صدر جمہوریہ کے اشارہ کے حرکت نہیں کر سکتے۔ اور صدر جمہوریہ کی خدمت میں دعوت نامہ حکومت کے واسطے سے جانا چاہئے "کیونکہ شاہاں بہ شاہاں می دہند" مگر یہ کام ہمارے مسلک کے خلاف تھا کہ ہم حکومت سے مدد لیں، شام کے متقدر ترین عالم اور پچاسوں تحقیقی کتابوں کے مصنف علامہ عبدالرحمٰن حسن الحبنکہ بھی قانونی دشواریوں کی وجہ سے نہ آسکے، علامہ یوسف القرضاوی بھی اس لئے نہ آسکے کہ انھیں تاریخوں میں حکومت قطر نے ان کو ایک مسجد کے افتتاح کے لئے بھیج دیا تھا............

عراق سے کسی کے آنے کا سوال ہی نہیں تھا اور نہ دعوت دی گئی، وہاں کے مخصوص حالات سب کو معلوم ہیں،

اور یہ بھی معلوم ہے کہ ندوہ کا خلیجی جنگ میں کیا رجحان تھا۔ بنگلہ دیش سے ٹورسٹ ویزا لے کر ایک دو صاحبان آگئے تھے، مگر پاکستان سے کوئی نہ آسکا حالانکہ وہاں کے علماء رد قادیانیت میں قائدانہ کردار رکھتے ہیں اور وہ آنا چاہتے تھے مگر ان کو ویزا نہیں ملا۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں اور درسگاہوں سے جو لوگ آئے وہ قابل صد احترام تھے اور جو نہ آسکے وہ بھی قابل احترام تھے۔ سب کی ہمدردیاں اور دعائیں ہمارے ساتھ تھیں" وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (ان شاء اللہ)

صدر جلسہ

حضرت مولانا کا خیال تھا کہ شیخ محمد عبداللہ السبیل کو صدر بنایا جائے، اور ایجنڈے میں لکھا جا چکا تھا مگر شیخ سبیل نے کہا کہ سماحۃ الشیخ ابوالحسن کی موجودگی میں میں صدر نہیں بن سکتا، صدر مولانا ہی کو ہونا چاہئے۔

پنڈال ندوہ کے وسیع میدان میں بہت خوبصورت قسم کا بن گیا تھا، ندوہ کے قدیم ترین بزرگوں میں حضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمۃ اللہ علیہ (استاد فلسفۂ جدیدہ عثمانیہ یونیورسٹی) کے صاحبزادے جناب فضل الباری صاحب اور ان کے رفقاء حاجی عبدالغفار صاحب اور ماسٹر نصیر صاحب نے بڑی جانفشانی اور محنت سے مسجد کی توسیع مکمل کی اور ان کی سرپرستی میں پنڈال بھی کھڑا کیا گیا۔ جو کام ہوا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک نامعلوم طاقت کرا رہی ہے مہینوں کا کام ہفتوں میں اور ہفتوں کا کام دنوں میں انجام پایا۔ ایک ساقی کی نگاہ تھی کہ سب ہی مست تھے ندوہ کے دائمی منتظمین، وقتی طور پر آئے ہوئے فرزندان ندوہ، اور شہر لکھنؤ کے معززین واعیان سب ہی ہر خدمت کے لئے تیار کھڑے تھے۔ شہر کے اہل کار نے اپنی کاریں پیش کر دیں، جن کے پاس کاریں نہ تھیں یا ان سے کار لینے کی ضرورت نہیں پڑی وہ دوسرے

کام میں مشغول تھے بے کار کوئی نہ تھا مثال کے طور پر رحیم آباد کے رئیس صاحب نے کھانا پکوانے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور حق یہ ہے کہ رات دن کی جانفشانی سے اس دشوار ترین کام کو آسان ترین بنا دیا۔ ان کے ساتھ جناب محمد سلمان خرافت اور ڈاکٹر عارف خاں صاحب خدمات میں لگے ہوئے تھے، ان کے علاوہ شہر کے متعدد معززین واعیان مختلف خدمات پر مستعد تھے جہاں تک دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبا کا تعلق ہے وہ تو سراپا میزبانی کی خدمات سے سرشار اور ہمہ وقتی کارگذار تھے۔

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ سب کہاں سے ہوا؟ خرچ کافی تھا، ندوہ خواہ عالم اسلام کا مقبول ومشہور مرکز علمی ہو مگر ہے تو ایک مدرسہ ہی جو کہ چندوں سے چلتا ہے۔ اس لئے بعض معاندین کو پٹرو۔ ڈالر کی چمک نظر آئی۔ اور بغیر یہ سوچے ہوئے کہ پٹرو ڈالر والوں کی یہاں کیا مصلحت ہو سکتی ہے۔ اور کوئی چندہ اس کام کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ زکاۃ وصدقات کی رقم کا ایک پیسہ بھی کسی حیلۂ شرعی سے ندوہ میں کبھی ایک کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل نہیں کیا جاتا۔ ہاں، خود اپنے ملک میں اللہ کے بہتیرے بندے ہیں جن کو فکر لگی کہ یہ سب کام کیونکر ہوگا۔ ان کی فکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی انتظام تھا، وہ ہوا اور بغیر طلب کے ہوا۔ وللہ الحمد الذی تتم بہ الصالحات۔

۔ندوہ کو حضرت مولانا ...

جس انداز پر چلایا ہے اس میں حکومت وقت سے بے نیازی اور عدم استمداد کا پہلو بہت اہم ہے مولانا ندوہ کے کام سے کسی ملک کے حکمراں کے پاس نہیں گئے۔ اور نہ اس سے کوئی مدد طلب کی دارالعلوم کے مہتمم صاحب نے ایک ضابطہ کی اطلاع ڈی۔ ایم کو دیدی تھی۔ جس میں کسی لجاجت وخوشامد کا انداز نہیں تھا صرف ایک قاعدہ کی خانہ پری تھی۔ مگر

مقامی حکومت نے مسلمان پولیس والوں کی ایک ٹیم نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے مقرر کر دی تھی۔

پہلا افتتاحی جلسہ

ندوہ کے وسیع میدان میں خوبصورت پنڈال بھر چکا ہے، ڈائس پر عرب وعجم کے نجوم وکواکب، ثوابت وسیار جمع ہیں۔ ثوابت کا لفظ بھی محض رعایت لفظی نہیں ہے، ہمارے نائب ناظم مولانا معین اللہ ندوی پیہم بیماریوں کی وجہ سے پہیے دار کرسی پر چلنے اور اس پر بیٹھنے پر مجبور ہیں، اللہ مولانا کو اجر وعافیت دے۔ اسی طرح ندوۃ العلماء کے دفتر نظامت کے ذمہ دار ناظر عام مولانا محمد طاہر صاحب ندوی ایک حادثہ میں مجروح ہو گئے تھے اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں وہ بھی اپنی سک چیئر پر بیٹھے تھے۔

ایک نورانی سکینت اور خوشی چھائی ہوئی ہے۔ کان گوش بر آواز ہیں، حضرت مولانا کے پہلو میں ایک طرف علامہ شیخ سبیل دوسری طرف رابطہ عالم اسلامی کے نائب ناظم اعلیٰ شیخ محمد ناصر العبودی، ایک طرف مدینہ منورہ یونیورسٹی کے چانسلر دوسری طرف جناب کامل الشریف تشریف فرما ہیں۔ اس خاموشی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آواز نے توڑا جو مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب نے منصۂ خطابت سے بلند کی۔ حضرات اہل محفل تحیت اسلامی قبول فرمائیے، آپ کا ہم استقبال کر رہے ہیں، اپنے قافلہ کے قافلہ سالار اور کاروان علم وفکر کے قائد حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی طرف سے، دارالعلوم کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین کی طرف سے، ندوہ کی شاخوں اور ملحقہ مدارس کی طرف سے، لکھنؤ کے مسلمان باشندوں کی طرف سے، آپ کا استقبال دین اسلام کے ایک قلعہ میں ہم کر رہے ہیں۔ جو مردان علم وفکر کی عقلی وذہنی ترجیحات کا کارخانہ ہے (مصنع الرجال معقل الاسلام)

یہ جلسہ جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں اور شیخ حرم اور علمائے عرب کی موجودگی میں ہو رہا ہے آیات قرآنیہ سے شروع ہوا۔ جس کی تلاوت ندوہ کے قاری محمد ریاض صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد دارالعلوم کے مہتمم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے دارالعلوم کی طرف سے مہمانوں اور تمام حاضرین کا خیر مقدم کیا، مولانا کی تقریر کا متن آپ کے پیش نظر شمارہ میں موجود ہے۔

خیر مقدم کے بعد حضرت مولانا کی افتتاحی تقریر ہوئی حضرت مولانا نے جلسہ کے مقاصد بیان فرمائے، قادیانیت کو نبوت محمدی کے خلاف بغاوت اور دین کے خلاف بدترین سازش قرار دیا۔ اس کے بعد شیخ سبیل نے اپنے خالص عربی لہجے میں خطاب شروع کیا۔ جلسہ پر ایک سکوت طاری ہے اور سب ہمہ تن گوش تھے شیخ کی تقریر کیا تھی ایسا لگتا تھا گویا ؎

بلبل چہک رہا تھا ریاض رسول میں

پھر دوسرے اور تیسرے مقرر آتے رہے اور دارالعلوم کے لائق فرزندوں نے ترجمے کئے اور ہر ایک نے ترجمانی کا حق ادا کیا، ہر مقرر کو ایک نیا مترجم ملا۔ مولانا سلمان حسینی ندوی، پروفیسر اجتبا ندوی، پروفیسر ضیاء الحسن ندوی، ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن ندوی (جامعہ ملیہ) مولانا محمد رضوان ندوی، ہر ایک نے قابل تحسین اعتراف خدمت انجام دی۔

جلسہ اپنے حجم کے لحاظ سے، حاضرین کی دلچسپی اور یکسوئی کے لحاظ سے، مقررین کے قوت استدلال اور جوش خطابت کے لحاظ سے، ترجموں کے برمحل اور پراثر ہونے کے لحاظ سے واقعی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آسمان سے سکینت وقبولیت کا نزول ہو رہا ہے۔ جلسہ کی کامیابی پر مبارک باد سب سے پہلے شیخ حرم اور ان کے نائب شیخ محمد بن ناصر الخزیم نے دی، استاذ کامل الشریف نے کہا کہ میں نے

ہزار ہا ہزار جلسوں میں شرکت کی ہے اور تقریریں کی ہیں یہاں تک کہ سربراہان حکومت کے جلسہ میں شاہ اردن کی نیابت میں تقریریں سنی ہیں اور خود تقریر کی ہے مگر اتنا پراثر مجمع نہیں دیکھا۔ اس طرح کے ملے جلے تاثرات ہر ایک نے اپنے انداز میں ظاہر کئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ نماز ظہر سے آدھا گھنٹہ پہلے یہ مبارک اجتماع مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی کے پراثر اور عاطفتور الفاظ میں ادا کئے گئے شکریہ پر برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

مؤتمر کا دوسرا اجلاس بعد نماز مغرب شروع ہوا، اس نشست میں سعودی عرب کے ماہر تعلیم الاستاذ محسن احمد باروم نے نصاب تعلیم پر ایک مقالہ پڑھا جس میں پورے عالم اسلام کے سرکاری نصاب کا جائزہ تھا اور موجودہ دور کے لئے سفارشات تھیں، مقالہ مؤتمر کے ایک اہم جزء کو پورا کر رہا تھا۔ شیخ باروم ایک وسیع النظر دانشور ہیں اور آج سے پچاس برس پہلے قاہرہ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا ہے اور یورپ میں سعودی عرب کے نمائندہ تعلیم رہ چکے ہیں۔ عربی کے دو ایک مقرر اور تھے جن میں دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ کے ناظم مولانا ماجد مسعود (حشیم میاں) بھی تھے اور ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری، مولانا یعقوب کاوی، دارالعلوم دیوبند کے نمائندہ تحریک ختم نبوت کے داعی ومدیر، جماعت اہل حدیث کے صدر مولانا مختار احمد ندوی، جامعہ سلفیہ بنارس کے نمائندہ عبدالوہاب خلجی، مقتدیٰ حسین ازہری اور دیگر علمائے ہند کی تقریریں ہوئیں، جلسہ کی نظامت شروع سے آخر تک دارالعلوم کے لائق استاذ مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے کی اور اردو تقریروں کے خلاصے عربی میں پیش کئے، جلسہ اسی طرح سکون وسادگی اور انہماک کے ساتھ جاری رہا

جس طرح صبح کا اجتماع تھا۔ اس جلسہ کی صدارت حضرت مولانا فرما رہے تھے مگر اضمحلال طبع اور تکان کی وجہ سے پورے وقت ... موجود نہ رہ سکے، مولانا نظام الدین صاحب نائب امیر شریعت، ناظم امارت شرعیہ بہار اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری جنرل نے قائم مقامی کی اور ایک موثر تقریر بھی فرمائی۔

تیسرا و آخری اجلاس

اس جلسہ میں صدر جلسہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے اردو میں ایک دینی تعلیمی مقالہ پڑھا، سب کمیٹیوں نے سفارشات تیار کر کے بھیجی تھیں، جس کو ام القریٰ یونیورسٹی کے ایک استاذ شیخ سلیمان بن وائل التویجری نے پڑھ کر سنایا، اس کا ترجمہ مولانا نذر الحفیظ ندوی استاذ دارالعلوم نے پڑھا۔ استاذ کامل الشریف نے تجاویز پر وفود کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور مسلمانان ہند کو یقین دلایا کہ عرب علماء اور دانشور اخلاقی علمی تعاون کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔ اسی جلسہ میں مسجد اقصیٰ کے سابق امام شیخ ڈاکٹر محمد صیام بھی موجود تھے۔ یہ عجیب قران السعدین تھا کہ حضرت مولانا کے ایک طرف شیخ و امام حرم تھے، دوسرے پہلو میں شیخ حرم اقصیٰ تھے۔ مولانا سلمان الحسینی ندوی نے برمحل یہ آیت پڑھی "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى" ایک آیت میں دونوں مسجدوں کا ذکر ہے، اور آج اسٹیج پر دونوں امام جمع ہیں۔

ڈاکٹر علامہ محمد صیام امام مسجد اقصیٰ کی تقریر کیا تھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک زخمی شیر گرج رہا ہے، جو لوگ عربی نہیں سمجھ رہے تھے ان کے اعصاب پر بھرپور اثر تھا پھر اس کا ترجمہ مولانا سلمان الحسینی جیسے منجھے ہوئے مقرر و مترجم نے کیا تو ایک سماں بندھ گیا۔

شیخ حرم علامہ سبیل کی دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا مگر سامعین کی تشنگی باقی تھی، لوگ دعا کر رہے تھے کہ کاش یہ دن اور طویل ہو جاتا۔ وقت کی رفتار مدھم پڑ جاتی، نہ معلوم پھر کب اور کہاں ایسا نورانی اجتماع نصیب ہو، علم و دین کے ستارے پھر یکجا ہوں، پھر کانوں کے ساتھ دل کے دروازے کھلیں۔

نماز جمعہ میں امام حرم کا خطبہ اور امامت

لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ امام حرم جمعہ کی نماز پڑھائیں گے اس لئے رات ہی سے لوگ آنا شروع ہو گئے تھے۔ دوپہر سے پہلے تک پورا میدان اور مسجد کے بالائی اور زیریں حصے، قریب کی عمارتوں کی چھتیں ندوے باہر سڑک اور بندھے پر نمازی جمع ہو گئے تھے۔ مائکروفون نے وقت پر خیانت کی یا اس کو کسی مہربان نے بگاڑ دیا کہ نماز شروع ہوتے ہی اس کی آواز ختم ہو گئی، مکبرین کی مدد سے لوگوں نے نمازیں ادا کیں۔ اللہ کی طرف سے بخشش و ثواب نیات پر مرتب ہوتی ہے، اس لئے لوگوں کو افسوس تو ہوا مگر مایوس کوئی نہیں ہوا۔

شیخ حرم کا پہلا خطبہ ۳۰ منٹ کا تھا، دوسرا خطبہ ۱۵ منٹ کا، ایک بجے خطبہ شروع ہوا تھا اور ایک بجکر ۵۵ منٹ پر نماز ختم ہوئی۔

شرکاء نماز کی تعداد کا مختلف لوگوں نے مختلف اندازہ لگایا۔ ٹائمس آف انڈیا نے لکھا کہ تعداد کا صحیح اندازہ لگانے والی ٹیم نے ایک لاکھ کا اندازہ لگایا، پانیر نے تین لاکھ لکھا، کچھ لوگوں نے ۵ اور ۶ لاکھ بتایا۔ بہر حال ۲۰ لاکھ نفوس کی امامت کرنے والے شیخ حرم کے لئے کوئی تعداد بھی بڑی نہ تھی۔ مگر ندوہ اور اہل لکھنؤ کے لئے ایک یادگار موقع تھا۔

۱۹۷۵ء کے جشن ۸۵ سالہ کے موقع پر اخبارات نے لکھا تھا کہ ایسا اجتماع نہ کبھی ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اس پر مرحوم محمد میاں نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ ایسا دینی روح پرور اجتماع لکھنؤ میں نہیں ہوا ہوگا۔ مگر یہ کہنا کہ آئندہ کبھی نہ ہوگا یہ غلط ہے اور میری آرزو یہ ہے کہ خود ندوہ میں اس سے بڑھ کر جلسے ہوں اور دوسرے علمی دینی اداروں کے جلسے بھی بڑھ چڑھ کر ہوں۔ اس لئے کہ دین کا کام جہاں ہو رہا ہے وہ سب ایک ہی ہے درحقیقت مولانا محمد میاں کا یہ تاثر ندوہ کے مزاج اور وسعت قلب و نظر کی صحیح تصویر ہے۔ لہٰذا میری بھی یہی دعا ہے کہ ایسے اجتماع اور بھی ہوں، ندوہ میں بھی ہوں اور ندوہ کے باہر دوسرے علمی مراکز میں بھی ہوں۔ سب کام دین کی خاطر ہوا اور دین ہی کی خاطر ہونا چاہئے۔ کامیابی دراصل دین کے صدقہ میں ملتی ہے، ناکامی ہماری کوتاہیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔ "وکل لہ قانتون"۔

(ختم شد)

ضروری اعلان

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہونے والے اہم اجلاس کے سبب تعمیر حیات کے موجودہ شمارے نمبر ۱۲-۳ (۲۵ر نومبر ۹۶ء و ۱۰ر دسمبر ۹۶ء) کو کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر بروقت مشترکہ نکالنے کی ضرورت محسوس کی گئی، جس کی قیمت دس روپیہ ہے۔

(ادارہ)

ملی عزیمت اور اجتماعی فیصلہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۱۲، ۱۳ر نومبر ۱۹۹۶ء کو فرق باطلہ اور خصوصاً فتنۂ قادیانیت کے خلاف عالمی پیمانے پر ہونے والے اجلاس کے موقع پر جبکہ بیرون ممالک کے علاوہ ہندوستان کے تعلیمی تحریکی تصنیفی و تالیفی، غرض خدمت دین کے ہر شعبہ میں کام کرنے والے علماء و کارکنوں کا منتخب ترین مجمع موجود تھا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے ضروری سمجھا کہ جلسے کے اصل موضوع کے علاوہ اس وقت ملک کے اندر مسلمانوں کی جدید نسل کے لئے جو خطرات درپیش ہیں اور نئی نسل کو الحاد و ارتداد کے راستہ پر ڈالنے کی دانستہ یا نادانستہ جو کوششیں جاری ہیں ان سے باخبر کیا جائے اور اس کے مداوا کے لئے ہندی مسلمانوں کو پوری فکر و ہوشمندی کیساتھ کام کرنے اور توجہ و قربانی دینے پر آمادہ کرنے کیلئے اردو میں تقریر ضروری سمجھی جس میں اپنا جگر نکال کر رکھ دیا ہے تقریر پڑھنے کی ہے جو بار بار پڑھنے، دوسروں کو پڑھانے اور بیدار کرنے کی متقاضی ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد!

حضرات! ہندوستان میں ملت کے تشخص (IDENTITY) کو بچانے کی ذمہ داری آپ کی ہے جیسے فرد کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس مٹ جانے والے مٹی کے جسم کو بچائے، بالکل اسی طرح اس پیغام کو جو انسانیت کے لئے روح کا درجہ رکھتا ہے، بچانے کی ذمہ داری ملت کی ہے، ملت کو ملت کہلانے کے استحقاق کو بچانے اور ملت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا حقدار بنانے کی ذمہ داری آپ کی ہے، آپ اس ملک میں مسلمانوں کے تشخص کو بچانے اور اس کی آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے کی ذمہ داری قبول کریں، اور اس کے لئے وہ قربانیاں دیں جو مطلوب ہیں، فرد ایک ہے اور ایک فرد کی حیثیت سے قربانی دینا ہے، لیکن ملت کی تعداد ہندوستان میں کم سے کم دس کروڑ بتائی جاتی ہے، تو اس کی قربانیوں کو شخصی جانفشانیوں، اس کی قوت مقابلہ اور اس کے انتظامات کی مقدار بھی اسی سطح کی ہونی چاہئے۔

ملی تشخص کی حفاظت آئینی طریقہ پر کریں

اس کے ساتھ یہ بھی آپ نظر انداز نہ کیجئے کہ آپ ایسے ملک میں ہیں، جس میں اکثریت غیر مسلموں کی ہے، وہ جمہوری ملک ہے، اور وہاں قانون ساز مجلسیں قانون بناتی ہیں، جب یہ ملک جمہوری ہے تو پارلیمنٹ ہی قانون بنائے گی، اور جمہوریت کا یہ قاعدہ ہے کہ اکثریت کی رائے اور تائید سے قانون بنتا ہے، اس لئے ہر وقت اس کا خطرہ ہے کہ ایسے قوانین بنیں جو ہمارے بنیادی عقائد، مسلمات ہمارے جذبات اور ہماری ضرورتوں کے خلاف (بدنیتی سے کم اور ناواقفیت سے زیادہ) بنیں، یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ مذہبی، تہذیبی اور لسانی بنیاد والا پر جارحانہ احیائیت (AGGRESSIVE REVIVANISM) اور کلیت پسندی (TOTALITARIANISM) کی تحریکیں بھی زور شور سے چل رہی ہیں، اب آپ کا کام یہ ہے کہ ایسے سیکولر اور جمہوری ملک میں اپنے ملی تشخص کی حفاظت آئینی طریقہ پر کریں، آپ ہندوستان کے وفادار، مفید، کارآمد اور اس کے ضروری جزء ہونے کی حیثیت سے اپنی افادیت و اہمیت ثابت کریں، اور مطالبہ کریں کہ کوئی قانون ہماری شریعت، آسمانی کتاب اور ہمارے عقائد کے خلاف نہیں بننا چاہئے۔ آپ اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت کریں کہ خلاف شریعت قانون بننے سے آپ کو اس سے زیادہ اذیت ہوتی ہے، اور آپ کا ملی وجود اس سے زیادہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے جتنا کھانا روکنے سے۔ کوئی جمہوری حکومت کسی اقلیت اور کسی فرقہ کی غذائی ضرورتوں کو نہیں روک سکتی، اور کوئی حکومت چاہے کتنی ہی طاقتور ہو، یہ قانون نہیں بنا سکتی کہ فلاں فرقہ کو غلہ کی فراہمی روک دی جائے، یا بازار میں اس کو دکان کھولنے کی اجازت نہ دی جائے یا اس کے بچوں پر تعلیم اور تعلیم گاہوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں، ایسا اگر ہونے لگے تو آپ قیامت برپا کر سکتے ہیں، آپ ثابت کر دیں کہ اس قانون اور اس نئے نظام تعلیم سے آپ کو گھٹن ہوتی ہے، جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر باہر رکھنے سے اس کا دم گھٹتا ہے، آپ کے چہروں کے اتار چڑھاؤ حرکات و سکنات سے معلوم ہو جائے کہ آپ کی صحت اور توانائی اور کارکردگی پر اثر پڑا ہے، اور یہ محسوس کر لیا جائے کہ یہ ایک مظلوم قوم کے افراد ہیں، اس نئے قانون سے ان کا دم گھٹ رہا ہے اور یہ ان کی آئندہ نسل کے قتل کے مرادف ہے، یہ کام آپ کو خلوص کے ساتھ عملی طور پر ایسی کیفیات کے ساتھ کرنا ہوگا کہ ہر شخص اسٹیشنوں، پارکوں اور بسوں میں آپ کی بے چینی کو محسوس کرے، اگر آدھا نہیں تو کم از کم اس کا چوتھائی حصہ ثابت کرنا ہوگا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک ہفتہ بھی ایسا قانون نہیں چل سکتا، میں نے دنیا کے آئینوں اور دستور حکومت کا مطالعہ کیا ہے، اور جمہوریتوں کی تاریخ پڑھی ہے، اس لئے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

تشدد سے اجتناب

لیکن یہ سب کام مرصّع اور سیاسی الفاظ کے ساتھ نہیں ہوگا۔ اس کے لئے جذباتی، جسمی اور جسمانی طور پر اپنے کرب کا اظہار کرنا پڑے گا، آپ کو بتانا ہوگا کہ ہم اس ملک میں رہیں، اور ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے جس سے مسلمان بچے مسلمان نہ رہنے پائیں، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہم کو زندگی کی حقیقی لذت و عزت سے محروم کردیا ہے۔ آپ کو ایک طرف آئینی طور پر کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لئے جلسے، جلوس، تنظیمیں، انجمنیں، احتجاج اور وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو دستوری و آئینی طریقہ پر کسی جمہوری ملک میں کسی چیز کو منوانے کے لئے کیا جاتا ہے، میں توڑ پھوڑ اور تشدد کو نہیں کہتا اور نہ میں اس کا قائل ہوں، میں تو برادران وطن کو "تشدد" (VIOLENCE) سے روکنا چاہتا ہوں پھر میں آپ کو اس کا مشورہ کیسے دوں گا، لیکن دستوری حدود میں رہتے ہوئے، ایک جمہوری ملک میں جس طرح اپنی بے چینی کا اظہار کیا جاسکتا ہے، وہ کرنا چاہئے۔

اعتقادی ارتداد کا خطرہ

دوسری طرف آپ کو ہر وقت چوکنا رہنا ہوگا، آپ کو اخبارات پڑھنے ہوں گے، اور وہ کتابیں دیکھنی ہوں گی جو دینی تعلیمی کونسل نے اس موضوع پر تیار کردی ہیں، اور جن سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہی، ان سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت کون سا قانون بن رہا ہے، جس سے آپ کی آئندہ نسل خطرات میں گھر گئی ہے، اگر حالات کا یہی رخ رہا اور یہی لیل و نہار رہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ذہنی و تہذیبی ہی نہیں اعتقادی ارتداد کا خطرہ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کی لغت میں کوئی لفظ اتنا رونگٹے کھڑے کرنے والا اور وحشت ناک نہیں جتنا کہ "ارتداد" کا لفظ ہے، حدیث ہے کہ کفر بھی مسلمان کے اندر اتنی بے کلی نہیں پیدا کرتا جتنا کہ ارتداد کا لفظ، حدیث میں آتا ہے کہ تین باتیں وہ ہیں کہ اگر آدمی ان کو جمع کرے تو اس نے ایمان کی صفات کو جمع کرلیا، ان میں سے ایک یہ کہ ــ

"من یکرہ أن یعود الی الکفر کما یکرہ أن یقذف فی النار۔"

(اس تصور سے کہ میں کفر کی طرف لوٹ جاؤں گا اسے ایسی وحشت ہو کہ جیسے اس کو آگ میں ڈالے جانے پر وحشت ہوتی ہے)

اگر اس طرح حالات باقی رہے، جارحانہ احیاء پرستی (AGRESSIVE RVIVALISM) اسی طرح بڑھتی اور ترقی کرتی رہی تو اس ملک میں "ارتداد" کا خطرہ ہے، یہ آسانی سے کہنے والی بات نہیں تھی، لیکن دل پر پتھر رکھ کر میں نے کہہ دی۔

وسیع پیمانے پر مکاتب قائم کریں

دوسرا راستہ یہ ہے کہ مکاتب کا جال بچھا دیا جائے، ہر مکتب خود کفیل ہو، باہر کے چندوں پر بالکل نظر نہ ہو، یہ کام ملت کے لحاظ سے آپ پر فرض ہے، تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن ملتوں نے اپنا فریضہ ادا نہیں کیا وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں، ترجمانِ حقیقت اقبالؔ نے صحیح کہا ہے ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

ہمیں یقین ہے کہ یہ ملک اسپین نہیں بنے گا، جو اس کا خواب دیکھ رہا ہے وہ ہوش میں آئے، لیکن ہمیں اور آپ کو یہ محسوس کرنا چاہئے کہ اسپین سے کم درجے کے ممالک چین اور روس اور بلغاریہ ہیں، جہاں کروروں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں، ان کی مسجدیں ہیں، وہاں انھیں نماز پڑھنے کی اجازت ہے، لیکن...... دینی تعلیم دینے، اور مذہب اسلامی تہذیب پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کی اجازت نہیں، اور نہ اسلامی دعوت کی اجازت ہے، اسپین تو آخری درجہ ہے، اقبالؔ کے بقول صدیوں سے اس کی فضا بے اذان اور اس کی زمین بے سجود ہے، آپ کو یہ کوشش کرنی ہے کہ یہ ملک بھی روس اور چین اور بلغاریہ کی طرح نہ بن جائے، میرا یقین ہے کہ اگر آپ اپنے اندرونی کرب و بے چینی کا اظہار کریں گے تو دوسرے بھی متاثر ہوں گے اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کو ایسے ہم نوا اور ہمدرد مل جائیں گے، جو آپ کو اس احتجاج میں حق بجانب قرار دیں گے اور اس کو بھی جمہوریت اور آزادی کا تقاضہ سمجھیں گے، اس کے ساتھ آپ کا فرض ہوگا کہ وسیع پیمانہ پر مکاتب قائم کریں، میں قرآن و حدیث کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ کسی ضلع کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہاں دنیا کے سارے کام ہوتے ہوں، شادیاں دھوم دھام سے ہوتی ہوں، باراتیں نکلتی ہوں، اور لاکھوں کے جہیز دیئے جاتے ہوں، رسمیں ہوتی ہوں، حکام کی خوشامدیں ہوتی ہوں اور انتخاب میں حصہ لیا جاتا ہو اور وہ ضلع تین آرگنائزر نہیں رکھ سکتے، اگر آپ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہ سوال کرے تو آپ کے پاس کیا جواب ہوگا، آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے کہ لاکھوں کی آمدنی والے شہروں میں مسلمان دینی تعلیم کے لئے کوئی انتظام محض پیسے کی کمی کی بنا پر نہیں کرسکے، آج آپ اس جلسے سے فیصلہ کرکے جائیں کہ اس کام میں کوتاہی نہ ہونے دیں گے، اگر آپ نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اپنے اخراجات میں سے دینی مکاتب کے لئے بھی حصہ رکھیں گے، تو یہ ایک تاریخ ساز فیصلہ ہوگا، آپ یہ طے کرلیں گے کہ ہر جگہ مکاتب کا جال بچھا دیا جائے گا، دفاتر قائم کئے جائیں گے، تعلیمی معائنہ کا سلسلہ ٹوٹنے نہیں پائے گا، آپ امکانی حد تک اس مقصد کے لئے تمام مادی وسائل اختیار کریں گے، تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی اور "یَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ" (تمہاری قوت میں اللہ تعالیٰ قوت کا اضافہ فرمائے گا) کا ظہور ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے آپ اپنی سعی کوشش کر گذریں۔

ملت کا فرض اور اسلامی نظام حیات

امت کے تشخص کی حفاظت کی ذمہ داری خود ملت کا فرض ہے، قرآن مجید نے صرف فرد کو مخاطب کرکے نہیں فرمایا، ہر "فرد" اور ہر "ملت" کے لئے قانون خداوندی یہی ہے:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ہ وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ہ ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ہ

(سورۃ النجم ۳۹-۴۰-۴۱)

انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے، اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی سی کوشش کرنے اور امکانی سعی کو کام میں لانے والے کو بشارت بھی دی ہے کہ نہ صرف اس کی سعی کا نتیجہ نکلے گا بلکہ اس کی سعی مقبول ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اس میں اپنی طرف سے برکت اور اضافہ فرمائے گا، "ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی"۔

حضرات! بحیثیت اس مذہب کے متبع اور داعی کے ہم پر اور ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ ملک کی تعلیمی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیتے رہیں، اور ہر وقت ان پر نظر رکھیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ ان کا اثر ہمارے مذہب، ہماری نسلوں کے دل و دماغ اور ان کے دینی و اخلاقی مستقبل پر کیا پڑے گا، میں یہ صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا مذہب بہت سے دوسرے مذاہب کے برخلاف بہت جلد متاثر ہوتا ہے، اور بہت زیادہ متاثر کرتا ہے، اور یہ اس کا نتیجہ ہے کہ وہ ایک زندہ اور ذی شعور مذہب ہے، زندہ ہستی متاثر بھی ہوتی ہے، اور مؤثر بھی، جو وجود زندگی کھو چکا ہوتا ہے، یا زندگی کے میدان سے کنارہ کش ہوجاتا ہے، وہ نہ متاثر ہوتا ہے اور نہ مؤثر، ہم اپنے مذہب کے لئے یہ پوزیشن قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ دنیا چاہے جتنی ہی بدل جائے، زندگی کے چاہے جتنے ہی نقشے بنیں، نئی نسلوں کو ڈھالنے کے لئے کیسے ہی سانچے تیار ہوں، ہمارے مذہب پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہم بدستور مذہبی فرائض ادا کرتے رہیں گے، اور انسان اور خدا کا رشتہ اسی طرح قائم رہے گا، ہمارا مذہب ایک پورا نظام حیات ہے، وہ زندگی کے ہر شعبہ کے لئے متعین ہدایات اور احکام دیتا ہے، اس لئے ہمیں ہر ملک اور ہر دور میں چوکنا رہنا چاہئے، اور یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ کیا ہمیں اپنے ذہنی، اخلاقی اور روحانی نشوونما کے لئے مناسب فضا اور سازگار ماحول میسّر ہے، یا نہیں، اور ہماری آئندہ نسلیں صحیح معنوں میں مسلمان رہ سکیں گی یا نہیں؟

اسلام مکمل دین اور مستقل تہذیب ہے

پھر یہ بھی یاد رکھئے کہ اسلام صرف چند رسوم اور تقریبات کا نام نہیں، چند عبادات تک بھی مخصوص نہیں، بلکہ یہ مکمل زندگی گزارنے کا طریقہ اور کامل دین ہے، ایک مختصر جملہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مستقل تہذیب ہے، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا کوئی مخصوص طرز زندگی اور اس کی کوئی مستقل تہذیب نہیں، لہٰذا دوسری قومیں اور دوسرے ممالک کے لوگ اسلام قبول کریں تو اسلامی عقائد کو لے لینا ہی کافی ہے، تہذیبی اقدار کو لینے اور اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔

میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ یہ غیر اسلامی طرز فکر ہے، اسلام کو اصرار ہے، کہ عقائد و اعمال کے ساتھ اس کا مخصوص طرز زندگی بھی اپنایا جائے، قرآن و سنت سے منصوص طریقے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک خاص طرح کی زندگی، اور خاص طرح کی ذہانت تک کے متعین ضوابط و احکام ہیں، اور اسلام کا مطالبہ ہے کہ انھیں کے مطابق زندگی گذاری جائے، اس کی خلاف ورزی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی باتوں سے کر انتہائی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں تک کی تعلیم دی اور صحابہ کرامؓ نے انھیں سیکھا اور برتا۔

حضرات! اس غلط و ناقص نصاب تعلیم کی اصلاح کا مطالبہ اور اس کے لئے ہر طرح کی جدوجہد ہمارا آئینی حق اور وطنی و قومی فرض ہے، اگر ہم اس کو جرأت اور استقامت کے ساتھ انجام دیں گے تو ہم اس ملک کے ساتھ حقیقی وفاداری اور صحیح حب الوطنی کا ثبوت بھی دیں گے، اس نصاب اور اس کے غلط اندیش و کوتاہ نظر مرتبین نے ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت کو جو صلاحیتوں سے معمور ہے، ایک ذہنی انتشار و اضطراب میں مبتلا کردیا ہے، جو اس ملک کی قومی یک جہتی اور جذباتی ہم آہنگی کے لئے سخت مضر اور ہندوستان کی مجموعی ترقی و خوشحالی میں حارج ہے اس لئے اس کی اصلاح اور نقص کا ازالہ وہ سب سے بڑی خدمت ہے، جو کوئی ہندوستانی انجام دے سکتا ہے، البتہ مذہبی طور پر یہ آپ کا فریضہ ہے، اور اس میں کوتاہی یا اس سے روگردانی مذہبی گناہ اور اسلام سے دشمنی ہے۔

لیکن اس کام کو جاری رکھتے ہوئے آپ کو وہ کام بھی کرنا ہے جس میں کسی حکومت کے کسی اقدام یا کارروائی کے انتظار کی ضرورت نہیں، آپ کو اپنی نسل کے دینی تحفظ اور اسلام سے اس کے ربط و تعلق کا انتظام کرنا ہے، اور یہ ذمہ داری غذا، لباس، دوا علاج، تعلیم اور معاش سے بدرجہا

زیادہ ضروری ہے، آپ کو ہر حال میں اپنے بچوں کی اس ضروری دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا ہے جس کے بغیر وہ مسلمان نہیں رہ سکتے، یہی آیتِ قرآنی

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا" (التحریم-۶)

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔

کا مفہوم اور تفسیر ہے، اور یہی حدیث "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ" (تم میں سے ہر ایک صاحب اختیار ہے، اور اس سے اس کے ماتحتوں اور حلقۂ اثر کے بارے میں سوال ہوگا۔) کے حکم کی تعمیل ہے، اس کے لئے آزاد مکاتب، صباحی و شبینہ مدارس، دینی مجالس، گھر کی تعلیمی نگرانی، ماحول کی اصلاح، صحیح اور مفید کتابوں کی اشاعت اور ایسے بہت سے ذرائع ہوسکتے ہیں، خصوصاً مدارس و مکاتب کا قیام اس وقت اتنا ضروری ہوگیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت نئی نسل کی اسلامیت کے بقاء و تحفظ کے لئے کوئی اور تدبیر اتنی مؤثر ہوسکتی ہے، اس سب کے لئے آپ کے قومی فیصلہ اور اجتماعی عزم کی ضرورت ہے۔

انسانیت کی تقدیر میں تغیر و تبدل

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بعد (جو اصل طاقت ہے) دنیاوی لحاظ سے سب سے بڑی طاقت جو زندگی کے پہیے کو رواں دواں رکھے ہوئے ہے، جو مختلف وقتوں میں دنیا میں تبدیلیاں لاتی رہتی ہے، پہاڑوں کو اپنی جگہ سے کھسکا دیتی ہے، دریاؤں کے رخ موڑ دیتی ہے، سلطنتوں کے چراغ گل کردیتی ہے، ایسے واقعات کو جن کا تصور بھی مشکل ہوتا ہے، وجود میں لے آتی ہے وہ انسانی فیصلہ ہے، اس فیصلہ نے بارہا افراد کی، اور خاندانوں کی نہیں، قوموں کی اور انسانیت کی تقدیر بدل دی ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کا اظہار اور زندگی کا استحقاق ثابت کرے باآبرو زندگی کے گذارنے کی مہلت لے لے اور اس کے برعکس اپنی نااہلی، کفرانِ نعمت اور ظلم و فساد کا مظاہرہ کرکے زندگی کے حق اور اللہ کی نعمتوں سے محرومی کا فیصلہ کرالے، اسی کا نام ہے تقدیر کا بدلجانا۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" (سورۃ الرعد-۱۱)

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کسی قوم کو دی ہوئی نعمت اس وقت تک نہیں چھینتا، اور اس کی تقدیر نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی پیدا کرکے اور ناشکری کرکے نعمتِ خداوندی سے محرومی اور عزت کے بعد ذلت کا فیصلہ نہ کرلے۔

وہ شاہِ کلید جس سے ہر قفل کھل سکتا ہے

حضرات! مسائل و مشکلات کی نہ تعداد مقرر ہے، نہ اقسام متعین ہیں ... لیکن ایک "شاہِ کلید" (MASTER KEY) ہوتی ہے، جو سارے قفلوں کو کھول سکتی ہے، اور ساری رکاوٹوں کو دور کرسکتی ہے، اس کے لئے زمان و مکان کی بھی قید نہیں، اور اسباب و وسائل کی بھی شرط نہیں، وہ شاہِ کلید جس سے ہر قفل کھل سکتا ہے، وہ ہے ملی عزیمت، اور اجتماعی فیصلہ، اگر اس ملک کے مسلمان یہ فیصلہ کرلیں کہ ان کو اپنی آئندہ نسلوں کے مستقبل کا تحفظ اور ان کی تعلیم کے مسئلہ کا حل ہر مسئلہ، ہر مفاد، ہر سہولت، ہر عزت، ہر خوشحالی اور ہر کامیابی سے زیادہ عزیز ہے، تو یہ مسئلہ ایک دن میں حل ہوسکتا ہے، اس کے لئے ان کو ہر وہ قربانی دینی ہوگی جس کی اس جمہوری ملک کے اندر اور دستور کے ماتحت گنجائش ہے، اور جو اس ملک کے حقیقت پسندوں پر، اور دنیا کے دوسرے ممالک پر ثابت کردے کہ مسلمانوں کو اپنا دین و ایمان اور اپنی اولاد کا اسلام پر قائم رہنا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے، یہ کام بغیر کسی تخریب، کسی جارحانہ اقدام، کسی معاندانہ ذہنیت، کسی حریفانہ کشمکش، کسی شرانگیزی اور انتشار کے بغیر ہوسکتا، لیکن اس کے لئے ذاتی مفادات، ذاتی جذبات، اور ذاتی وابستگیوں کی قربانی کی ضرورت ہوگی، اس قربانی کے بغیر کسی چھوٹی سی چھوٹی قوم کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ شعار، اس کی کوئی چھوٹی سی چھوٹی نشانی اور حقیر سے حقیر مفاد بھی محفوظ نہیں رہتا۔

(ایک ملت کا مستقبل اور اس کی شہ رگ، اس کی ورید حیات کیسے محفوظ رہ سکتی ہے، اس کا صرف ایک ہی حل ہے، اور وہ ہے ملی عزیمت اور اجتماعی فیصلہ اور میں اسی کو درد کی آخری دوا سمجھتا ہوں) اور اقبال کے لفظ میں اپنی گذارش کو ختم کرتا ہوں ؎

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:
مکتبۃ الحرمین مسجد مرکز والی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کراکے رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ صبح ۸ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

قادیانیت

نبوتِ محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت

شیخ محمد بن عبداللہ السبیل امام و خطیب حرم مکی۔ چیرمین برائے امور حرمین شریفین

ذیل میں ہم امام حرم کے اس گرانقدر عربی خطبہ کا خلاصہ پیش کررہے ہیں جو ردِّ قادیانیت پر پہلے سے لکھ لائے تھے، اس خطبہ سے قادیانیت کا اصل روپ اور خد و خال سامنے آجاتا ہے اور اس کی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں کی غیرتِ دینی کو کمزور کرنے اور نبوتِ محمدی کے خلاف برطانوی استعمار کی ایک سازش تھی کہ ان کے خلاف مسلمانوں کا جذبۂ جہاد سرد پڑ جائے۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَلْقَائِلِ فِیْ كِتَابِهِ الْمُبِیْنِ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ وَجَعَلَ شَرِیْعَتَهٗ مُهَیْمِنَةً عَلٰی سَائِرِ شَرَائِعِ مَنْ قَبْلَهٗ. وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَطْهَارِ الْبَرَرَةِ الْاَخْیَارِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وبعد:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زمانہ کے بعد جو رسولوں اور وحی کے انقطاع کا عرصہ تھا دینِ حق کی طرف انسانیت کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا تاکہ گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی کی طرف اندھیرے میں ڈوبوں کو نکالے اور یہ ضروری قرار دیا کہ پیروی اس رسول برحق اور اسی دینِ مستقیم کی کرنی ہے اور اس پر کامل ایمان لانا ہے، ہرگز ہرگز اللہ عزوجل اس کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں فرمائے گا، چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے!

"وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" (آل عمران ۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی دین اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا، اور وہ آخرت میں نقصان میں رہے گا۔

اور اسی کے ساتھ اللہ عزوجل نے آپ کی نبوت و بعثت کو تمام نبوتوں کا مسک الختام قرار دیا، کہ اب آپؐ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت نہیں ہونی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناصح امین اور رؤوف رحیم بناکر مبعوث فرمائے گئے۔ آپؐ کی ان صفات کا اظہار خود اس آیتِ کریمہ میں ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (توبہ)

ترجمہ: تم ہی میں کا رسول تمہارے پاس آیا ہے اس پر بھاری پڑتا ہے تم کو تکلیف پہونچنا، حریص ہے تمہاری بھلائی پر، مومنین پر نہایت شفیق مہربان ہے۔

آپ کی انہی مذکورہ خصوصیات و امتیازات کا ظہور آپؐ کی پاک سیرت و کردار سے بھی ہوتا ہے کہ جس کسی بھلی چیز اور خیر کی بات کا آپ کو علم ہوتا ہے اس وقت تک چین سے بیٹھا نہیں جاتا جب تک اپنی امت کو اس بات سے باخبر نہ کردیتے اور صرف باخبر کردینے پر ہی سکون و اطمینان کی سانس نہ لیتے تھے بلکہ امت کو اس بات کی ترغیب دلاتے، اور شوق پیدا کرتے، اسی طرح جب کوئی بری چیز اور شر کی بات آپ پر آشکارا ہوجاتی تو پھر آپ اپنی قوم و ملت کو اس سے ڈرانے کے لیے بے قرار ہوجاتے، اور اس سے دور رہنے کی تاکید کرتے، یہ وہ بات ہے جس نے اس ملت کو صحیح راستہ پر لاکھڑا کیا اور استقامت بخشی اور نابیناؤں کو بینائی عطا کی، بہروں کو قوتِ سماعت دی اور دلوں پر پڑے دبیز پردے کو دور کیا اور لوگوں کو ایسی صاف اور روشن شاہراہ پر لاکھڑا کیا، جس کی رات بھی دن کی طرح روشن تھی اس کے بعد بھی اگر کوئی گمراہی کی راہ پر چلتا ہے تو اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاف طور پر بتا گئے، اور پورے زور و قوت سے یہ یقین دلا گئے کہ وہ ہی آخری نبی و پیغمبر ہیں، آپ کے بعد جو بھی نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے وہ قطعی طور پر جھوٹا اور دجال ہے کھلا ہوا افتراپرداز اور گنہگار ہے، قربان جائے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ یہ بھی بتا گئے، اور امت کو ایک بڑے خطرہ سے آگاہ فرما گئے کہ

امت کو ایسے فتنہ سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوتے رہیں گے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دو بڑے گروہ برسرپیکار نہ ہو جائیں گے۔ اور ان دونوں کے مابین میدان کارزار نہ گرم ہو جائے گا جبکہ دونوں کی دعوت ایک ہی ہوگی، اور یہ کہ جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال سامنے نہ آجائیں گے، جن میں ہر ایک کا بزعم خود یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول (پیغمبر) ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں تیس بڑے درجہ کے جھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اس بات کا دعویدار ہوگا کہ وہ نبی ہے، جبکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی، چنانچہ آپ کی وفات ہوتے ہی کذابین دجالین کا ظہور ہونے لگا، نبوت کے دعویداروں نے الگ الگ وقت اور زمانہ میں سر اٹھانا شروع کیا، یمن میں اسود عنسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں خروج کیا اور عہد صدیقی میں مارا گیا، مسیلمہ کذاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ ارتحال کے پیش آتے ہی خروج کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک ہاتھوں تہ تیغ ہوا۔

دجالین کی اس فہرست میں ایک وہ شخص بھی ہے جسے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانا جاتا ہے، جو ہندوستان کی ریاست پنجاب میں شہر قادیان میں ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوا۔ سن شعور کو پہونچا تو کچھ اردو عربی کتابیں غیر معروف استادوں سے پڑھیں، اور کچھ قانون کا علم بھی سیکھا، پھر انگریزی حکومت کی نمک خواری قبول کی جس کے بعد اس نے اپنی فضیلت و شان میں باتیں گھڑنی شروع کیں۔ آخر اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا مگر اس کو اپنا یہ دعویٰ ہلکا لگا تو اس کے بعد مسیح موعود کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اس پر بھی بات نہ بنی تو دعوۂ نبوت کر بیٹھا۔

چونکہ اس کا دعویٰ ایسے خطہ میں تھا جہاں کے اکثر لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں اور یوں بھی برصغیر ہند و پاک میں بہت سارے مسلمان بدعات و خرافات میں مبتلا، بداعتقادی کے شکار، تعلیم سے دور، اور شریعت اسلامی سے نابلد ہیں۔ اس لیے سیدھے سادے اور پست طبقہ کے لوگ اس کے جال میں پھنس گئے اور اس کے دعوۂ نبوت کو حقیقت سمجھ بیٹھے۔ اور دنیا کی لالچ میں اس کے مکر و فریب میں آگئے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اصلاً اس کو انگریزوں (برطانی استعمار) نے تیار کیا تھا، جو ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کے غاصب تھے۔ اس مفاد پرست مدعی اور نام نہاد مصلح و مجدد کو نبوت کا جھوٹا لبادہ پہنا کر سامنے لانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طرح مسلمانوں کا زور توڑا جائے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جائے تاکہ کہیں پھر سے انھیں اور ان کے دین اسلام کو غلبہ نہ حاصل ہو جائے۔

اس فتنہ نے (جو اسلام کے خلاف ایک سازش اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت تھا) جب سر اٹھایا تو سرزمین ہندوستان کے علمائے ربانیین اس کے خلاف کمربستہ ہو گئے۔ اور اپنے اپنے زبان و قلم کے تیروں سے اس قادیانی فتنہ کا مقابلہ کیا اور اس فتنہ کے ازالہ، دین حنیف کے دفاع اور اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ان مخلص اور ربانی علماء نے ایسی قربانیاں پیش کیں جس کا صلہ اللہ دے گا اور ایسی خدمات انجام دیں جس کے لیے پوری امت ان کی رہین منت ہے اور ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جنھیں بھلایا نہیں جا سکتا، انھیں میں سے ایک بڑے عالم ربانی نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو مباہلہ کی دعوت دی وہ بھی موت کے مباہلہ کی کہ جھوٹا شخص سچے کی حیات میں موت کے گھاٹ اتر جائے گا، آخر جھوٹے کا انجام سبھوں نے دیکھا کہ کیا ہوا جھوٹا قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو بدترین موت مرا۔ اور وہ مسلمان عالم تقریباً چالیس سال بعد تک زندہ و سلامت رہ کر قادیانیت کی عمارت کو سرے سے ڈھا دینے اور اس کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنے میں پوری جانفشانی کے ساتھ مصروف رہے۔

ہمیں ہندوستان اور پاکستان کے فاضل علماء کی ان تحریروں سے جو خالص طور پر اس جھوٹے قادیانی اور اس کے کمزور جیسی تھسے، بے حقیقت دین کے رد میں سامنے آئی ہیں، ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ مرزا غلام احمد کا تعلق ایسے گھرانے سے تھا جو ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف برٹش گورنمنٹ کا پیرو اور وفادار تھا، اور اس کا باپ ان خیانت کرنے والوں فریب دینے والوں میں سے ایک تھا جنھوں نے انگریزی استعمار کی محض مال و مرتبہ کی لالچ میں مدد کی تھی۔ اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا۔

اپنی کتاب "تحفۂ قیصریہ" میں اس قادیانی نے لکھا ہے، "برٹش گورنمنٹ سے میرے والد صاحب کے بڑے خوشگوار تعلقات اور محبت کے رشتے قائم تھے۔ ایوان حکومت میں ان کی ایک کرسی تھی انھوں نے انگریز حکومت کی بڑھ چڑھ کر اس وقت جبکہ ۱۸۵۷ء میں انگریز حکومت کو وطن والوں

کی طرف سے سخت بغاوت کا سامنا تھا۔ چنانچہ عین زمانۂ غدر میں اس خاندان نے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر انگریز سرکار کو مدد پہنچائی، بیٹا باپ جیسا ہو یہ کوئی تعجب اور اچنبھے کی بات نہیں، غلام مرتضیٰ نے اگر غاصب انگریزوں کی ساز و سامان روپے پیسوں سے ہمنوائی کی تو بیٹے نے دو ہاتھ آگے بڑھ کر انگریزوں کی مدافعت میں اپنی کوششیں صرف کیں،

مرزا غلام احمد خود رقمطراز ہے،

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھا کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہونچا دیا ہے۔

اس کی ایک دوسری تحریر ملاحظہ ہو، کہتا ہے،

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہونچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال "جہاد" وغیرہ کو دور کر دوں جو ان کے ساتھ مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

ایک دوسری جگہ وہ اپنا مقصد یوں بیان کرتے ہیں،

"میں نے بیسیوں کتابیں، عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے چنانچہ میں نے یہ کتاب بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہونچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا کافی اثر اس ملک ہندوستان پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں ان کی ایک ایسی جماعت تیار ہو جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام ملک کے لیے بڑی برکت ہیں۔ اور گورنمنٹ کے لیے دلی جاں نثار ہیں۔"[1]

اس (قادیانی) کی اولاد و اتباع میں سے جن جس نے اس کے حالات پر قلم اٹھایا ہے تو اس نے اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ شخص مراقی تھا، مالیخولیا کا مرض اس کو لاحق تھا۔ یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ماہرین طب نے مرض مراق (مالیخولیا) کے اثرات یہ بیان کیے ہیں کہ اس میں طبعی افکار و خیالات غیر طبعی اور غلط خیالات و افکار میں بدل جاتے ہیں اور یہ بات یہاں تک سرایت کر جاتی ہے کہ مراقی اپنے کو عالم الغیب خیال کرنے لگتا ہے اور بعض مریض تو اپنے کو فرشتہ گمان کر بیٹھتے ہیں[2] چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرض مراق کا اثر اس شخص کے مزاج و افکار میں پوری طرح سرایت کر چکا تھا، یہ بات ان تاریخی واقعات اور قادیانی نصوص کو دیکھ کر اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے جو ثقہ لوگوں نے ان کے متعلق اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں جس سے ایک شخص کے لیے یہ فیصلہ کرنا اور اس نتیجہ پر پہونچنا دشوار ہوتا ہے کہ اس کے یہ جھوٹے دعوے اس کی مرض (مالیخولیا) کا نتیجہ تھے، یا دشمنان اسلام کی ایک سازش؟

پہلے تو اس نے مجدد زمانہ ہونے کا دعویٰ کیا پھر مہدی منتظر اپنے کو کہہ بیٹھا، اس کے بعد مسیح موعود ہونے کا نعرہ دیا، پھر یہ اعلان کر دیا کہ یہ نبی ہے، اور جو اس کی نبوت کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی پوری صراحت سے کہتا ہے۔

"کہ جو مسلمان اس نئے دین پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں، ان سے نکاح جائز نہیں اور ان کے ساتھ کفار و مشرکین جیسا معاملہ کیا جائے گا۔"

مرزا غلام احمد سے یہ بھی منقول ہے۔

"کہ ہم مسلمانوں سے اللہ اور رسول، قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ، ہر مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں، اور ان سب مسائل میں ہمارا یہ اختلاف کھلا ہوا اور صریح ہے۔"

مرزا غلام احمد کے دعوۂ نبوت اور اس کے مراقی ہونے کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے اب ہم آپ کی خدمت میں وہ آیات کریمہ اور احادیث صحیحہ پیش کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعویداران کے دعوؤں کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہیں،

ارشاد خداوندی ہے؛

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن رسول ہیں اللہ کے اور مہر ہیں سب نبیوں پر اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

"یہ آیت نص ہے اس بات کے لیے کہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور جب نبی نہیں ہوگا تو رسول کا تو بدرجۂ اولیٰ نہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے زیادہ خاص ہے۔ اسی سلسلہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے

[1] مذکورہ حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی کتاب "القادیانی والقادیانیۃ"

[2] ملاحظہ ہو "القادیانیۃ" احسان الٰہی ظہیر،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری متواتر حدیثیں مروی ہیں"

پھر امام ابن کثیر متعدد حدیثیں اس ضمن میں ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

" اس سلسلہ میں احادیث بکثرت مروی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تو اپنی رحمت خاصہ سے اپنے بندوں کی طرف رسول بناکر مبعوث کیا پھر مزید رحم و فضل کا معاملہ آپ کو خاتم النبیین والمرسلین کا اعزاز بخش کر اپنے دین حنیف کی آپ کے ذریعہ تکمیل فرماکر کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ـــــ اور احادیث متواترہ میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بتادیا کہ اب آپ کی ذات گرامی پر مہر نبوت ثبت ہو چکی ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آنا ہے تاکہ ہر کوئی بخوبی واقف ہو جائے۔ اور یہ حقیقت اس کی نظر سے پوشیدہ نہ رہے۔ کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار ہوتا ہے وہ بہتان تراش اور جھوٹا ہے، وہ دجال ہے، کھلی ہوئی گمراہی میں ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ چاہے وہ خرق عادت چیزیں پیش کرے اور شعبدہ باز ہو یا جادو، طلسمات اور اس کی نیرنگیوں سے اپنی بات ثابت کرے، سمجھدار لوگ اسے گمراہی اور خلاف حقیقت ہی جانیں گے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد "خاتم النبیین" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور آخری پیغمبر ہونے پر ایسا واضح اور صریح فرمان ہے جس کے بعد کسی شک و شبہ اور کسی وحی کے انتظار کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ "خاتم" خواہ بفتح التاء ہو جو کہ بعض قراء سبعہ کی قرأت ہے یا بکسر التاء، ہو جو بعض دوسروں کی قرأت ہے، دونوں کے معنی آخر کے آتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (سورہ مائدہ آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے پورا کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور پورے کر دیئے تم پر اپنے احسان، اور تمہارے واسطے دین کو پسند کیا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں،

" اس امت پر اللہ عزوجل کے انعامات میں سے بڑا انعام یہ ہے کہ امت کو دین کامل عطا کیا تاکہ دوسرے دین کی طرف کسی معاملہ میں ان کی نظر نہ جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بناکر مبعوث کیا تاکہ کسی اور نبی کی حاجت نہ رہے۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین بناکر تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا بس وہی حلال ہے جو اللہ نے حلال و جائز کیا اور وہی حرام ہے جو اللہ نے حرام و ناجائز کر دیا ہے۔ وہی دین ہے جس کو اللہ نے مشروع کر دیا ہے اور جس بات کی اس مالک الملک نے وضاحت کر دی ہے اور خبر دے دی ہے، وہی حق ہے راست ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورہ سبا آیت ۲۸)

ترجمہ: اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا ہے تمام لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔

اور ارشاد ہے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے،

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورہ اعراف آیت ۱۵۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔

ان دونوں آیتوں میں یہ بات صاف طور سے کہہ دی گئی ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں، اور ان کی بعثت قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کی طرف ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے۔

" هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ توبہ ۳۳)

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور بھلے برا مانیں مشرک۔

مذکور آیت کریمہ کھلی ہوئی دلیل ہے اس بات کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین ظاہر و باہر ہے اور تمام ادیان و مذاہب پر غلبہ و برتری رکھتا ہے اور یہ بات اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب اس دین کو آخری دین اور جو دین لے کر آئے ان کو آخری نبی تسلیم کیا جائے۔

بخاری و مسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ، "بنی اسرائیل کی رہنمائی انبیاء کیا کرتے تھے، ایک نبی اٹھتا دوسرا اس کی جگہ لے لیتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ہاں خلفاء خوب ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا، آپ کا ہمیں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلے جس سے بیعت کر لینا تو اس سے وابستہ رہنا، ان کو ان کا حق دینا اور اللہ تعالیٰ ان سے جن پر تمہاری ذمہ داری پڑی ہے سوال کرے گا۔

یہ حدیث شریف اس بات پر نص صریح کا حکم رکھتی ہے اور اس میں اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی و رسول ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف نکلے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، آپ مجھے بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ فرمایا! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو موسیٰ و ہارون میں تھی، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں" اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ" مسلم کی روایت میں ہے" اَلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ" "لیکن یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔

اور علامہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے دجال کے متعلق حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا اس نے اپنی امت کو دجال سے ہوشیار رہنے کو ضرور کہا اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت، وہ لامحالہ (ضرور بالضرور) ظاہر ہو کر رہے گا۔

یہ احادیث اور اس جیسی کتنی حدیثیں نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کے اختتام پذیر ہو جانے اور ان کے آخری نبی و رسول ہونے پر صریح طور پر واضح طور پر دال ہیں کہ اب آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی ہے اب جو بھی نبوت یا رسالت کا دعویدار بن بیٹھا ہے وہ آخری درجہ کا جھوٹا فریبی اور دجال ہے۔

ہم ہندوستان اور پاکستان کے علماء کے مشکور ہیں کہ انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا اچھا تعاقب کیا، جس نے انہی کے درمیان نشو و نما پائی تھی۔ اور انہی کے بیچ اپنا سر اٹھایا تھا۔ لائق صد ستائش ہیں ہندوستان کے علماء کہ انھوں نے قادیانیت کے رد میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور عرب و عجم سب کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ اس راستے میں انھیں سخت مشکلات اور اذیتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا، مگر یہ ربانی علماء

اس فتنہ کو جو مسلمانوں کے لئے سخت امتحان اور آزمائش کا باعث تھا۔ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر و کوشش میں لگے رہے۔ اور یہ اللہ عزوجل نے اس لیے بھی مقدر فرمایا کہ

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔

ترجمہ: تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔

ہم تمام مسلمانوں کو اس فتنہ کی خطرناکی سے آگاہ کرتے ہیں، اور اس اللہ کا خوف دلاتے ہیں جس نے نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بناکر مبعوث کیا۔ کہ کہیں کوئی محمدی اس فریبی دجال کے جال میں پھنس جائے۔ یا اس جھوٹے کی نبوت پر ایمان لا بیٹھے، یا اس کے جھوٹے ہونے میں شک میں پڑ جائے۔ اسی لیے ہم نے کتاب و سنت کے نصوص جو بالکل صریح اور واضح ہیں، اور ائمہ اسلام کے اقوال جو بالکل صاف اور کھلے ہیں پیش کئے تاکہ اس دجال و کذاب کے جھوٹ و فریب میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے۔

اور اسی طرح ہم اپنا فریضہ سمجھ کر اس بات سے بھی آگاہ کئے دیتے ہیں کہ کہیں اسے مہدی منتظر یا مسیح موعود سمجھ کر ایمان نہ خراب کر لیا جائے جیسا کہ جماعت قادیانی کے بعض گروہوں کا عقیدہ ہے اس لیے نصوص شرعیہ کا اس کے مہدی و مسیح ہونے پر کہیں سے انطباق نہیں ہوتا ہے، قبر میں جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔ سوال اس نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا جائے گا۔ نہ کہ کسی دوسرے نبی کے بارے میں اس وقت کو یاد کرو جب روز قیامت کو پروردگار عالم بغیر کسی ترجمان کے ہمکلام ہوگا۔

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کی تمام شرور و فتن سے پوری حفاظت فرمائے۔ اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

دل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والا
مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام
طہورا سویٹس
جہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں
اسپیشل مٹھائیاں
• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی پیڑا • پاتال حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور مختلف قسم کی مٹھائیاں۔
۳۵/۲۲۵، پاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ۸
فون نمبر: ۳۰۸۴۷۷۳-۳۰۹۱۳۱۸

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

Office Secretary Conference
Nadwa Campus
Lucknow-226 007
U. P. India

مؤتمر العلماء المسلمين للنظر
فی قضايا الدعوة الاسلامية

مکتب مدیر عام المؤتمر
ص ب ۹۳ ؛ ندوة العلماء لکھنؤ (الہند)

Dated

موضوعات برائے غور و فکر و تحقیق

(۱) دعوت الی اللہ کے مسائل
(۲) مذہبی تعلیم سے متعلق امور
(۳) باطل اور گمراہ فرقوں سے متعلق امور

(۱) دعوت الی اللہ کے مسائل

دور حاضر میں سرگرم عمل قوتوں کا جائزہ اور دعوت اسلامی کے مختلف راستے۔
دعوت اسلامی کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کا جائزہ اور ان کے ازالہ کی تدابیر پر غور۔
دعوتی عمل میں نشاط و سرگرمی لانے سے متعلق تجاویز اور مشورے۔
دعوتی تحریکات اور اداروں کے ساتھ تعاون کے مختلف پہلوؤں پر غور
دعوت دینی کے لئے مبلغین کی تربیت کا نظام
سفارشات و تجاویز

(۲) مذہبی تعلیم سے متعلق امور

غیر سرکاری، خصوصاً غیر اسلامی ممالک میں اسلامی مدارس کے نصاب تعلیم کا جائزہ
جو سہولتیں میسر ہیں انکا جائزہ اور جن کی ضرورت ہے اور موجود نہیں ہیں ان کے حصول کے ذرائع پر غور
مذہبی خدمات میں نئے وسائل سے استفادہ پر غور
علماء اور مبلغین کی جماعت تیار کرنے کے لئے نصاب تعلیم میں گنجائش رکھنے کے مختلف پہلوؤں پر غور
مسلمانوں کی علمی و دینی پسماندگی اور اس کے ازالہ کی تدابیر پر غور
سفارشات و تجاویز

(۳) باطل اور گمراہ فرقوں سے متعلق امور

فرق باطلہ کی سرگرمیوں اور ان کے دعووں کا جائزہ
ان سے صحیح اسلامی عقیدہ ومذہب کو پہونچنے والے نقصانات کا جائزہ اور ان سے بچاؤ کی عملی تجاویز پر غور
سفارشات و تجاویز

مقر سماحة السيد أبو الحسن علي الندوي (دار الضيافة)
مکتب مدير دار العلوم لندوة العلماء
مقر د/ عبد الله عباس الندوي / المدير

PHONES :-	323864	ص - ب	۹۳
	372336	رمز الهند	۹۱
	383474		
رقم الفاكس : Fax :-	330020	رمز مدينة لكهنؤ	۵۲۲

ہندوستان کے اسلامی تعلیمی ادارے چیلنج اور عزائم

تحریر: عزت مآب شیخ محسن احمد باروم
ترجمہ: پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی

استاذ گرامی قدر شیخ محسن احمد باروم عرصہ تک سعودی وزارت تعلیم کے شعبہ یورپ وامریکہ میں تعلیم حاصل کرنے والے سعودی طلبہ کے نگراں رہے نصابی کمیٹی کے بھی رکن رہے، سعودی نوجوانوں کی موجودہ نسل جو اس وقت حکومت اور زندگی کے مختلف شعبوں میں ہے، محسن احمد باروم کا ان کی ذہنی وفکری اور اخلاقی تشکیل میں قابل قدر حصہ ہے — ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد دار الشروق اور عالم المعرفۃ نام کے دو اشاعتی ادارے قائم کئے۔ ان اداروں کے ذریعہ نوجوانوں کی ذہنی وفکری تشکیل کا کام برابر کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا مدظلہ سے ۱۹۵۱ء سے ان کا جو مخلصانہ تعلق قائم ہوا وہ روز بروز بڑھتا ہی گیا، مولانا کی دعوت پر پہلے پچاسی سالہ جشن میں، دوسری بار اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ ذیل میں ہم ان کا وہ مقالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو انھوں نے اجلاس کی دوسری نشست میں پڑھا تھا۔

آج سے کم وبیش ۴۲ سال پہلے میری خوش نصیبی مجھے علم وعرفان اور ایمان وآگہی کے اس چمن میں لائی تھی، دار العلوم ندوۃ العلماء اس وقت اپنا پچاسی سالہ جشن منا رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے فلک پیر نے اس حرم دانش کے ۴۲ طواف کر ڈالے، نیز سیاسی فکری اور مسلکی آویزش کے ہمت شکن ماحول میں یہ ادارہ ایک قصر عالیشان کی طرح خود شناسی و خدا شناسی کی بلندیوں سے ہم کلام رہا اور آج تک اسی طرح اپنا عظیم تربیتی، تعلیمی اور قائدانہ کردار ادا کر رہا ہے جس سے ہندوستان کے اسلامی سماج کی بنیادیں مضبوط تر ہو رہی ہیں، عقیدہ وشریعت کی کھیتی لہلہا رہی ہے، ہندوستان میں اسلامی تربیت اور انسانی زندگی کے مکمل دستور کو قبول عام حاصل ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ان وفا شعاروں کے یقین محکم اور عمل پیہم کا صدقہ ہے جنھوں نے تختۂ دار پر بھی اسلام کے دفاع کا فریضہ انجام دیا ہے، اور مغربی سامراج کے پے بہ پے حملوں کے باوجود مسلمانوں کی نفسیات میں اسلامی نظام کی حقیقت جاگزیں کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے جس سے برطانی سامراج کے ہتھیار کند ہو گئے اور وقت کے تمام دشمنان اسلام کو منہ کی کھانی پڑی اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے لہٰذا اس کی آن بان پر مر مٹنے والوں کی ایک جماعت بھی پیدا کی گئی جس نے عقائد ودینیات تفسیر وحدیث، فقہ وکلام، زبان وادب اور تاریخ و سوانح کے پہلو بہ پہلو فکری تہذیب ثقافت کو ایک سمت دے کر اپنے دور کی گرانقدر خدمت انجام دی۔ ان تجربہ کار خدا پرست وخدا شناس علماء ومفکرین اور دین حنیف کے سچے سپاہیوں نے ملک کے دور دراز حصوں میں مدارس وجامعات کا ایسا جال بچھا دیا جس سے کوئی شہر کوئی گاؤں محروم نہ رہا، زمین شعور کے چپہ چپہ پر تنظیم وتعلیم کے ایسے بیج ڈال دیئے گئے جن کی بدولت غفلت وانکار کا یہ مہیب صحرا تناور وچھتنار سایہ دار وثمر بار درختوں کا ایسا چمنستان بن گیا جس کے میٹھے پانی و ٹھنڈے سائے میں اسلام کی نئی نسلیں پروان چڑھ رہی ہیں، ان اداروں اور مدارس کی فضا اپنے معاصر اسکولوں اور کالجوں کی بے نور وبے روح فضا سے یکسر مختلف ہے ایک طرف یہاں انسانی ذہن کا رشتہ خالق کائنات سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری طرف وہاں اپنی تمام کدو کاوش کا سہرا شعبدہ کار مغرب کے سر باندھا جاتا ہے۔ عہد عصر کے ایک نبض شناس، بیدار مغز اسلامی مفکر حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کے بقول:

موجودہ دور کے تمام ماہرین تربیت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی قوم وملک کے اندر تعلیم وتربیت کا کام تجارتی مال مصنوعات کی طرح درآمد وبرآمد کی چیز نہیں، نہ روزمرہ کی ضرورتوں اور ایجادات کی مانند کوئی ایسی چیز ہے جو محض چند مخصوص شہروں یا ملکوں میں میسر ہو سکتی ہے اس کی مثال، تو ایک ایسے جامۂ دلفریب جیسی ہے جس کی تراش خراش اقوام وملل اور ان کی قومی خصوصیات کے مطابق ہی ممکن ہے، تربیت کا کام ایک ترقی یافتہ اور باسلیقہ فہم ہے جو کسی ملک وقوم کے اپنائے ہوئے عقائد کی تقویت کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور اعتماد وافتخار کی بنیاد پر قائم فکری آسودگی کا سامان بہم پہنچاتی ہے اور وقت ضرورت علمی دلائل کی مدد سے عقائد جدید

کے چیلنجوں کا سامنا کرتی ہے جسے فکر و عمل کی اسی امانت کو بے کم و کاست آنے والی نسلوں تک پہونچاتی ہے جس کی بدولت وہ اپنے قابل قدر اسلاف کو قابل فخر وارث بن سکتے ہیں، اور اس دولتِ بے بہا کو ہر آن فزوں تر بناتے رہتے ہیں۔

یہ تعلیمی ادارے کہ دینی و عصری تعلیم کا حسین امتزاج جن کا شعار ہے، احمد آباد، دہلی، علی گڑھ، لکھنؤ، دیوبند، اعظم گڑھ، اور حیدر آباد میں مصروف کار ہیں۔ اس کارِ شیشہ و آہن میں اگرچہ تمام مدارس یکساں طور پر اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرسکے، تاہم یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء اس میدانِ کار کی یکتائے روزگار تحریک کا دوسرا نام ہے جس نے صرف دینی و اسلامی علوم اور عربی زبان وادب پر اکتفا نہ کرتے ہوئے عصری علوم اور جدید نصاب تعلیم رائج کیا جو تاریخ جغرافیہ ریاضیات اور اصول صحت پر مشتمل ہے، تاکہ یہاں کا سند یافتہ نوجوان مستقبل میں ہندو بیرون ہند کے جدید معاشرہ میں ایک صالح عنصر بن کر داخل ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ ندوہ کے مخلص بانی مولانا محمد علی مونگیریؒ کے درجات بلند فرمائے ان کی وسعت نظر اور عمیق فکر اور دوراندیشی نے ندوہ کو یہ دائمی افادیت بخشی۔ ان لائق جانشینوں نے جن میں نمایاں ترین علامہ عبدالحی حسنیؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، علامہ سید سلیمانؒ ندوی، حبیب الرحمان خاں شیروانیؒ، ڈاکٹر عبدالعلی حسنیؒ، استاد مسعود عالم ندویؒ ہیں، ان سب جانبازوں نے ندوہ کے سفینۂ علم عرفان کو ساحل مراد سے ہمکنار کیا اور اسے وقت کے بے فائدہ سیاسی کشاکش اور مسلکی اختلافات کے تھپیڑوں سے محفوظ اور دور رکھا یہاں تک کہ ندوہ کی قیادت و رہنمائی ہمارے بھائی محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے ہاتھوں میں آئی۔

انتہا پسندی کی امواج بلاخیز کا رخ موڑ دینے کے لیے ندوۃ العلماء نے حکمت و دانائی سے بھرپور ایک ایسا متوازن اسلامی نصابِ تعلیم و تربیت پیش کیا جس نے قدیم صالح اور جدید نافع کا ایک ایسا آمیزہ تیار کردیا جو مغرب پرستی کے کابوس کے لیے تریاق ثابت ہوا، ذمہ داران ندوہ نے یہ انوکھا تجربہ ہندوستان کی مختلف درسگاہوں میں بڑی کامیابی کے ساتھ کیا، پھر جن کا نصیب زوروں پر تھا انھوں نے اس صدائے درویش پر کان دھرا اور اس کے لیے دل کے دروازے کھول دیئے، ہاں جو روایت پرستی کے اسیر تھے، تقلید محض جن کا شیوہ تھا، اپنی پرانی ڈگر چھوڑنا جنھیں کسی طور گوارا نہ تھا۔ وہ اس خوشگوار وصحت مند، جان بخش تبدیلی کو تسلیم نہ کرسکے۔ اور معقولات و منقولات کے ازکار رفتہ نصاب سے دامن کش نہ ہوئے سے اسی پہ خوش ہیں کہ ہم کم سے کم نہیں بدلے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے قیام کو ایک پوری صدی سے کچھ ادپر زمانہ بیت گیا۔ یہ ایک خاصی طویل مدت ہے اس عرصہ میں قوم نے ایک فرمانبردار کی طرح ندائے ندوہ کو گوش ہوش سے سنا ہوتا۔ اس کی دعوت پر سوچ سمجھ کر بہ نیت عمل لبیک کہا ہوتا۔ عزم عمل کے ساتھ اس کی آواز سنی ہوتی اس کے اصلاحی مقاصد کے شایان شان کوشش کی ہوتی اور نصاب تعلیم و تربیت میں ضروری تبدیلی کرکے ندوہ کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا ہوتا اور اس مہم کی خاطر اساتذہ و کارکن فراہم کئے ہوتے، وہ تمام ضروری ساز و سامان اور ممکن سہولیات مہیا کی ہوتیں جو ندوہ کے اعلاترین مقاصد سے ہم آہنگ ہوتیں تو آج مسلم عوام کی یہ درگت نہ ہوتی ان پر جمود و جمود کی منحوس گھٹائیں سایہ فگن نہ ہوتیں اور اسلام ایک زندہ وتابندہ حقیقت بن کر کاروانِ حیاتِ نو کے ساتھ گرم سفر ہوتا تب کہیں زندگی پر چھائی ہوئی تاریکیوں کو اسلام کے نور سے بدلا جاسکتا، مسلمان اس کی بدولت خزاں کو بہار سے اور مرجھائی کلیوں کو گلہائے نوشگفتہ سے بدل سکتے، ساکت وصامت اشجار رقص کناں ہوجاتے، پانی کو ترستا ہوا گلشن سرسبز وشاداب ہوجاتا۔ اور یہ نقاہت زدہ دنیائے کہن از سرِنو شباب و نشاط سے بہرہ ور ہوجاتی تہذیب و تمدن پر نکھار آجاتا، سیاست اپنا قبلہ درست کرلیتی، معاشیات کو منزل مل جاتی اور یکسر ایک نیا انسانی معاشرہ وجود میں آگیا ہوتا۔ اور بنی آدم کا یہ تھکا ہارا قافلہ کامیابی و شادمانی ترقی و بہبود کی نئی سمت پر چل نکلتا۔

یہ ہے ندوۃ العلماء اور اس کا پیغام جس کے لیے دنیا کے تمام مخلص و مہذب ہر آن دعاگو ہیں کہ وہ تعلیم و تربیت کے میدان میں عالم بشریت کی فردوس گم شدہ کی بازیافت کرے۔ قدیم و جدید کا ایک حسین امتزاج قائم کرے، عقلی و نقلی علوم کا ایک متوازن نصاب روبہ عمل لائے جو عصر حاضر کے تمام چیلنجوں کا کافی و شافی جواب دے سکے، سائنس کو تخریب سے تعمیر کی طرف موڑ کر علم و فن کو فلاح انسانی کا ذریعہ بنا سکے، کہ ہمارا آج کا عہد اسی توازن اور ایمان و امانت کا متقاضی ہے۔ اور اس طرح نئی نسلوں کو فکری و روحانی و سیاسی خطرات کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے تیار کرسکے۔ اور حکم الٰہی کی حرف بحرف تعمیل ہوجائے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

علم و ایمان سے زیادہ طاقتور عنصر اور کیا ہوسکتا ہے؟

مندرجہ بالاحقائق سے مجھے یہ حوصلہ ملتا ہے کہ آپ کے سامنے پورے ملک (ہندوستان) میں اسلامی تعلیم کے نظم و اہتمام کے لیے ایک مرکزی بورڈ کی تشکیل کا منصوبہ پیش کروں جو ملک میں رائج تمام نصاب ہائے تعلیم کے درمیان باہمی ضبط و تربیت کا کام کرے اور اس مخصوص طرزِ تعلیم کے بنیادی اصولوں اور فکر و فلسفہ کی صورت گری کرے اور ملک کے دور و نزدیک تمام علاقوں میں موجود تربیتی، تہذیبی اور سماجی صورتِ حال کو نظر میں رکھتے ہوئے ہر جگہ کے دینی سیاسی اور سماجی تقاضوں کی روشنی میں نونہالان ملت کے لیے تعلیم و تربیت کا مناسب ترین نصاب تیار کرے۔

ہندوستان کے مسلم نوجوانوں کا قومی دینی و اخلاقی فریضہ ہے، کہ وہ اپنے تئیں زیور علم سے آراستہ کریں اور سائنس اور ٹکنالوجی کی چمک دمک سے خیرہ عصر جدید نے جو چیلنج ان کے سامنے رکھا ہے اس کا بھرپور جواب دیں یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ جمہوری قبا میں پائے کوب استبداد کے اس عفریت اور علم جدید کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھنے والی، تعمیر کا حسین نقاب ڈالے ہوئے تخریبی ذہنیت کے تمام دجل و فریب سے واقف ہوں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء اپنے قابل رشک فرزندوں اور جلیل القدر، خداترس علماء اور اسکالروں کی بدولت پوری طرح اس کا سزاوار ہے کہ اسلامی تعلیم کا نظم کرنے والے دوسرے معاصر ادارے اسے ایک نمونہ سمجھیں، تعلیم اور نصاب کے سلسلے میں اس کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور "قدیم صالح اور جدید نافع" کے ندوی شعار کو کسی ذہنی تحفظ کے بغیر اپنالیں مقامی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی تقاضوں کی بنا پر تھوڑی بہت تبدیلی قابل تشویش نہیں ہے۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کام کرنے والی مسلم تنظیمیں ان موجودہ سیاسی مسلکی اور تہذیبی رجحانات کو اچھی طرح سمجھ کر (جن کا مقصد اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہے اور جو تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے مسلمانوں کو نیست و نابود کردینے کے درپے ہیں)۔ ایک واضح اور طاقتور موقف اختیار کریں اور اس سلسلے میں ایک دانشمندانہ رویہ اپنائیں تاکہ عزت و وقار کے خالق و مالک کی نظرِ کرم کے مستحق قرار پائیں اور آنے والے زمانہ میں عربی کے ایک فلسفی شاعر کے قول کا مصداق نہ بنیں عربی شعر کا مفہوم یہ ہے:

میں نے انھیں ایک نازک موڑ پہ آگاہ کردیا تھا لیکن وہ اس نصیحت کو وقت گذر جانے کے بعد سمجھ سکے۔ خدا کرے ہماری آوازیں بر آئیں اور ہماری مہم آسان ہوجائے اور صراطِ مستقیم ہم پر روشن ہوجائے۔ (آمین)

أمرتهمو أمري بمنعرج اللوى
فلم يستبينوا النصح إلا في ضحى الغد

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج
دردِ سر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے
لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب و غریب یونانی دوا
دل آرام تیل رجسٹرڈ ۹۸
تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ
اسٹاکسٹ:۔ ہارون جنرل اسٹور چکنڈی لکھنؤ۔
نوٹ:۔ جانڈس، دھات، لکوریا، شوگر سے جلد شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں فون نمبر 248567

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر: [illegible]
محمد یٰسین محمد یامین تاجرانِ عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

فتنۂ قادیانیت اور تحریک ندوۃ العلماء

ترتیب — مطیع الرحمن عوف ندوی

فتنۂ قادیانیت جو رفتہ رفتہ بہار و پنجاب کے ساتھ ساتھ پورے برصغیر میں اپنی جڑیں مضبوط کرتا جا رہا تھا اور عالم اسلام کے اندر بھی لوگوں میں اس سلسلہ میں بے چینی اور کرب نظر آتا تھا۔ اس سلسلہ میں یوں تو تمام ارکان ندوہ فکر مند تھے لیکن ان میں سرفہرست بانی ندوۃ العلماء مولانا مونگیری کی شخصیت تھی، مولانا نے اپنی پوری زندگی قادیانیت کے لئے وقف کردی تھی ان کا سب سے بڑا کارنامہ قادیانیت کا مقابلہ اور سرکوبی ہے۔ انھوں نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زائد کتابیں لکھیں اور رسائل تصنیف کئے۔ ۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ تحفۃ الندوہ کے نام سے مرزا نے لکھا اس کے مخاطب بالخصوص ندوہ کے علماء و ارکان اور بالعموم تمام علماء تھے۔ جو ندوہ کے اجلاس امرتسر منعقدہ ۱۹۰۲ء میں شریک تھے اس میں مرزا صاحب نے بہت کھل کر اور وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کئے۔ مولانا محمد علی نے اس وقت اس کی تردید کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہ کی اور اس سلسلہ پر زیادہ توجہ نہ دے سکے، لیکن اس کے بعد مولانا نے متعدد رسائل اس موضوع پر لکھے اور مختلف علاقوں میں خطوط اور مراسلے روانہ کئے مولانا کے ان خطوط اور مکاتیب نے اتنا کام کیا کہ بعض اوقات قادیانی مبلغ یہ علم ہوتے ہی کہ مولانا کے رسائل کی فلاں جگہ عام اشاعت ہو رہی ہے وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے اور جب وہاں بھی ان رسائل نے ان کا تعاقب کیا تو کسی تیسری جگہ پناہ لینی پڑی، یہاں تک نوبت آئی کہ مولانا کا نام ہی قادیانیوں کی شکست کا رمز بن گیا۔ [1]

(قادیانیوں نے بہار و پنجاب پر بطور خاص یورش کی اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تو اس وقت ان رسائل کی تعداد تقریباً ۲۶ ہزار تھی۔ مولانا مونگیری اس صورتحال سے بے چین ہوکر باقاعدہ بہار میں اقامت پذیر ہوگئے اور اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے اور پوری زندگی اس کے لئے قربان کردی اور اپنے تمام مریدین و مسترشدین رفقاء و اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی اور صاف صاف کہا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہیں دے گا میں اس سے ناخوش ہوں۔ [2])

مولانا نے اپنی خانقاہ میں خاص اسی مقصد کے لئے ایک پریس بھی قائم کیا، چونکہ دہلی اور کانپور سے طبع کروا کے مونگیر لانے اور اشاعت کرنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا اس لئے اس پریس سے اور کتابوں کے علاوہ تقریباً سو کتابیں شائع ہوئیں۔ جو سب مولانا کے قلم سے ہیں۔ ان کتابوں کو مولانا اکثر تقسیم کرتے تھے اور قادیانیت کے مقابلہ کے لئے اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ کہا کرتے تھے "اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے وہ رد قادیانیت کی کتاب پائے۔ [3]

مولانا نے فرمانروائے دکن کے علاوہ نظام حیدرآباد کے استاد مولانا انوار اللہ خاں صاحب کو ایک مفصل مکتوب میں اس جانب توجہ دلائی اور بڑی حکمت عملی کے ساتھ حیدرآباد سے اس زہر کو ختم کیا۔

بہار میں بہت سی مساجد پر بھی قادیانیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور مسلمانوں نے صبر کر لیا تھا، لیکن مولانا کی پشت پناہی سے قادیانیوں کو ان مسجدوں سے بے دخل کیا گیا جن کو بڑے مقدمات کے بعد بھی لوگ بازیاب نہ کرا سکے تھے۔

مولانا کی ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے ملک سے قادیانیت کا صفایا ہوگیا اور وہ زہر جو بہار، پنجاب، بنگال، مدراس، بمبئی، گجرات، حیدرآباد، ڈھاکہ، نواکھالی میں زور و شور کے ساتھ پھیلا جا رہا تھا اور پورے پورے علاقوں کو متاثر کئے جا رہا تھا مولانا کی ذاتی اور اجتماعی مساعی سے ان تمام علاقوں سے تحریک قادیانیت کے پنجے اکھڑ گئے اور ایک بڑا علاقہ نعوذ باللہ مرتد ہونے سے محفوظ رہا، یہ قادیانیت کے طفولیت کا دور تھا، اور اس دور میں اس کی پسپائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ہزارہا وسائل اور فریب کے باوجود یہ تحریک زیادہ اثر انداز نہ ہوسکی۔

برصغیر سے اس تحریک کو کافور کرنے میں تو مولانا کی مساعی کو فراموش ہی نہیں کیا جاسکتا لیکن جب عرب ممالک تک قادیانیت کی سن گن پہونچی تو عرب علماء قادیانیت کے سلسلہ میں واقفیت کے لئے بے چین ہوگئے۔ چونکہ انھیں اس فتنے کے سلسلہ میں مکمل معلومات فراہم نہیں ہو پا رہی تھیں، ایسے نازک موقع پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ نے عربی زبان میں قادیانیت پر ایک مضمون تیار کیا جو متعدد عربی مجلات و رسائل میں شائع ہوا لیکن تقاضا تھا کہ اس موضوع پر باقاعدہ عربی زبان میں ایک کتاب شائع ہو تاکہ عرب اس نئے فتنے سے بخوبی واقف ہوسکیں۔ ۱۹۵۷ء میں پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام لاہور میں مذاکرات اسلامی کے وقت عرب علماء کے اندر قادیانیت کے سلسلہ میں عام طور پر بے چینی پائی گئی۔ مولانا مدظلہ اس پروگرام میں شریک نہ ہوسکے لیکن جب بعد میں لاہور پہونچے تو حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے اس موضوع پر عربی میں ایک مکمل کتاب کی تالیف کے لئے کہا اور اس کے لئے تمام سہولیات و ضروریات مہیا کیں۔ حضرت مولانا نے صرف ۲۳-۲۴ دن کے اندر "القادیانی والقادیانیۃ" کے نام سے کتاب تیار کردی جس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس کتاب سے عربوں کی تشنگی دور ہوئی اور دین کی ایک اہم ضرورت پوری ہوئی۔ [4]

اللہ تعالیٰ ندوۃ العلماء کے بانیوں اور منتظمین کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے کہ انھوں نے اس کی ضرورت کو اس وقت محسوس کر لیا تھا اور اس کے لئے جو بہتر سے بہتر وسائل ہوسکتے تھے وہ انھوں نے اختیار کئے اور اس کے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔

(بحوالہ اشاعت اسلام اور تحریک ندوۃ العلماء ص ۲۳، ۲۵)

[1] سیرت مونگیری ص: ۳۲۵

[2] ایضاً — ص۔ ۲۷۶

[3] سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری ص۔ ۲۰۶

[4] یہ کتاب عربی کے علاوہ اردو، انگریزی، ترکی، ملیالم، ملیشیائی اور بنگالی زبانوں میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

اظہار تشکر اہالیان لکھنؤ

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں اور کارکنان کے ساتھ لکھنؤ کے اہل تعلق حضرات نے جس جذبہ و خلوص کے ساتھ تعاون کیا اور اجلاس کو کامیاب بنانے میں جو مدد کی وہ بڑی ہمت افزا رہی جس کا شکریہ ذمہ داران ندوۃ العلماء کو ادا کرنا ضروری ہے، ان سب کا ذکر نام بنام کرنا قابل عمل نہیں اور انھوں نے بھی نام کے لئے یہ تعاون نہیں دیا، دین کا کام سمجھ کر اور اپنے رب کی خوشنودی کے لئے دیا ہے جس کا صلہ ان کو بارگاہ رب العزت سے ملے گا لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا اعتراف کریں اور شکریہ ادا کریں، ان میں سے ندوۃ العلماء کے کارکنان کا تو گویا اپنے گھر کا معاملہ تھا۔ لیکن باہر کے افراد میں سے جن کا اجلاس کی کامیابی میں بڑا حصہ رہا۔ ان میں سے جنھوں نے حضرت مولانا سے خصوصی ربط و تعلق کی بنا پر اپنی ذاتی مصروفیات کو چھوڑ کر ندوۃ العلماء آکر قیمتی تعاون بروقت صرف کیا، ان میں خاص طور پر انیس چشتی صاحب، اور لکھنؤ کے ریٹائرڈ فوجی کرنل شمسی صاحب قابل ذکر ہیں، جنھوں نے بیرون ملک کے مہمانوں کی قیام گاہ ہوٹل میں ذمہ داری سنبھالی، اور ہر وقت وہاں رہ کر مہمانوں کو آرام پہونچایا۔

شہر کے لوگوں میں ٹرانسپورٹ کے مالکوں اور ذمہ داروں نے بھی اجلاس کے دوران اپنا وقت ندوہ میں گذارا، یہ سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ بروقت علاج و معالجہ کی فکر رکھنے کے لئے کئی ڈاکٹر صاحبان نے اپنا وقت میڈیکل کیمپ میں صرف کیا، اور دفتر استقبالیہ میں کئی حضرات نے ہر وقت فکرمندی سے وقت صرف کیا، ان کے علاوہ اور بھی مختلف شعبوں میں متعدد حضرات نے قیمتی تعاون دیا۔ سب کے نام کا ذکر مشکل ہے، ہم ان سب کا شکریہ تعمیر حیات کے ذریعہ پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

امانت دار تاجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راست باز، امانت دار تاجر کا حشر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(حدیث)

اُمّتِ محمدیہ کی بقا ختمِ نبوّت پر ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

مشاورتی اجتماع برائے امور دعوت منعقدہ ۱۲، ۱۳ر نومبر ۱۹۹۶ء کے افتتاحی جلسہ سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے خطاب کرتے ہوئے ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ نے بلاد عربیہ سے آئے ہوئے مندوبین کا خیال کرتے ہوئے عربی زبان میں خطاب کیا۔ اور سامعین کی مناسبت سے اس کا اردو میں خلاصہ پیش کیا جس کو کیسٹ سے نقل کرکے پیش کیا جارہا ہے۔ اس تقریر کو کیسٹ سے نقل کرکے تحریر کا قالب رافت محمود نے دیا ہے

(ادارہ)

حضرت مولانا نے فرمایا یہ جلسہ جس میں اتنے مختلف قسم کے مؤقر عناصر اور ایسی عظیم شخصیتیں اور مختلف عالم اسلامی کے نمائندے شریک ہوئے ہیں، یہ جلسہ بروقت بھی ہورہا ہے اور برموقع بھی ہورہا ہے۔ حقیقت میں دین کے لیے جو سب سے بڑا خطرہ ہوسکتا ہے وہ دعوائے نبوت ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ انتحال المبطلین وتاویل الجاہلین، وتحریف الغالین یہ معجزانہ الفاظ ایک نبی ہی کہہ سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اس دین کو ہمیشہ بچائے۔ "انتحال المبطلین" اہل باطل کے دعوے سنیئے کہ ہم نبی ہیں، ہم مہدی ہیں، ہم مبعوث ہیں اور تاویل الجاہلین اور جاہلوں کی تاویل سے اور "تحریف الغالین" غلو پسندوں کی تحریف سے یہ الفاظ نبی کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا، نہ کوئی بڑے سے بڑا مؤرخ کہہ سکتا ہے نہ کوئی بڑے سے بڑا دین کا مبصر کہہ سکتا ہے، یہی پوری مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ تمام مذاہب کو ایسے فتنے پیش آئے اور ایسی آزمائشیں پیش آئی ہیں، یا تو "انتحال المبطلین" ہے کہ اہل باطل نے دعویٰ کیا کہ ہم نبی ہیں، ہم مبعوث ہیں، ہم خدا کی طرف سے مامور ہیں، یا پھر جاہلوں کی تاویل اور غلو پسندوں کی تحریف ہے۔

اس موقع پر مولانا نے علامہ اقبال کا ایک مقولہ سنایا جو حیرت ہوتی ہے کہ ان کی زبان سے کیسے نکلا، یہ تو بڑے سے بڑا متکلم اسلام کی زبان سے نکلنے والی چیز تھی، امام ابوالحسن اشعری یا ابو منصور ماتریدی کہتے یا شیخ الاسلام ابن تیمیہ یا حافظ ابن قیم کہتے تو کوئی تعجب نہ ہوتا، انھوں نے پوری بات کہہ دی کہ دین کی بقا، دین کا اپنی شکل پر قائم رہنا دین و شریعت کا باقی رہنا، کتاب و سنت کے ساتھ مربوط ہے مگر امت کی بقا کا دارومدار ختم نبوت پر ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں تو امت باقی نہیں، دین تو باقی رہے گا، کتاب و سنت میں اب کوئی تحریف نہیں ہوسکتی، کتاب و سنت ازلی ہے اور دائم ہے دین کے لیے اسلام کے لیے، اب کوئی خطرہ باقی نہیں، دارالعلوم ندوۃ العلماء کا یہ کتنا بڑا کتبخانہ ہے "کتب خانہ شبلی" اس کو دیکھ لیجئے اس میں ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں ہیں، اور پھر ممالک عربیہ کا کیا کہنا، دمشق کے کتبخانہ ظاہریہ کا کیا کہنا اور پھر استنبول کے اسلامی کتب خانہ کا کیا کہنا، تو جہاں تک دین کے اپنی اصل شکل میں باقی رہنے کا سوال ہے اس کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لیے کہ کتاب و سنت محفوظ ہے، کوئی تاویل نہیں، تحریف نہیں، کتاب اللہ میں آج تک نہ تحریف ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے، نہ اس کی کامیابی میں کوئی اندیشہ ہے، اور اسی طریقہ سے سنت کو دیکھ لیجئے، صحاح ستہ کو دیکھ لیجئے پھر حدیث کی کتابوں کو دیکھ لیجئے، ایک پورا شعبہ صرف حدیث کا ہوگا،

لیکن جو خطرہ امت کے لیے بحیثیت امت کے ہے، امت کے صاحب پیغام امت کے اور نجات دہندہ رہنما کے، وہ ہے ختم نبوت، امت کی حیثیت سے باقی رہنا مربوط ہے، وابستہ بلکہ مشروط ہے عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ، اگر ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے تو پھر یہ امت اپنی شکل میں موجود ہے، اپنی عالمیت کے ساتھ آفاقیت کے ساتھ اپنے دوام کے ساتھ، اور اپنے تحفظ کے ساتھ، اور اپنے پیغام کے ساتھ، لیکن خدانخواستہ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں تو پھر جگہ جگہ مدعین نبوت کھڑے ہوں گے میں نے براہِ راست انگریزی کتابیں پڑھی ہیں جن کو پادریوں نے لکھی ہیں مسیحیت کے بڑے فاضلوں نے اور مؤرخوں نے لکھیں کہ قرون وسطیٰ اور عہد رسالت سے پہلے کے مسیحی علماء پادری سر پکڑ کر رو رہے ہیں کہ ہم کیا کریں، جگہ جگہ نبوت کے مدعی پیدا ہورہے ہیں یہاں ایک کھڑا ہوتا ہے کہتا ہے کہ ہم مسیح ہیں ایک وہاں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم مسیح ہیں کس کس کا مقابلہ کریں، کہاں کہاں دوڑیں، کس طرح ہم اس عالم آشوب فتنہ کا مقابلہ کریں۔

امت کا باقی رہنا مشروط ہے ختم نبوت کے عقیدے سے ورنہ یہ اذان، اذان نہ رہے گی نہ میں

یہ الفاظ بڑی معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں، نہ یہ پانچ وقت کی نمازیں رہنے کا اطمینان ہے نہ قرآن مجید کا اپنے اصلی حروف و نقطے کے ساتھ باقی رہنے کا پورا اطمینان ہے، نہ دینی تعلیمات کے باقی رہنے کا اطمینان ہے، پھر امت پچاس امتوں میں سیکڑوں امتوں میں بٹ سکتی ہے، اس کا جو تحفظ ہے عقیدۂ ختم نبوت سے ہے۔

اس اجتماع میں ایسی مؤقر شخصیتیں ایسے مختلف العلم اور مختلف القومیات، مختلف اللغات، مختلف الجہات علماء اور رہنما شریک ہیں، یہ بالکل بروقت ہو رہا ہے اس وقت اس کی ضرورت ہے کہ یہ فتنہ سر نہ اٹھانے پائے اور اگر سر اٹھائے تو اسلام کی ابدیت کے سامنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے سامنے سر اٹھائے ان کا سر جھکا دیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ بالکل برموقع ہو رہا ہے۔

اب مجھے چند لفظ کہہ لینے دیجئے کہ یہ برمحل اپنی صحیح جگہ پر ہو رہا ہے کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مجھے قادیانیت کے مطالعہ کا تفصیل سے موقع ملا۔ اور عربی میں "القادیانی والقادیانیہ" کے نام سے مستقل کتاب لکھنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ مختلف عربی ممالک میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں اردو میں بھی آگئی ہے اور انگریزی میں بھی آگئی ہے، میں نے اس کتاب کے سلسلے میں مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے سب سے زیادہ صراحت کے ساتھ اپنی نبوت کا دعویٰ جس کتاب میں کیا ہے وہ اس عربی رسالہ میں کیا ہے، (معلوم نہیں کہ انھوں نے خود اس کو لکھا ہے یا کسی سے لکھوایا ہے) اس میں عربی غلطیاں بھی ہیں، اور کمزوریاں بھی، ہم نے اس کو پڑھا ہے۔ اس میں انھوں نے اتنی صفائی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ میں خدا کا نبی ہوں، میں صاحبِ رسالت ہوں، میں صاحبِ نبوت ہوں اس کا نام "تحفۃ الندوۃ" رکھا اس لیے کہ ندوہ کا اجلاس امرتسر میں ہورہا تھا، بڑے بڑے چوٹی کے علماء وہاں موجود تھے تو انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور رسالہ لکھا کہ ندوہ کے علماء اور قائدین کے سامنے پیش کیا جائے تو انھوں نے اس کا نام "تحفۃ الندوۃ" رکھا تو ہم آج ایک نیا "تحفۃ الندوۃ" پیش کر رہے ہیں ہم اس جلسہ کے ذریعہ سے اس جلسہ کی شکل وصورت میں ایک مخلصانہ "تحفۃ الندوۃ" پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ جلسہ اس حیثیت سے بھی یہاں مناسب ہے کہ ندوہ ایک عالمی اور ایک نمائندہ مرکز ہے، علوم اسلامیہ کا عربی زبان کا، فکر اسلامی کا اور خود ہمارا شہر بھی بڑا ایک علمی ادبی مرکز رہا ہے پھر ہندوستان علمی اور سیاسی طور پر بڑا مرکز ہے

اس طرح سے یہ برموقع بھی ہورہا ہے وقت کی ایک ضرورت بھی ہے میں نے جب "القادیانی والقادیانیہ" لکھی تو اس وقت میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت مرزا صاحب موجود نہیں تھے، ان کا انتقال ہوچکا تھا۔ ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود موجود تھے۔ ان کو میں نے یہ کتاب لاہور سے بھیجی اور اس پر لکھا کہ "تحفۃ الندوۃ" کے جواب میں: تاخیر کی معذرت کے ساتھ کہ وہ بہت پہلے کی بات ہے اتنے دنوں کے بعد میں جواب دے رہا ہوں۔ الحمد للہ وہ کتاب بہت مقبول ہوئی، بہرحال میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں، اپنے سامعین کرام کو کہ آج آپ نے ایک وقت میں ایک جگہ پر اتنی مبارک شکلیں دیکھیں، عالم اسلام کے اتنے نمائندے دیکھے اور میں صفائی سے عرض کرتا ہوں کہ حرم کا تحفہ بھی یہاں آگیا ہے۔ آپ کے شہر میں خود حرم کا تحفہ آگیا کہ وہاں کے شیخ الحرم وہاں کے سب سے بڑے امام شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے، وہ اس وقت تشریف رکھتے ہیں۔ اور حقیقت میں وہی صدر ہیں میں نے عرض کردیا تھا کہ ان کی موجودگی میں کسی کو صدارت کا استحقاق نہیں لیکن اس کا اعلان ہوگیا بہرحال وہ معنوی طور پر اور فکری طور پر اور احترام کے لحاظ سے وہی صدر ہیں۔

اسی طرح مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کے امام شیخ محمد الصیام بھی تشریف رکھتے ہیں۔ یہ بھی اس اجلاس کی ایک خصوصیت ہے کہ بیت اللہ الحرام اور مسجد اقصیٰ کے امام دونوں ایک جگہ جمع ہیں وللہ الحمد

بمبئی کے قارئینِ تعمیرِ حیات سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003
Tele. : Add Cupkelle Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

اجلاس میں پاس ہونیوالی تجاویز

مسلمان علماء اور مفکرین کی یہ کانفرنس برائے امور دعوت اسلامی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی دعوت پر ۱۱،۱۲ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۲،۱۳ نومبر ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوئی اور اس کی تجاویز کمیٹی نے مندرجہ ذیل تجاویز ترتیب دیں جو اتفاق رائے سے منظور کی گئیں

۱۔ گمراہ فرقوں سے متعلق کمیٹی

کانفرنس حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی شکر گزار ہے جن کی دعوت پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سبزہ زار پر علماء و مفکرین کا یہ تاریخی اجتماع منعقد ہوا۔

۱۔ کانفرنس کی تجویز ہے کہ عقیدۂ توحید کو نئی نسلوں کے دلوں میں جاگزیں کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

۲۔ دنیائے اسلام کی مختلف تنظیموں نے قادیانیت، بہائیت وغیرہ کے خلاف جو تجاویز منظور کی ہیں ان کو از سر نو دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع اور تقسیم کرنے کے لئے یہ کانفرنس پر زور تائید کرتی ہے۔

۳۔ عالمی اسلامی تنظیموں پر یہ کانفرنس زور دیتی ہے کہ وسائل اعلام ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ کے ذریعہ ختم نبوت کے مخالف پروپیگنڈے کی تردید کو اپنا اولین فریضہ قرار دے۔

۴۔ کانفرنس کی تجویز ہے کہ دنیائے اسلام کے اہل خیر کی جانب سے ایک ایسا فنڈ قائم کیا جائے جو اسلام مخالف تحریکوں کے زہر کا سد باب کر سکے۔

۲۔ نصاب تعلیم کمیٹی

۱۔ کمیٹی تمام مسلمان علماء و مفکرین اور دعوت کے میدان میں کام کرنے والوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ عام مسلمانوں کی اسلامی بیداری کے لئے کام کریں اور نوجوان نسل پر خصوصی توجہ دیں۔ ایسے رسائل، کتابیں اور مضامین تیار کرائیں جن سے کتاب و سنت کے مطابق صحیح عقائد عام ہوں اسی طرح عبادات یعنی نماز روزہ، زکوٰۃ و حج کے ساتھ ساتھ اخلاق و معاملات کی اسلامی تعلیم سماج میں عام کی جا سکے۔ بڑے پیمانے پر ان مطبوعات کی تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔

۲۔ علمی و فکری لحاظ سے باصلاحیت داعی تیار کئے جائیں اور اس مقصد کے لئے دنیا کے مختلف حصوں میں سمینار اور جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ داعیان اسلام کی صلاحیت اور معیار کو بلند کیا جا سکے۔

۳۔ اسلامی حکومتوں اور دولتمند مسلمانوں کو مسلمان طلباء و طالبات کے لئے اسکول اور ادارے کھولنے کے لئے آمادہ کیا جائے خصوصاً ان جگہوں پر جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔

۴۔ تعلیمی وظائف اور اسکالرشپ دینے کے لئے دولتمند مسلمانوں سے درخواست کی جائے جن سے مسلمان طلباء و طالبات خصوصاً ان میں کے ذہین طلباء مستفید ہو سکیں اور اسلامی یونیورسٹیوں میں مختلف مضامین کے طلباء کا خاص خیال رکھا جائے۔

۵۔ جدید نصابات اور رسائل کی طباعت میں مدد دی جائے جس کا تعلق دعوت اور گمراہ فرقوں کے مقابلے سے ہو۔

۶۔ سماجی اور سائنسی علوم و فنون کے نصابی خاکے اسلام کے مزاج کے مطابق وضع کئے جائیں

۷۔ نظام تعلیم میں اسلامی تربیت کا نصاب داخل کیا جائے۔ تاکہ دینی شعور بیدار ہو۔

۸۔ مسلم نوجوانوں میں دعوتی و تربیتی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے تعلیم مختلف وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔

۹۔ عربی نہ جاننے والے مسلم طلباء و طالبات کو براہ راست کسی اور زبان کی مدد کے بغیر عربی زبان سکھانے کا اہتمام کیا جائے اور اس کا آغاز قرآن کریم کی تعلیم سے کیا جائے۔

۱۰۔ مذاہب اور مختلف فکری نظریات کا تقابلی مطالعہ کا انتظام کیا جائے۔

۳۔ دعوت اور مسلم مسائل کمیٹی

۱۔ یہ کانفرنس تخریبی اور اسلام دشمن تحریکوں اور مذاہب کی طرف سے وسائل ابلاغ اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے کی جانے والی کوششوں کے مدنظر تجویز کرتی ہے کہ اسلامی حکومتیں اس سلسلے میں اور سنجیدہ موقف اختیار کریں اور یہ کانفرنس مسلمان اہل قلم سے گذارش کرتی ہے کہ وہ مؤثر علمی انداز سے اس کا مقابلہ کریں۔

۲۔ کانفرنس انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کو توڑنے کی تجویز پیش کرتی ہے۔ اور دولتمند مسلمانوں سے اس سلسلے میں فراخدلی سے حصہ لینے کی گزارش کرتی ہے۔

۳۔ کانفرنس اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے لئے ایسے داعیوں کی تیاری کی تجویز پیش کرتی ہے جنہیں مختلف زبانوں پر قدرت ہو۔

۴۔ یہ کانفرنس دنیا کی مختلف زبانوں میں گرانقدر اسلامی کتابوں کے ترجمے اور مسلم ملکوں میں ان کی اشاعت و تقسیم کی درخواست کرتی ہے۔

۵۔ کانفرنس مسلم اقلیتی ممالک کے مسائل پر غور و خوض کرنے اور مختلف ذرائع ابلاغ کی مدد سے ان کا تدارک کرنے کی تجویز کرتی ہے۔

۶۔ کانفرنس زور دیتی ہے کہ اسلام کے داعی قول و عمل اور معاملات میں اسلام کا سچا نمونہ بنیں۔

۷۔ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ دنیا کے غریب و پریشان حال لوگوں کے استحصال کو روکنے کے لئے سنجیدہ کوشش کی جائے اور ان کے مسائل و مشکلات کو حل کیا جائے۔

۴۔ عالمی مسائل

کانفرنس نے بیت المقدس پر یہود کے تسلط اور ان کے تخریبی عزائم کے پیش نظر اس یقین کا اظہار کیا کہ بیت المقدس ایک خالص اسلامی مسئلہ ہے اس لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس کی واگذاری کے لئے پر زور جد و جہد کرنی چاہئے۔

۱۔ کانفرنس تمام مسلمانوں سے مسجد اقصیٰ کو یہودی تسلط سے آزاد کرانے کی اپیل کرتی ہے۔

۲۔ کانفرنس افغانی بھائیوں کو باہم کشت و خون سے باز رہنے کی تاکید کرتی ہے اور انھیں یاد دلاتی ہے کہ خون مسلم کا بہانا گناہ کبیرہ ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ مصالحانہ مذاکرات کا انعقاد ہے۔

۳۔ کانفرنس صومالیہ کے مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں سے باہمی اختلافات کو گفت و شنید کے ذریعہ ختم کرنے کی اپیل کرتی ہے۔

۴۔ کانفرنس ایک بین اقوامی مصالحتی ادارہ قائم کرنے کی تجویز کرتی ہے جو مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ختم کرکے باہمی دوستی، ہمدردی اور اخوت و اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

۵۔ کانفرنس تمام غیر ملکی مہمانوں اور تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتی ہے جو پورے صبر و سکون اور توجہ کے ساتھ کانفرنس کے تمام جلسوں میں شریک رہے۔

کانفرنس میں تشکیل کی گئی کمیٹیوں کے ارکان

۱۔ استاد کامل الشریف سابق وزیر برائے امور اردن و سکریٹری جنرل انٹرنیشنل اسلامک کونسل برائے دعوت و اغاثت۔ قاہرہ، مصر
۲۔ ڈاکٹر صالح عبداللہ العبود وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ
۳۔ شیخ محسن احمد بادوم ڈائرکٹر مکتبہ دارالشروق سعودی عرب
۴۔ ڈاکٹر سلیمان بن وائل التویجری پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ
۵۔ شیخ محمد ناصر العبودی نائب سکریٹری جنرل رابطۂ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ،
۶۔ شیخ محمد عبداللہ انصاری ڈائرکٹر ادارہ تقویم برائے احیاء التراث، قطر
۷۔ شیخ سلیمان البویدی۔ مکہ مکرمہ۔
۸۔ ڈاکٹر عدنان بن وزان نائب وزیر برائے دینی امور دعوت و ارشاد سعودی عرب
۹۔ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء
۱۰۔ مولانا سید الرحمان اعظمی ندوی استاد ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء
۱۱۔ مولانا سید واضح رشید ندوی۔ استاد ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء
۱۲۔ پروفیسر محمد یونس نگرامی لکھنؤ
۱۳۔ پروفیسر عبدالحلیم ندوی۔ دہلی
۱۴۔ ڈاکٹر محمد اجتباء حسینی ندوی دہلی۔
۱۵۔ ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی دہلی
۱۶۔ پروفیسر ضیاء الحسن ندوی دہلی
۱۷۔ مولانا نظام الدین ناظم امارت شرعیہ پٹنہ
۱۸۔ مولانا عبداللہ کاپودروی۔ گجرات
۱۹۔ مولانا عبدالقادر ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء
۲۰۔ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء
۲۱۔ مولانا سید سلمان الحسینی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء
۲۲۔ مولانا ابو سحبان روح القدس ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء
۲۳۔ مولانا محمد حمزہ حسنی ندوی اڈیٹر رضوان لکھنؤ

نذرانۂ دعاء

منجانب دارالعلوم پلیا کاکوری

جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء کو تمام دنیا کے مسلمانوں کے امام حضرت امام حرم محمد بن عبداللہ السبیل مدظلہ العالی کی اقتداء میں ہم سب نے نماز جمعہ ادا کی لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع ہماری آنکھوں نے دیکھ لیا وہ بلاشبہ حضرت الاستاذ مربی علماء سیدنا المحترم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی دیرینہ مخلصانہ دعوتی کوشش کا نتیجہ تھا جس انداز میں استاد محترم حضرت مولانا دامت برکاتہم نے احکام شریعت اور ارشادات نبوی کا علمی مظاہرہ اس اجتماع میں فرمایا وہ انہی کا حصہ ہے۔

میکشوں کے سر پہ یارب پیر میخانہ رہے

اراکین دارالعلوم پلیا کی جانب سے ہی نہیں جمیع مسلمانوں کی جانب سے حضرت مولانا دامت برکاتہم کے لیے درازیٔ عمر و صحت کی دعائیں پیش ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد عبدالغنی خادم دارالعلوم پلیا۔

اہم مہمانوں کے اسمائے گرامی

۱۔ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، امام وخطیب حرم مکی وصدر برائے امور حرمین شریفین۔
۲۔ شیخ محمد صیام، امام وخطیب مسجد اقصیٰ، فلسطین
۳۔ شیخ محمد ناصر العبودی، نائب جنرل سکریٹری رابطۂ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ۔
۴۔ شیخ کامل الشریف، سابق وزیر برائے امور اردن وسکریٹری جنرل انٹرنیشنل اسلامک کونسل برائے دعوت واغاثت، قاہرہ، مصر،
۵۔ شیخ سلیمان عثمان المنیعی، رکن سعودی وفد، مکہ مکرمہ
۶۔ شیخ محمد بن ناصر الخزیم، نائب چیرمین برائے امور حرمین شریفین، سعودی عرب،
۷۔ شیخ علی رضا عبید، آل عبید ڈائرکٹر سعودی ایرلائنس، سعودی عرب۔
۸۔ الاستاذ ڈاکٹر عدنان بن محمد الوزان، نائب وزیر برائے دینی امور دعوت وارشاد، سعودی عرب،
۹۔ شیخ محمد عبداللہ الانصاری ڈائرکٹر ادارہ تقویم التعلیم قطر
۱۰۔ شیخ ماجد سعود سلیم رحمت اللہ، مہتمم مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ
۱۱۔ شیخ عبداللطیف محمد عبداللہ السبیل، جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ
۱۲۔ شیخ عبدالرحمن سلیمان المرشی، سعودی سفارتخانہ، نئی دہلی
۱۳۔ شیخ محمد امین سراج رکن مسجد کونسل رابطۂ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ (ترکی)
۱۴۔ شیخ صالح بن عبداللہ بن عبدالرحمن العبود وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔
۱۵۔ شیخ محسن احمد باروم، ڈائرکٹر مکتبہ دار الشروق، سعودی عرب۔
۱۶۔ شیخ سعید بن فالح الطغامسی، رجسٹرار جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ،
۱۷۔ شیخ زہیر محمد القرنی، رکن وفد سعودی عرب،
۱۸۔ شیخ احمد محمدی یلدیریم، ریسرچ اسکالر ادارہ برائے علوم جدیدہ، استنبول، ترکی،
۱۹۔ شیخ حسن محمد باجودہ ڈین فیکلٹی آف عربک لٹریچر ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ، سعودی عرب
۲۰۔ شیخ سلیمان بن وائل التویجری، پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ،
۲۱۔ استاذ حمدی ارسلان، پروفیسر شعبۂ عربی مرمرہ یونیورسٹی، استنبول، ترکی،
۲۲۔ شیخ نور الدین بیلدیز، پرنسپل مدرسہ تحفیظ القرآن، استنبول، ترکی۔
۲۳۔ شیخ ابوبکر اوانج، صدر جمعیۃ علماء قدح، ملیشیا۔
۲۴۔ ڈاکٹر وان سالم وان محمد نور، تحریک شباب اسلامی ملیشیا۔
۲۵۔ احمد فہمی زمزم الندوی، صدر مدرس دار التربیۃ ملیشیا۔
۲۶۔ زاہد ارشد مندوب حزب اسلامی ملیشیا۔
۲۷۔ الاستاذ شیخ امین اللہ، مندوب معہد الکوثر انڈونیشیا۔
۲۸۔ الاستاذ سفیان، استاذ معہد الکوثر انڈونیشیا۔
۲۹۔ شیخ محمد تقی الدین الندوی استاذ حدیث العین یونیورسٹی ابوظہبی
۳۰۔ شیخ سعید الباد نجی الندوی مدیر سنٹر اسلامک فقہ مانچسٹر برطانیہ
۳۱۔ الاستاذ عبدالرحمان، معہد الفلاح انڈونیشیا۔
۳۲۔ الاستاذ شیخ یعقوب اسماعیل منشی (لندن)

اہم ممالک کے شرکاء

۱۔ سعودی عرب (۲) بنگلہ دیش (۳) ملیشیا (۴) انڈونیشیا (۵) قطر (۶) متحدہ عرب امارات (۷) ترکی (۸) ہندوستان (۹) برطانیہ (۱۰) اردن (۱۱) نیپال

تعلیمی وتربیتی اور دینی مراکز

۱۔ جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند (۲) مظاہر علوم سہارنپور (۳) جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم اورنگ آباد
۴۔ جامعہ سلفیہ بنارس (۵) ضیاء اسلام سوسائٹی حیدرآباد
۶۔ مرکزی جمعیۃ اہل حدیث دہلی (۷) مؤسس الاسلام دہلی
۸۔ مرکز المعارف دہلی (۹) دار العلوم تاج المساجد بھوپال (۱۰) جامعہ اسلامیہ بھٹکل (۱۱) مدرسہ نور الاسلام نیپال (۱۲) دار العلوم اسلامیہ بستی (۱۳) جامعہ ہدایت جے پور (۱۴) امارت شرعیہ بہار واڑیسہ (۱۵) جامعہ اسلامیہ اجراڑہ میرٹھ
۱۶۔ ذمہ داران ملحقہ مدارس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۱۷۔ ارکان مسلم پرسنل لا بورڈ (ہند) (۱۸) ارکان دینی تعلیمی کونسل اترپردیش (۱۹) جمعیۃ علماء ہند (۲۰) معہد الملت مالیگاؤں
۲۱۔ دار المصنفین اعظم گڑھ (۲۲) ندوۃ المصنفین دہلی
۲۳۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، (۲۴) دہلی یونیورسٹی دہلی
۲۵۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی (۲۶) جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی
۲۷۔ لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ (۲۸) کالی کٹ یونیورسٹی کیرالہ، (۲۹) جامعہ ہمدرد دہلی،

● ملک کے مندرجہ ذیل سترہ صوبوں کے ایک سو سات شہروں سے نمائندے تشریف لائے تھے، آسام، بنگال، بہار، اڑیسہ، اندھرا پردیش، تامل ناڈو، کرناٹک، کیرالہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، کشمیر، ہماچل پردیش، گجرات، اترپردیش،

● اترپردیش کے ۶۵ اضلاع سے ۵۰ نمائندے صرف ایک شہر بھٹکل کرناٹک سے ۲۵ نمائندے، راجستھان کے دو شہروں کا وفد اکتیس نمائندوں پر مشتمل تھا۔

اسلامی مرکز تحقیقات وانشاء مانچسٹر برطانیہ کے نمائندے

اہم شخصیات

۱۔ پروفیسر محمد اجتباء ندوی دہلی (۲) مولانا عبداللہ کاپودروی گجرات
۳۔ مولانا نظام الدین امارت شرعیہ پٹنہ (۴) ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی دہلی
۵۔ ڈاکٹر ضیاء الحسن ندوی دہلی (۶) مولانا ابوالبرکات فاروقی ندوی اندور
۷۔ مولانا محمد طلحہ ناظم مظاہر علوم سہارنپور (۸) قاری محمد عثمان منصورپوری دار العلوم دیوبند (۹) ڈاکٹر نفیس احمد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۱۰) میر واعظ عمر فاروق کشمیر (۱۱) مولانا مختار احمد ندوی سلفی بمبئی (۱۲) محمد عمر گوتم مرکز المعارف (۱۳) مولانا محمد یعقوب کاوی لندن (۱۴) مولانا محمد حنیف ملی مالیگاؤں (۱۵) مولانا حمیم الدین ندوی بنگلہ دیش
۱۶۔ پروفیسر محمد یونس نگرامی ندوی لکھنؤ (۱۷) مولانا عبداللہ مغیثی اجراڑہ میرٹھ (۱۸) مولانا عزیز الحسن غازیپور (۱۹) مولانا محمد یونس شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور، مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب
سات صوبوں کے قاضی اور مفتی صاحبان۔

قدر گوہر شاہ داند

مکرمی جناب مولانا شمس الحق صاحب

میرے برادرِ خورد پروفیسر فصیح احمد صدیقی سابق صدر شعبۂ کیمسٹری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ایک چھوٹی سی کتاب تصنیف کی "علی گڑھ کا مغنی" اور اسے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کی، یہ کتاب پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم کی زندگی کے آخری دور کی جھلکیاں پیش کرتی ہے بلکہ صدائے بازگشت کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اور کوئی شک نہیں، خوبیٔ بیان کے لحاظ سے منفرد ہے یہ مقالہ کی شکل میں کتاب تحقیق نامہ کا ایک جزو ہے حضرت مولانا نے اس پر ایک چھوٹا سا نوٹ لکھا ہے، جو آپ کی خدمت میں پیش ہے، آپ سوچیں گے کہ مبتدا کے بغیر خبر کیسی، مگر حضرت مولانا کی تحریر خود اپنے حسن وخوبی اور تازگی سے پڑھنے والے کی آنکھوں کو تراوٹ بخشتی ہے، نفسِ مضمون کے لحاظ سے صاحب گلِ رعنا اور طرزِ انشاء سے صاحب آبِ حیات کی یاد دلاتی ہے۔

آپ نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی کتاب نقوشِ اقبال تو پڑھ رکھی ہے، اس کے تعارف کی ضرورت نہیں، بات صرف یہ کہنی ہے کہ اس میں تین بہت بڑے ادیبوں کا سنگم ہوتا ہے۔ علامہ اقبال۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ ایک کلام دوسرے کا تبصرہ اور تیسرے کا مقدمہ، تینوں حضرات عشقِ رسول میں سرشار ہیں، رشید احمد صدیقی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام کے بھلائے ہوئے پیغام کو ایک برہمن زادہ نے جس کے آباء لاتی اور مناتی تھے، اپنی نظموں میں پیش کیا ہے، اور ایک سید زادہ نے عربوں کو اس سے پھر آشنا کیا۔ ہر مضمون میں یہ اعلان حق کہ۔

محمد عربی سے ہے عالم عربی

بات بالکل صحیح ہے کیونکہ کتاب اپنی اصلی صورت میں عربی میں لکھی گئی ہے، رشید احمد صدیقی صاحب نے اقبال کے کلام کو اس صدی کا علم کلام گردانا ہے حضرت مولانا نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

اس کتاب کے ذکر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ پڑھنے والوں کو اس تعلق کا اندازہ ہوجائے جو ان بے مثال ادیبوں کے درمیان رہا ہے۔ فصیح میاں کی اس کتاب نے حضرت مولانا سے داد پائی ہے، اگر اسے آپ کی خدمت میں پیش نہ کروں تو یہ بیداد ہوگی۔ بھیجے حاضر ہے۔

وصی احمد صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد! شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج لاہور کی طرف سے شائع کردہ سوانحی وتعارفی کتاب "تحقیق نامہ" مطالعہ سے گذری اس میں محب ومکرم استاذ زادہ ڈاکٹر فصیح احمد صدیقی صاحب کا مقالہ اپنے محب ومحبوب ادیب اور صاحب اسلوبِ خاص استاد ادب وانشاء پرداز پروفیسر رشید احمد صدیقی صاحب مرحوم پر دیکھا، مقالہ نگار پروفیسر صاحب مرحوم کے حقیقی خواہرزادہ، ان کے صحبت یافتہ اور ان سے نہ صرف نسبی بلکہ ذوقی وعلمی مناسبت رکھنے والے فاضل اور صاحب ذوق اہل علم واہل قلم ہیں۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی صاحب سے راقم کو شرف نیاز حاصل تھا، اور وہ ان کی نہ صرف قدر افزائی، اور عنایت خاص اور کرم گستری کا ممنون منت تھا، بلکہ اس کو ان کی مجالس وصحبتوں میں شریک ہونے، مکاتیب ومراسلت سے سرفراز ہونے کا بھی موقع ملا، اس براہ راست اور قریبی واقفیت اور نیاز مندی کے باوجود جب راقم نے ڈاکٹر فصیح احمد صدیقی صاحب کا مقالہ جو کتاب کے ص ۱۰۵ سے لے کر ص ۱۳۸ تک پھیلا ہوا ہے دیکھا تو اس سے رشید صاحب کی ایک بولتی چالتی، چلتی پھرتی ہمہ جہت شخصیت نظر آئی جس کا نمونہ تذکروں اور سوانح عمریوں کی ظرفی واصطلاحی کتابوں میں عام طور پر نظر نہیں آتا، یہ مقالہ حقیقت میں ایک سوانحی تعارف اور تاریخی تذکرہ نہیں، بلکہ ایک ہمہ جہت اور متنوع الاطراف والالوان زندگی کا ریکارڈ یا روزمرہ کا کیسٹ ہے جس میں ان کی زندگی کے تمام رُخ چہرے کے نشیب وفراز، پیشانی کی شکنیں، اور لبوں کی مسکراہٹ سب سامنے آجاتی ہے اور جس کو ان کے تعارف حاصل کرنے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا، وہ بھی کتاب کے ان اوراق میں ان کو متحرک، متکلم اور متبسم دیکھ سکتا ہے، اس مقالہ میں اگرچہ راقم کا ذکر اور ان کی قدر افزائیوں کا تذکرہ بار بار آیا ہے (جو کسی قدر مقالہ کی اس تعریف واعتراف کے بارے میں تامل پیدا کرسکتا تھا) لیکن اس مقالہ کی دوسری خصوصیات اور تصویر کشی کے اس امتیاز نے اس کی تعریف واعتراف کا ایک علمی وادبی جواز پیدا کردیا جس نے یہ چند سطور لکھوادیں۔

ابوالحسن علی ندوی
یکم ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۹۶ء

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں دو روزہ بین اقوامی اجلاس کا افتتاح

مسلمانوں کو گروہوں میں منقسم نہ ہونے کا مشورہ

فرقۂ باطلہ قادیانیت کے فتنہ کے خلاف سخت آگاہی

امام حرم السبیل کا ندوہ کے اسٹیج سے توحید کا پیغام

ختم نبوت کے سلسلہ میں علمائے اسلام و دانشوروں کی دوٹوک باتیں

(حسین امین)

لکھنؤ ــــــــ نومبر

حرمین شریفین کی مجلس انتظامیہ کے سربراہ اور امام علامہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے آج بین اقوامی اسلامی مرکز دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی زیر صدارت دو روزہ بین اقوامی اجتماع برائے امور تعلیم و دعوت کا افتتاح کرتے ہوئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو فرقۂ باطلہ کی کوششوں خصوصاً قادیانیت کے فتنے اور سازشوں سے ہوشیار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان خود کو ٹولیوں اور گروہوں میں نہ بٹنے دیں اور اپنے کو متحد، مربوط رکھنے کے لیے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں یعنی قرآن الٰہی اور سنت خاتم النبیین پر مشتمل شریعت اسلامی پر عمل کریں۔ جس نے حضورؐ کی نبوت سے انکار کیا وہ اسلام سے خارج ہے۔

اپنی نوعیت کے اس پہلے بین اقوامی اجتماع میں جس کے داعی ندوہ کے سربراہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ہیں عالم اسلام کی جو ممتاز شخصیات شرکت کر رہی ہیں مسجد اقصیٰ کے امام، مملکت سعودیہ عربیہ کے نائب وزیر اوقاف ڈاکٹر عبداللہ بن محمد الزائد، سپریم کونسل برائے اسلامی دعوت و اطلاع قاہرہ کے جنرل سکریٹری، رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری، ملیشیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، تیونس، ترکی، پاکستان، افغانستان، ازبکستان، الجزائر کے مندوبین اور نامور علماء و دانشور وغیرہ میں شمل ہیں اور دیگر ملکوں کے مندوبین اور یہاں کے علماء اور دانشور شامل ہیں۔ دارالعلوم ندوہ کا وسیع سبزہ زار جس پر آج شامیانہ لگا کر بڑا اور خوبصورت پنڈال بنا ہے ہندوستان سمیت دنیا بھر کے ملکوں کے مندوبین سے بھرا ہوا تھا۔

ندوہ میں اگرچہ برابر عالم اسلام کی ممتاز شخصیات کی آمد رہتی ہے اور بین اقوامی اجتماع ہوتے رہتے ہیں لیکن ۱۹۷۵ء میں ندوہ کے ۸۵ سالہ جشن تعلیمی کے اجتماع کے بعد جو سارے ملک میں اپنی نوعیت کا عظیم الشان اجتماع تھا جس میں مصر کی قدیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر کے شیخ (سربراہ) محمود نے شرکت کی تھی۔ یہ دوسرا بڑا اجتماع تصور کیا جا رہا ہے جس کی اہمیت اور افادیت کو خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز اور مشہور عالم دینی اور عالمی شخصیت عبداللہ بن باز نے بھی تسلیم کیا ہے جس کا اظہار شیخ السبیل نے اپنی افتتاحی تقریر میں یہ کہہ کر کیا کہ شاہ فہد اور عبداللہ بن باز نے خود کو اس اجتماع سے وابستہ کیا ہے۔

ندوہ کا یہ اجتماع اگرچہ خالص دینی تعلیمی اور علمی نوعیت کا ہے لیکن لکھنؤ کے شہری بھی اس میں شرکت کو اپنی سعادت تصور کر رہے ہیں جو انتظامی امور میں بھی تعاون دے رہے ہیں۔

آج کا افتتاحی اجتماع ٹھیک ساڑھے ۹ بجے شروع ہوا اور ظہر کی اذان پر ختم ہوا۔ رات میں بھی اجتماع کا دوسرا اجلاس جاری تھا جس میں ملک کے مندوبین کی تقریریں ہو رہی تھیں۔

حرمین شریفین کے امام علامہ السبیل نے جو لکھنؤ دوسری بار تشریف لائے ہیں لکھنؤ کے شہریوں کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور تمام برادران اسلام اور خصوصاً مولانا علی میاں کی خدمت میں سعودی عرب کے

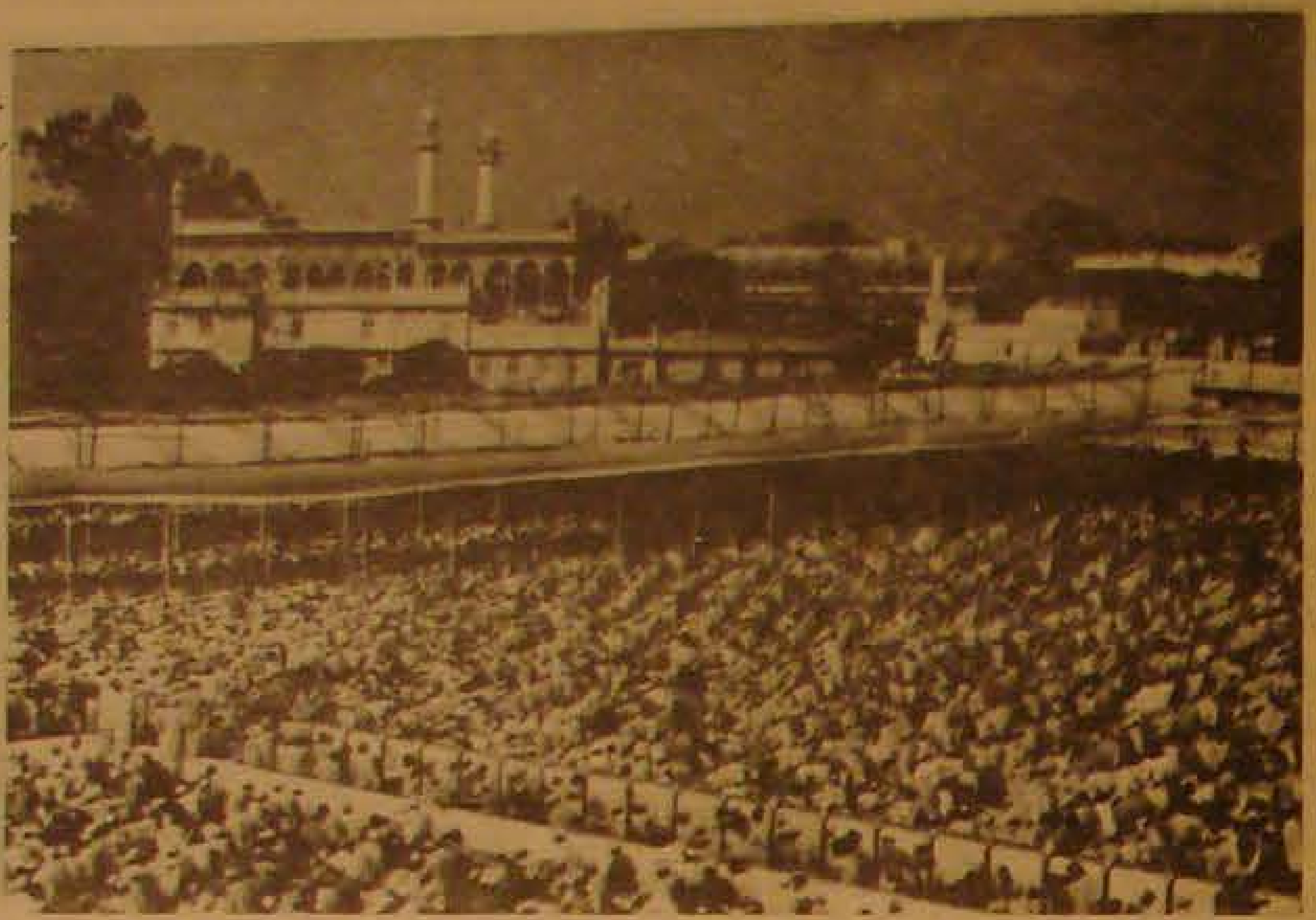

علمائے کرام کا سلام پیش کیا اور کہا کہ خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبدالعزیز، شیخ عبداللہ بن باز اور ان کے تمام رفقائے کار اس اجتماع کو نہ صرف سراہتے ہیں بلکہ پرجوش تائید کرتے ہیں۔

علامہ السبیل نے کانفرنس کو بروقت اور برمحل قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ یہ کانفرنس مختلف فتنوں اور خصوصاً قادیانیت کے فتنے کی سرکوبی کرنے میں کامیاب ہوگی علامہ السبیل نے مولانا علی میاں کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کو ایسے حقانی ربانی میں شامل کیا جن کے بارے میں حضورؐ کی حدیث ہے انھوں نے آیات کریمہ اور احادیث نبوی سے مزین اپنی جامع اور واضح افتتاحی تقریر میں تقویٰ پر قائم رہنے پر زور دیا جس کا مطلب اللہ کی بندگی اور اطاعت ہے۔ اسلام سے چمٹے رہنا ہے انھوں نے افسوس ظاہر کیا کہ ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے امت میں تقسیم کے بیج بوئے اور اسی میں قادیانیت شامل ہے۔ اس فتنے کا بیج قادیان میں بویا گیا علامہ السبیل نے حضورؐ کے مختلف ارشادات کے حوالوں سے کہا کہ محمدؐ کسی کے باپ نہیں اللہ کے رسول تھے اور قرآن میں صراحت سے آپ کا تعارف کرایا گیا ہے اور کہا گیا ہے لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور اکرمؐ نے یہ آگاہی بھی دی تھی کہ میرے بعد نبوت کے دعویدار پیدا ہوں گے ان سے بچنا آپ کا ارشاد ہے کہ میرے سیدھے راستے پر چلو، اور تفرقہ مت ڈالو

ندوۃ العلماء کے موقر استاد قاری محمد ریاض کی تلاوت سے مشاورتی اجتماع کا آغاز ہوا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بحیثیت میزبان کے اپنے موقر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اپنی عربی اور ان کے انگلو

اگر ختم نبوت کا عقیدہ ختم ہوتا ہے تو کسی چیز کے باقی رہنے کی ضمانت نہ ہوگی

دو روزہ اجلاس کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تقریر

لکھنؤ ۱۲ر نومبر۔ آج یہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دو روزہ اجلاس کے پہلے روز معزز مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے مولانا ابوالحسن علی ندوی نے واضح طور سے کہا کہ فتنۂ قادیانیت سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ اگر ختم نبوت کا عقیدہ ختم ہوتا ہے تو کسی چیز کے باقی رہنے کی ضمانت نہ دی جا سکے گی۔

آج صبح ٹھیک ساڑھے ۹ بجے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے وسیع میدان میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں مولانا مذکور نے اپنی ابتدائی تقریر میں واضح کیا کہ ندوۃ العلماء کی جانب سے یہ اقدام نیا نہیں بلکہ صحیح جگہ اور صحیح وقت پر اقدام ہے۔ صحیح جگہ تو اس لیے کہ دارالعلوم کے بانیین کو اس موضوع پر امتیاز حاصل رہا ہے۔ مولانا نے انھی کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ جب امرتسر میں ندوۃ العلماء کا اجلاس چل رہا تھا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فتنۂ قادیانیت کے بانی نے ایک کتابچہ تحریر کیا جس کا نام تحفۂ ندوہ رکھا جس کے اندر باقاعدہ اپنے نبی ہونے کا اظہار کیا ہے مختلف زبانوں میں اپنے اوپر وحی کے آنے کا دعویٰ کیا۔ مزید مولانا نے فرمایا کہ دارالعلوم کے بانی مولانا محمد علی مونگیریؒ نے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کو دعوت دی قادیانیوں نے ایک مناظرہ ہوا اور مناظرہ کے میدان خود بانی ندوہ مسجد میں بیٹھے رہے اور اس وقت سر اٹھایا جب فتح کی خوشخبری مولانا کو دی گئی۔

صحیح وقت کی تشریح کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ آج ایک بار دوبارہ اسلام کے اس حصہ پر ہے کہ اگر انسانیت کے حقائق کو وہ نکل جائے پھر کچھ چیز باقی نہ رہ سکے گی۔

مولانا ندوی نے تقریر کے ابتدا میں فرمایا کہ بیشک صدارت کا اعلان میرے نام سے کیا گیا ہے مگر ہمارے مہمان محترم امام حرم شریف ہی ہر اعتبار سے صدارت کے مستحق ہیں۔

امام صاحب نے مولانا ندوی کی ابتدائی تقریر کا سہارا لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ برطانوی حکومت کا تشکیل ہوا پلودہ ہے جس کا اس نے خود اعتراف کیا ہے امام حرم شریف جو ادارہ حرمین شریفین کے چیرمین بھی ہیں نے سب سے پہلے ابتدائی کلمات کے بعد فرمایا کہ آپ حضرات خادم الحرمین الشریفین اور شیخ عبداللہ بن باز کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ اسلام ہی ہے جس نے ہم کو آپ کو ایک رابطہ کے ذریعہ جوڑ دیا۔

امام صاحب نے فرمایا کہ راستہ صرف ایک ہے وہ ہے قرآن و حدیث کا راستہ امام صاحب نے قرآنی آیات سے استفادہ

ندوہ کے اجتماع پر دنیا بھر سے تحسین کے پیغام

بابری مسجد سے متعلق کسی قرارداد کی منظوری کی تردید

لکھنؤ ۲۶ نومبر۔ جہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہونے والے دو روزہ بین الاقوامی اجتماع برائے امور تعلیم و دعوت کی کامیابی کا جس کا افتتاح حرمین شریفین کی مجلس منتظمہ کے سربراہ اور مکہ کی مسجد حرام کے رئیس الامام علامہ شیخ محمد بن عبد اللہ السبیل نے کیا تھا سارے عالم اسلام سے مبارکباد کے پیغام آرہے ہیں۔

یاد رہے کہ عالم اسلام کی ممتاز شخصیت اور ندوہ کے سربراہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی زیر صدارت اور ان کی ہی دعوت پر اس اجتماع میں قبلہ اول یعنی مسجد اقصیٰ کے سابق امام شیخ صیام مملکت سعودی عرب کے ایک نائب وزیر مدینہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر نیز یونیورسٹی کے استاذ رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری ترکی کے ممتاز علماء اور دانشوروں کے ایک وفد نے جو ہندستان میں اپنی نوعیت کا پہلا تھا اردن کے سابق وزیر اور متعدد موثر شخصیات اس کے علاوہ انگلستان کویت سعودی عرب قطر شام انڈونیشیا ملیشیا اور ہندستان سمیت کئی ملکوں کی مشہور و معروف شخصیات بطور مندوب شریک ہوئی تھیں۔

ندوہ کے ذمہ داروں نے قریب آواز کو بتایا کہ عالم اسلام اور دیگر ملکوں سے ندوہ کو اور خاص طور سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو مبارک باد کے پیغام اور تار نیز خطوط اور ٹیلی فون موصول ہو رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ اس اجتماع سے وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا گیا ہے اور جو قراردادیں منظور کی گئی ہیں وہ اجتماع کے مقاصد کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

تردید

ندوہ کے ذمہ داروں نے اس خبر کی سختی سے تردید کی کہ اجتماع نے بابری مسجد سے متعلق کوئی قرارداد منظور کی اور کہا کہ جب کوئی قرارداد ہی منظور نہیں کی گئی تو کسی قسم کا رد عمل بے معنی ہے انھوں نے اس سلسلے میں قومی آواز مورخہ ۲۴ نومبر (۹۷ء) میں شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی ڈاکٹر مفتی مکرم احمد کے رد عمل کا حوالہ دیا جس میں انھوں نے ندوہ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس قرارداد کو واپس لیا جائے کہ جس میں بابری مسجد کے سانحہ کو بھلانے کی بات کہی گئی ہے ندوہ کے ذمہ داروں نے کہا کہ مفتی مکرم صاحب نے میڈیا کے حوالے سے اس قرارداد کی مذمت کی ہے ندوہ کے ذمہ داروں نے کہا کہ میڈیا کے جس حلقے نے ایسی کسی قرارداد کو شائع کیا ہے وہ قطعی بے بنیاد اور گمراہ کن ہے ندوہ کے مذکورہ اجتماع میں امام مسجد حرام نے بھی اپنی تقریر میں بابری مسجد کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ایسی کوئی قرارداد منظور کی گئی۔

...پر قرآن کی آیات سنکر بعد اس خود ساختہ عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں جب کسی انسان نے ختم نبوت کو تسلیم نہیں کیا تو پھر اس نے کیا قبول کیا اب اس کی کسی چیز کا اعتبار نہیں۔ وہ کافر ہے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں امام صاحب نے دوران تقریر صحابہ کرام کے مناقب کو بھی نقل کیا۔ تقریباً ۲۵ منٹ کی تقریر میں امام صاحب نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا فرمایا کہ مولانا ندوی نے مجھ کو دعوت دیکر احسان فرمایا اپنی تقریر امام صاحب نے بہت ہی رقت آمیز دعا پر ختم کی۔

ترکی کے پانچ رکنی وفد کی نیابت کرتے ہوئے سراج الدین صاحب نے فرمایا کہ آپ سب حضرات اس علاقہ کا سلام قبول فرمائیں جو حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ ہے جو خلافت کا مرکز رہا ہے۔

صبح کی مجلس میں آخری موقع انڈونیشیا اور ملیشیا کے آئے وفد کو دیا گیا اور حضرت مولانا ندوی کی دعا پر صبح کی مجلس ختم ہوئی

علم وفضل کی کہکشاں زمین پر دیکھی گئی

— عشرت علی صدیقی

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایک گوشے میں یونی ورسٹی اور آرٹس کالج کے قریب واقع اپنی عمارتوں اور طلباء و اساتذہ کی تعداد کے اعتبار سے ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ نومبر کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لکھنؤ کا پورا شہر یہاں امنڈ آیا ہے۔ دوسرے شہروں کے لوگ بھی جوق درجوق چلے آرہے تھے۔ ندوہ کی سڑک نہ صرف دن دن بھر بلکہ رات رات بھر چلتی رہی۔ یہ لوگ ایک خاص تقریب میں شرکت کرنے اور ایک عجیب منظر کو دیکھنے

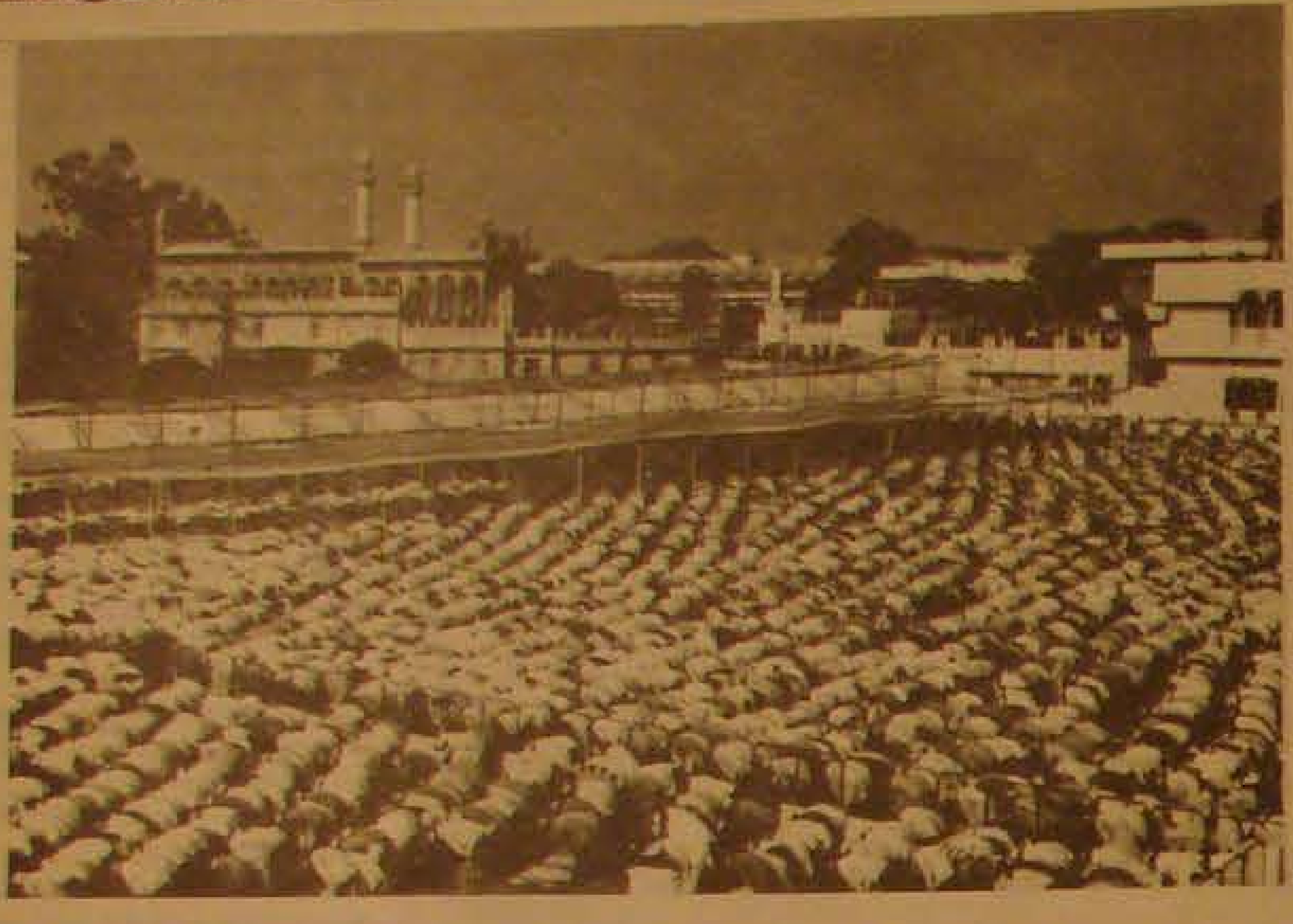

آرہے تھے۔ تقریب تھی دو روزہ بین الاقوامی اجتماع برائے امور تعلیم و دعوت۔ اور منظر تھا کہکشاں کا۔ علم و فضل اور دین و دعوت کے آسمان پر جگہ جگہ جگمگانے والے ستارے ایک جگہ اتر آئے تھے اور ندوہ کے وسیع سبزہ زار پر بنے لمبے چوڑے اسٹیج پر ایک ساتھ دیکھے جاسکتے تھے۔ یہ ستارے حرمین شریفین سے آئے تھے، ترکی اور شام سے، انگلستان اور انڈونیشیا سے، ملیشیا اور مصر سے، مقدس حجاز اور مظلوم فلسطین سے یورپ اور افریقہ سے اور دوسرے ملکوں کے علاوہ ہندستان کے مختلف حصوں اور باوقار دینی اداروں سے آئے تھے۔ اجتماع کے صدر اور میزبان ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا سید ابوالحسن علی تھے اور افتتاح کیا حرمین شریفین کے رئیس الامام و خطیب علامہ شیخ محمد عبداللہ السبیل نے جو مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے انتظامی امور کے سربراہ بھی ہیں۔ رئیس الامام کے ساتھ ایک اعلیٰ سطحی وفد خصوصی ہوائی جہاز پر آیا تھا۔ اور حجاز سے آنے والوں میں مکہ یونی ورسٹی کے پروفیسر مدینہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری بھی شامل تھے۔ ترکی سے بھی پانچ مندوبین ... آئے تھے اور علی میاں کے نام نجم الدین اربکان کا ایک خط لائے تھے۔ وہاں کچھ عرصہ پہلے علی میاں کی حیات اور خدمات پر ایک بین الاقوامی سیمینار ہوا تھا اور ترکی میں ان کی کتابیں جس ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں اس کا وفد کے لیڈر نے عقیدت مندی کے ساتھ ذکر کیا۔

ایسی ہی عقیدت کا اظہار باہر سے آئے ہوئے قریب قریب ہر مندوب نے اپنی تقریر میں کیا۔ گویا علی میاں سے عقیدت اور ان کے علم و فضل کا اعتراف تمام تقریروں کی قدر مشترک تھی۔ خود مولانا نے کوئی دعویٰ کرنے کے بجائے اپنی افتتاحی تقریر دعوت تک محدود رکھی۔ اور مسلمانوں کو اچھا اور معیاری انسان اور ہم وطنوں کے لیے ایک نمونہ بننے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ امام حرم کی موجودگی میں صدارت کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انھیں پس و پیش ہو رہا ہے۔ اور ان کے رسمی طور پر صدر بن جانے کے باوجود اجتماع کے اصل صدر علامہ السبیل ہی ہیں۔ وہ منظر بھی عجیب روح پرور تھا جب مولانا ابوالحسن علی کے ایک طرف امام حرم بیٹھے تھے اور دوسری طرف مسجد اقصیٰ کے امام۔ ایک اور عجیب منظر یہ دیکھنے میں آیا کہ ہزاروں انسانوں کا ہجوم عربی میں ہونے والی تقریروں کو جو بیشتر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی دھیان اور سکون سے سن رہا تھا۔ شاید یہ ندوۃ العلماء کی خصوصیت ہے اس لیے کہ ایسا ڈسپلن اور ایسی خاموشی اس قسم کے جلسوں میں کہیں اور بہت کم دکھائی دیتی ہے۔

تقریروں اور قراردادوں میں دینی امور اور عقیدے کی اصلاح کے علاوہ تعلیمی امور پر بھی توجہ دی گئی۔ دراصل دینی مدرسوں کے نصاب تعلیم کی اصلاح کرنا اور اسے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق رکھنا ندوۃ العلماء کے قیام کا ایک بنیادی مقصد تھا۔ اس میدان میں ندوہ اور اس کے اکابر کی خدمات کا پوری دنیا میں اعتراف کیا جارہا ہے۔ اور حالیہ اجتماع نے بھی کہا ہے کہ سماجی و سائنسی علوم کے نصابی خاکے اسلام کے مزاج کے مطابق وضع کیے جائیں۔

اس اجتماع کی مثال ندوہ ہی کے ۸۵ ویں جشن تعلیمی سے دی جاسکتی ہے جو فروری ۱۹۷۵ء میں ہوا تھا۔ اس میں بھی اتنا ہی بڑا مجمع تھا اور ایسے ہی باوقار علماء اور فضلاء دنیا کے مختلف حصوں سے آئے تھے۔ علم و فضل کی کہکشاں کو شہریوں نے ایسی ہی دلچسپی اور عقیدت سے دیکھا تھا۔ اس وقت اتر پردیش میں ہیم وتی نندن بہوگنا کی کانگریسی حکومت قائم تھی۔ انہوں نے مالی تعاون کی پیشکش بھی کی تھی، مگر ندوہ کے اکابر نے شکریے کے ساتھ اسے قبول کرنے سے معذوری ظاہر کردی تھی۔ البتہ شہری سہولتیں فراہم کرنے اور پانی روشنی صفائی کے بندوبست اور سڑکوں کی مرمت جیسے معاملوں میں وزیر اعلیٰ نے ذاتی دلچسپی لی اور وقتاً فوقتاً خود نگرانی کرتے رہے

इस्लाम के खिलाफ साजिशों से सतर्क रहने का आह्वान

जागरण ब्यूरो

लखनऊ, 12 नवम्बर। भारत सहित आठ राष्ट्रों के शीर्षस्थ मुस्लिम धर्मगुरुओं ने आज दुनियाभर के मुसलमानों का आह्वान किया कि वे विश्वस्तर पर इस्लाम के खिलाफ हो रही साजिशों से सतर्क रहें। धर्मगुरुओं ने कहा कि 'ब्रितानिया हुकूमतें' इस्लाम के खिलाफ पूरी दुनिया में एकजुट होकर सक्रिय हो गई हैं। उनका मुकाबला सिर्फ इस्लाम-सम्मत रास्ते पर चलकर किया जा सकता है।

विदित हो कि कादियानी सम्प्रदाय के लोग इस्लाम की इस अवधारणा को नहीं मानते हैं कि हजरत मोहम्मद आखिरी पैगम्बर थे। उनके बाद अब कोई पैगम्बर नहीं आ सकता। कादियानी पाकिस्तान का एक स्थान है। कुछ वर्ष पूर्व वहां गुलाम अहमद कादियानी ने अपने को पैगम्बर करार दिया था। उनका दावा था कि आने वाले समय और भी पैगम्बर धरती पर अवतरित होंगे। उनके इस विचार को मानने वाले ही कादियानी सम्प्रदाय के लोग कहलाते हैं। इधर हाल के वर्षों में पश्चिमी देशों में कादियानी सम्प्रदाय के लोगों की संख्या में खासी वृद्धि हुई है। इस्लामी राष्ट्र इस पर खासे चिंतित हैं। उनका मानना है कि पश्चिमी राष्ट्र इस्लाम को कमजोर करने के लिए इस सम्प्रदाय को बढ़ावा दे रहे हैं।

नदवा कालेज के परिसर में आज से शुरू हुए इस सम्मेलन का उद्घाटन भारत के मौलाना अबुल हसन नदवी अली मियां ने किया। मौलाना ने कहा कि जिनसे इस्लाम को खतरा है उनका मुकाबला किया जाना चाहिए और इस्लाम के खिलाफ होने वाली हर साजिश को नाकाम किया जाना चाहिए। मौलाना अली मियां ने कहा हर सदी में ऐसे लोग पैदा हुए हैं जिन्होंने इस्लाम के खिलाफ होने वाली साजिशों को नाकाम किया है। उन्होंने कहा कि ऐसी नहीं कि इस्लाम के खिलाफ ऐसी साजिश पहली बार हो रही है बल्कि पश्चिमी देश पूरे विश्व में अपना परचम फहराने के लिए इस्लाम को कमजोर करने की कोशिशें बहुत पहले से करते आ रहे हैं। मौलाना ने कहा कि कादियानियों ने जो किताब लिखी है उसका जवाब उन्होंने किताब के जरिये दे दिया है। उनके ऐसे हर प्रोपगंडे का जवाब ऐसे ही दिया जाना चाहिए।

हरम शरीफ के इमाम मो. बिन अब्दुल्ला ने कहा कि कादियानियों को मोहरा बनाकर इस्लाम के खिलाफ जो साजिश चल रही है उससे हमें बचना चाहिए और उसका मुकाबला ऐसे आयोजन करके किया जाना चाहिये जिससे ज्ञान का प्रकाश दूर-दूर तक छाये।

इमाम ने कहा कि आज मुसलमानों पर जो परेशानियों के बादल उमड़ रहे हैं उसकी वजह यह है कि आज मुसलमान अल्लाह को भूलता जा रहा है। अल्लाह को याद रखना ही हर अजाब से बचने की दवा है। इमाम-ए-हरम ने कहा कि साजिशें कामयाब इसलिए हो रही हैं कि हममें जाहिलियत बहुत है। हमें पहले जाहिलियत को खत्म करना होगा। जब लोगों को यह मालूम रहेगा कि इस्लाम की बुनियाद क्या है तब वह खुद ही ऐसी किसी साजिशों का शिकार नहीं होगा।

इमाम-ए-हरम ने कहा कि कादियानियों को मुसलमान नहीं माना जा सकता।

इंडोनेशिया के अब्दुल रहमान सिद्दीकी ने कहा कि उनके मुल्क में मुसलमानों को जिनसे खतरा है वह हैं ईसाई मिशनरियां। ईसाई मिशनरियां इस्लामी देशों को ईसाई देशों में बदलने में जुटी हुई हैं और इन मिशनरियों को ईसाई हुकूमतें पूरी मदद दे रही हैं।

जार्डन के कामिल शरीफ ने इस बात पर जोर दिया कि मुसलमानों का अपने-अपने देशों में गैर मुस्लिमों के साथ बेहतर संबंध बनाये रखने चाहिए और मुल्क की खिदमत में आगे रहना चाहिए। उन्होंने कहा कि हिन्दुस्तान के मुसलमानों ने दूसरे मुल्क के मुसलमानों के लिए मिसाल पेश की है।

तुर्की के शेख अमीन सिराज ने भारतीय मुसलमानों को तुर्की के मुसलमानों के साथ सहयोगात्मक रवैये के लिए बधाई दी। साथ ही उन्होंने दूसरे मुस्लिम देशों से भी आपस में ऐसे ही सहयोगात्मक रवैये की अपेक्षा की। शेख अमीन ने कहा कि मुसलमानों के बीच भाई चारे को मजबूत कर इस्लाम को मजबूत किया जा सकता है।

मदीने मुनव्वरा के कुलपति डा. सालेह अब्दुल्ला ने कहा कि कहा कि कुरान साफ कहता है कि अपनी हालत बदलने के लिए कोशिशें छोड़ो। खुदा ने उस कौम की हालत आज तक नहीं बदली है जिसे खुद अपने हालत बदलने की फिक्र नहीं। उन्होंने इस बात पर जोर दिया कि दीन की दावत दूसरों तक पहुंचायी जाय तभी इस्लाम मजबूत हो सकता है वर्ना हम फुसफुसे होते जा रहे हैं। हमारे खिलाफ साजिशें बढ़ती जा रही हैं।

मुस्लिम वर्ल्ड लीग के महासचिव नासिर अलाबूदी ने कहा कि इस्लाम के खिलाफ जो साजिशें और फितने फैलाये जा रहे हैं उनका इस्तेमाल कठोरकुल इस्लाम पर कहर ढाने के लिए किया जा रहा है। इसके पीछे शिक्षितों का दिमाग है। उन्होंने कहा कि मुसलमानों को चाहिए कि वह तरक्की के मनसूबे बनायें और यहूदी प्रोपगंडे का तोड़ करें।

☐ अन्तरराष्ट्रीय सम्मेलन में शीर्षस्थ धर्मगुरुओं का जमावड़ा

ये शीर्षस्थ मुस्लिम धर्मगुरु नदवा कालेज में आज से शुरू हुए दो दिवसीय अन्तरराष्ट्रीय सम्मेलन को सम्बोधित कर रहे थे। सम्मेलन की एक सबसे बड़ी विशेषता यह मानी जा रही है कि इससे दुनिया भर के मुसलमानों के लिए सबसे पवित्र समझे जाने वाले स्थान 'हरम शरीफ' के इमाम भी शिरकत कर रहे हैं। आज उनके केवल हाथ चूम लेने भर के लिए उपस्थित मुसलमानों में होड़ रही। सम्मेलन में भारत, सऊदी अरब, कतर, सीरिया, जार्डन, तुर्की, इन्डोनेशिया, मलेशिया के मुस्लिम धर्मगुरु भाग ले रहे हैं।

सम्मेलन में आज पहले दिन धर्मगुरुओं ने 'कादियानी सम्प्रदाय' को अपने निशाने पर रखते हुए भाषण दिये। धर्मगुरुओं का कहना था कि कादियानियों को मुसलमान माना ही नहीं जा सकता असल में वह काफिर हैं।

इमाम-ए-हरम ने कादियानी की तीखी आलोचना करते हुए कहा कि कादियानी ने खुद ही अपनी किताबों में कुबूल किया है कि वह अंग्रेजों का बनाया है, अंग्रेजों के अलावा यहूदियों ने भी कादियानी को प्रोत्साहित किया, सिर्फ इस्लाम को नुकसान पहुंचाने के लिए। इसलिए कादियानी के विवादास्पद दावे से प्रभावित होना किसी भी सूरत में उचित नहीं ठहरता।

उन्होंने पाकिस्तान सरकार की सराहना करते हुए कहा कि वहां बहुत पहले ही यह स्पष्ट कर दिया गया कि कादियानी का इस्लाम से कोई ताल्लुक नहीं है, वह इस्लाम के दुश्मनों में से है। इमाम ने इस बात पर चिन्ता जतायी कि कादियानी के विचार अब भारत की सरजमीन से उठकर दक्षिण अफ्रीका में सिर उठा रहे हैं। इमाम ने कहा कि कुरान शरीफ में कहा गया है कि जो लोग यह कहते हैं कि अल्लाह हमारा रब है, और इसी एक यकीन पर डट जाते हैं, कायम रहते हैं, फरिश्ते भी उन पर मेहरबान होते हैं। इसलिए इस्लाम के चाहने वालों को चाहिए कि वे अल्लाह की रस्सी को मजबूती से थामे रहें और कतई गिरोहों व टोलियों में न बंटें।

इससे पूर्व नदवा के प्रमुख और आल इंडिया मुस्लिम पर्सनल लॉ बोर्ड के चेयरमैन व वरिष्ठ विद्वान मौलाना अली मियां नदवी ने इस अन्तर्राष्ट्रीय कान्फ्रेंस में देश-विदेश से आये आलिमों का स्वागत किया। अपने स्वागत सम्बोधन में अली मियां ने कहा कि यह जलसा जिसमें तमाम आलिम इकट्ठा हुए हैं, एक सही मौके पर हो रहा है, इसलिए क्योंकि आज इस्लाम के खिलाफ, इस्लामी शिक्षाओं के खिलाफ कुछ ताकतें सिर उठाने लगी हैं। उन्होंने कहा कि इन ताकतों का फैलाव दीन और इस्लाम के लिए खतरा नहीं बल्कि उम्मत के लिए है। दीन का अपनी शक्ल में कायम रहना बहुत जरूरी है।

आज की इस अन्तर्राष्ट्रीय कान्फ्रेंस के उद्घाटन सत्र को मदीना यूनिवर्सिटी के वाइस चांसलर सालेह-अल-उबैद, जार्डन के पूर्व मंत्री कामिल शरीफ, वर्ल्ड मुस्लिम लीग के सेक्रेटरी मोहम्मद बिन नासिर अबूदी ने भी सम्बोधित किया। मुख्तलिफ अरबी में हुए इनके भाषणों के तत्काल बाद उनके उर्दू में मंच से अनुवाद भी किये गये।

mad Nasir al-aboudi, Dr Hasan Baijovda, manager, College Makka Mukarrama and Dr Mohammad Sayeed from Syria.

Secretary general of World Islamic Relief and Welfare Centre, and former Jordanian minister Kamil al- Sharief said the Indian Muslims had presented a new experiment before the world. While living as a minority in the country, they not not only retained their identity and protected their faith, but also set an example of amicable living with their neighbours, besides working in the interest of their country.

All the foreign Islamic scholars praised the contribution of Indian Islamic scholars, particularly Maulana Syed Abul Hasan Ali Nadvi, rector of Darul-Uloom Nadvatul Ulema and said his scholarly contribution is immeuse and invaluable to the Muslim world.

The conference passed resolutions to denounce Qadiyani sect as anti-Islam and decided to work to check the spread of distortion in Islam. The conference decided to fully utilise the services of Internet, television and radio in countering propaganda against the end of the prophethood, and also suggested for creating a fund for the purposes of fighting anti-Islamic propaganda. — HT

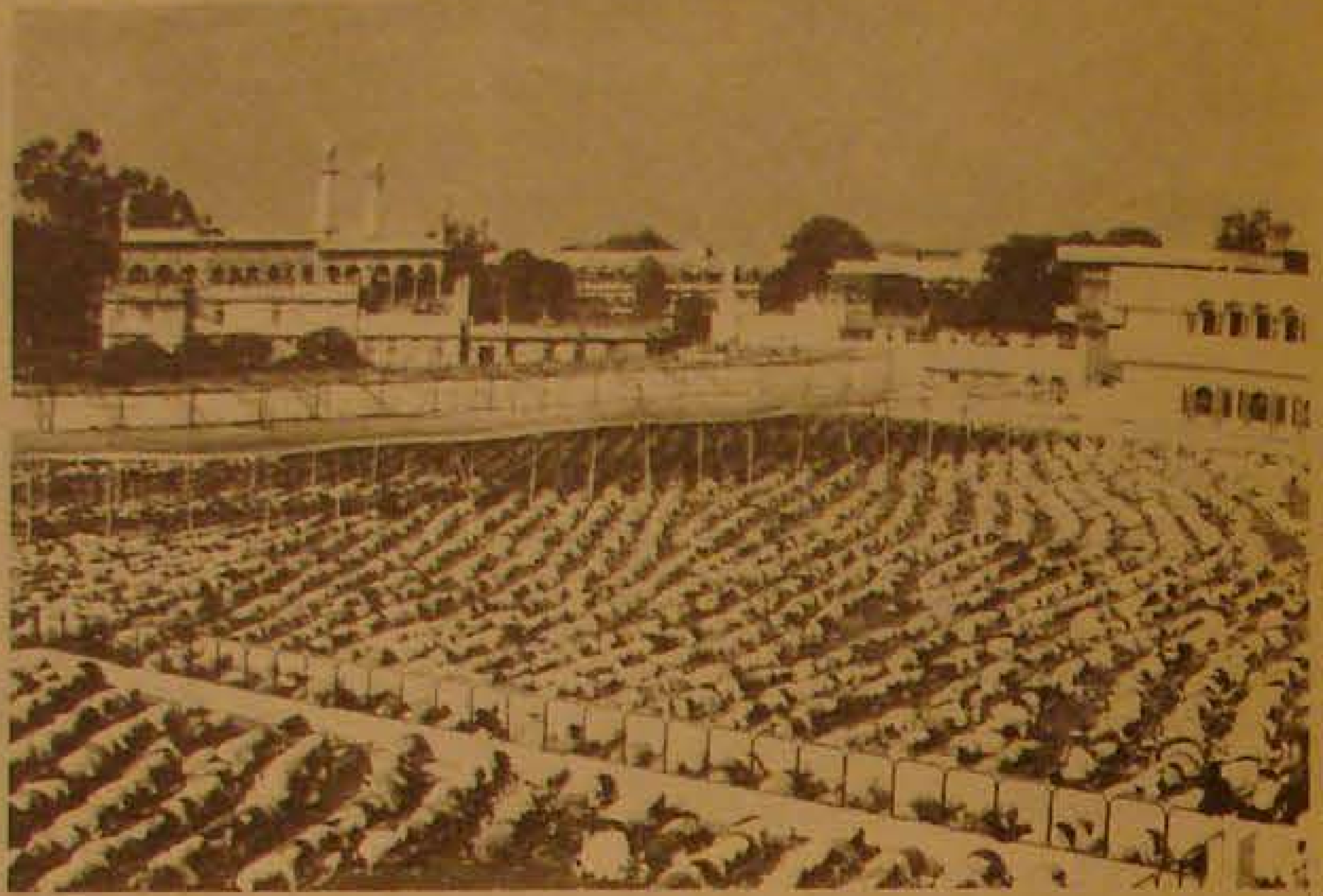

Fund mooted to counter anti-Islamic propaganda

HT Correspondent
Lucknow

A proposal to set up a fund to counter anti-Islamic propaganda being unleashed by the detractors of Islam was mooted on Thursday at the international conference of Muslim intellectuals at Darul Uloom Nadwatul Ulema in the city.

A number of prominent dignitaries of the Islamic world took part in the day's deliberations of seminar which concluded on Thursday. The chairman of Hurriyat Conference Mirwaiz Umar Farooq stressing the importance of religion said that it was the only thread which linked people all over the world and united them into a common bond. He said that people of Kashmir had already waged a war against the Qadiyanis.

Maulana Yaqub Ismail of United Kingdom stated that a big chunk of the Muslim community deviated from the true path as ordained in the Quran, the religious book of the Muslims. Maulana Abdullah Mugisi of Merrut emphasised the obligation of elders in instilling the values of Islam among their offsprings.

Several important resolutions regarding propagation and dissemination of the true spirit and message of Islam in the entire world were unanimously passed in the two-day conference.

It was agreed by the participants that with the aid of audio-visual media and assistance of modern communication services like Internet, Muslim intellectuals should make an effort to hit back at those indulging in a vilification campaign against Islam. To impart education and inculcate the significance of religion among its followers, especially the younger generation, regular seminars and programmes should be organised in Muslim countries.

An appeal was also made on the ocassion to the affluent and wealthy people of the community to donate generously in setting up educational institutions for Muslims and provide scholarship to deserving and meritorious students. A summary of the resolutions approved by the conference was read out by Maulana Abul Hasan Ali Nadwi, a renowned Islamic scholar and rector of Nadwa.

Besides, the Imam-e-Azam of Harmain Sharief, Mr Abdullah Al-Subbail and Dr Saleh Abdullah, vice-chancellor of Madina University in Saudi Arab, a number of Muslim intellectuals from Malaysia, Saudi Arab, United Kingdom, Egypt and Turkey took part in the seminar.

Mr Abdullah Al-Subbail will lead afternoon prayer at Nadwa on Friday.

मुसलमान टोलियों में न बंटें व ईमान से न डिगें : अस्सुबैल

कार्यालय संवाददाता

लखनऊ, 12 नवम्बर। पवित्र मक्का शहर की मस्जिद के इमाम मोहम्मद बिन अब्दुल्लाह अस्सुबैल ने आज यहां दारुल उलूम नदवातुल उलेमा (नदवा) में आयोजित दो दिवसीय अन्तर्राष्ट्रीय दीनी और इल्मी तालीमी कान्फ्रेंस का उद्घाटन किया। अपने उद्घाटन सम्बोधन में उन्होंने मुसलमानों का आह्वान किया कि वे इस्लाम विरोधी किसी भी प्रकार से प्रभावित न हों और टोलियों में बंटकर खुद को कमजोर न करें।

उन्होंने बताया कि हजरत मोहम्मद सफतीर पर और जोर देकर यह बता गये हैं तथा यकीन दिला गये हैं कि वही आखिरी नबी व पैगम्बर हैं। जो भी अब नबूवत और पैगम्बरी का दावा करता है वह पक्का झूठा है। उन्होंने तर्क दिया कि यह बताकर पैगम्बर हजरत मोहम्मद ने हमें इस संकट से उबार दिया कि आने वाले दिनों में कोई पैगम्बरी का दावा न करे। चूंकि उनको यह अन्देशा था कि हो सकता है कि भविष्य में कुछ लोग नबूवत के झूठे दावेदार पैदा हो जाएं। हजरत मोहम्मद फरमा गये हैं कि मैं नबियों के सिलसिले को खत्म करने वाला हूं और मेरे बाद कोई नबी नहीं होगा।

इमाम-ए-हरम ने कहा कि कुछ लोग मोहम्मद साहब के बाद नबूवत का दावा करते हैं, उनमें से एक मिर्जा गुलाम अहमद कादियानी भी थे। भारतीय उपमहाद्वीप के लोग उनके दावे के असर में भी आए। हालांकि उनका इस्तेमाल मुसलमानों को बांटने के लिए ब्रिटिश ताकतों ने किया लेकिन कादियानी के प्रभाव को कम करने में इस उपमहाद्वीप के इस्लामी विद्वानों ने ही काफी मेहनत भी की और इसके लिए इस्लामी परम्परा उन्हें याद रखेगी। इन विद्वानों ने नबूवत के खोखले दावे को उजागर किया और भटके हुए लोगों को सही रास्ता दिखाया।

درس حدیث

قسط نمبر ۱

کشتیٔ نجات

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی صدر شعبہ علامہ، اسلامک ٹیچرس ٹریننگ کالج، لکھنؤ
ترجمہ — شمس الحق ندوی

(۳)

خلا بولنے کی آزادی، ذاتی فعل و عمل میں آزادی، لکھنے کی آزادی کہ آدمی ذاتی طور پر جو چاہے بولے، جو چاہے کرے، جو جی میں آئے لکھے وہ اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا کردینا آزادی کے خلاف ہے۔ آزادی کی اس اصطلاح اور اس پر عمل کی آزادی نے ظلم و زیادتی، اہل زمانہ کے سر پر مار دھاڑ کے خوف و دہشت کی تلوار لٹکا رکھی ہے، آزادی کے اس تصور نے زبانوں پر تالے لگا دیئے ہیں، ظلم و سرکشی کے مقابلہ میں جو شخص حق بات کہتا ہے یا نیکی کی راہ بتاتا ہے وہ مستحق سزا قرار پاتا ہے۔

وہ تمام قرآنی آیات جن میں امر بالمعروف کا حکم وارد ہے، ایک ایسی مسلم سوسائٹی میں رہنے والے مسلمان کا موقف واضح کرتی ہیں جس میں اللہ کا قانون چلتا ہے گو اس میں بعض اوقات نہی عن المنکر میں حد سے تجاوز ہو جاتا ہے اس مسلم سوسائٹی میں جب گناہ ہونے لگتا ہے تو بندۂ مومن نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے روکتا ہے، اور بعض شکوک ہو تو ان پر بھی اس کی دینی غیرت وحس تیز ہو جاتی ہے اور وہ جوش میں خلاف ضابطہ اقدام بھی کر بیٹھتا ہے۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کا قصہ اسی دینی غیرت کی ایک مثال ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شام کی گورنری کے زمانہ میں عبادہ بن الصامت شام میں مقیم تھے۔ حضرت اسماعیل بن عبید بن رفاعہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن الصامت جس زمانہ میں شام میں مقیم تھے ان کے سامنے سے شراب سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطار گذری، انھوں نے ان اونٹوں کو دیکھ کر پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ کیا یہ تیل ہے؟ بتایا گیا کہ نہیں یہ شراب ہے، جو فلاں شخص کے ہاتھ بیچی جائے گی، یہ سنتے ہی انھوں نے بازار سے چھری خریدی اور شراب کے تمام مشکیزوں کو پھاڑ ڈالا، اس زمانہ میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی شام میں مقیم تھے، جس شخص کی شراب تھی اس نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کہلایا کہ آپ اپنے بھائی عبادہ کو ہم سے روکیں گے نہیں؟ وہ صبح کو بازار جاتے ہیں اور ذمیوں کے مال کو برباد کر دیتے ہیں، اور شام کو مسجد میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہم لوگوں کو گالی دینے اور ہمارا عیب بیان کرنے کے سوا ان کا کوئی اور کام نہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ عبادہ کے پاس آئے اور کہا بھائی تمہارا امیر معاویہؓ کی حکومت میں کیا دخل، ان کو ان کی ذمہ داری پر چھوڑ دو۔ حضرت عبادہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو جواب دیا کہ کیا جب ہم لوگوں نے سننے اور اطاعت کرنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنے پر بیعت کی تھی تو آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ ان کا جواب سن کر حضرت ابو ہریرہؓ خاموش رہے۔ صاحب معاملہ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ عبادہ بن صامت نے شام کو ہمارے لئے ناساز گار بنا دیا ہے، یہ کتنا اچھا واقعہ ہے۔ یہ واقعہ صحابۂ کرامؓ کے معاشرہ کی تصویر کشی کرتا ہے وہ سبھی حضرات ایک کشتی کے سوار تھے جو نجات کے راستہ پر چل رہی تھی، اور اس کا ہر فرد کشتی کے صحیح سالم رہنے کا خواہش مند تھا، اس کی حفاظت و نگہبانی کا کوشاں رہتا تھا، اس واقعہ سے اختلاف و اجتہاد کی گنجائش نکلتی ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس علاقہ کے گورنر ہیں وہ مسلمانوں اور ذمیوں سبھی کے ذمہ دار ہیں اور سب کی مصلحتوں کا خیال رکھتے ہیں، حضرت عبادہ بن الصامت کبار صحابہ میں سے ہیں دینی غیرت سے بہرہ ور ہیں، انھیں اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں غفلت سے کشتی میں شگاف نہ ہو جائے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سنجیدگی و مصلحت اندیشی کا مزاج رکھتے ہیں حالات و ماحول کی رعایت کرتے ہیں، بالآخر یہ اختلافات خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں اور وہ عبادہ بن الصامتؓ کو مدینہ منورہ بلا لیتے ہیں اور اس حکمت عملی سے شام کی فضا پر سکون ہو جاتی ہے۔

یہ بات ایسے مسلم معاشرہ میں پیش آتی ہے جو اپنے کسی فرد کو اپنا حاکم بناتی ہے اور قرآن کریم کے احکامات کو اپنا قانون و حکم بناتی ہے اور یہ خصوصیت اس معاشرہ کی ہوتی ہے جو اپنا حاکم کسی مسلمان کو بناتا ہے اس ... اسلامی معاشرہ کے علاوہ دوسرے معاشرے جن میں خدائی قانون نہیں چلتا بلکہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین چلتے ہیں جو سب سے بڑی غلطی ہے اور جس کے نتیجہ میں دوسری تمام برائیاں پیدا ہوتی ہیں، اس وقت کے رائج اور پھیلے ہوئے نظاموں میں یہی بات پائی جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں برائی پر نکیر کرنے اور روکنے کے لئے اس قرآنی ارشاد

(باقی ...)

Scholars for war against anti-Islam forces

UNI
Lucknow

AN INTERNATIONAL conference of Islamic scholars here on Wednesday described the Qadiyani sect as a divisive force working against Islam and called for a decisive war against such forces.

The two-day conference, which is being graced by Imam-e-Azam of Haram Sharief, Saudi Arabia, Sheikh Mohammad bin Abdullah Al-Subhail, a revered personality and the Vice-Chancellor of Madina Mokarrama University, Dr Salleh Abdullah Al-Abood, is being attended by religious scholars from different countries, including Turkey, Indonesia and Malaysia.

A religious scholar and president of the All-India Muslim Personal Law Board, Maulana Syed Abul Hasan Ali Nadvi, also rector of Darul Uloom, Nadwatul Ulema, presided over the conference. The scholars prayed for the Muslims who have been fighting in the cause of Islam in Turkey.

The conference was of the view that it would be a guilt if the Muslims neglected their religion and did not fight back those who try to destroy it. The conference endorsed the Pakistan action excluding Qadiyanis from Islam.

The Imam-e-Azam of Haramain Sharief, Abdullah Al-Subhail, agreed with Maulana Ali Mian Nadvi's research that the Qadiyanis were the product of the Britishers to divide Muslims in order to weaken them, thereby warding off the challenge to their power in India wrested from Muslims. There was also a message from Mr Nekmatin Arabakan, Turkey's former Prime Minister ousted from power in an alleged western conspiracy. The Jews had also started assisting the Qadiyanis and it was not a matter of surprise that the place chosen for the headquarters is no other place than Tel Aviv, in Israel, the conference was told.

Maulana Ali Mian said Prophet Hazrat Mohammad was the last prophet and denial of this fact was nothing but kufr. Ali mian said Islam faced many a divisive tendency since its origin but the Qadiyanis were the most divisive and there was a need to give them a befitting reply. In this context, he said, he had authored a book to logically deny and denounce their thinking and notions, Ali Mian said.

He also maintained that the Islamic culture could not be understood without proper knowledge of Arabic. Maulana Syed Rabey Hasni Nadvi, principal of Darul-Uloom, Nadwatul Ulema, the host of the conference, in his speech said that forces in the world were spending their energy and resources to check the resurgence of Islam, but it was with the grace of Allah that they were getting little success. He stressed the need to fight them in a united manner and befitting way.

The proceedings of the conference were in Arabic but were translated into Urdu for the benefit of hundreds of those who had gathered from the far-flung areas of the country.

Imam's appeal to fight anti-Islamic forces

LUCKNOW: The imam of Masjid-e-Aqsa, on Thursday appealed to the ulema community to wage a relentless war against the anti-Islamic forces as the Muslim rulers had miserably failed the ummat (community). Sheikh Mohammad bi al-Siyan, who was the imam of Masjid-e-Aqsa in Jerusalem till its forcible occupation by Jews, said the community had lost hope in Muslim rulers and the their only hope was the ulemas (s.l.) who could wage a struggle to meet the rising challenges to Islam.

The Muslim umat was facing a number of challenges but some issues should be given priority. Return of Masjid-e-Aqsa from Israeli occupation and rehabilitation of Palestinian people in their homeland were two of these issues, he stressed.

Dwelling on issues related to Indian Muslims, the imam of Masjid-e-Aqsa said that India was a democratic country. The real test of the success of a democratic government was the degree of satisfaction the minorities have under it.

He expressed the hope that the Indian government will continue to uphold its commitment given under the constitution implemented in letter and spirit.

The two-day conference of Islamic scholars held at Darul Uloom, Nadvatul- Ulema was attended by several scholars including Imam-e- Azam of Haram Sharief Sheikh Mohammed Bin Abdullah al-Subhail, vice-chanceller of Madina University Dr Saleh Abdullah Al-Abood, Saudi government's deputy minister Sheikh Adhan Alazzan, former Jordanian minister Sharief Kamil al- Sharief, deputy secretary-general of Rabta-e-Aalami Islami sheikh Mohamm...

پر غور و فکر ضروری ہے اور اسی کی روشنی میں بھلائی کی دعوت دینے کی ضرورت ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾۔

اس لئے کہ ایسی منکرات کے دور کرنے کی فکر میں اپنی جد و جہد کو ضائع نہ کرنا چاہئے جو پہلی منکر یعنی خدائی قانون پر عمل نہ کرکے انسانی قوانین پر عمل کے برے نتیجہ کے طور پر وجود میں آئی ہیں اسی صورت میں حکمت عملی ہی کے ساتھ خیر کی دعوت دینا چاہئے۔

اس لئے کہ جب انھوں نے حکم خداوندی کو مانا ہی نہیں۔ تو اب جو برائی بھی وہ کر رہے ہیں اس سے کس بنیاد پر روکیں گے اور ان کے برے اعمال کو کس پیمانے سے ناپیں گے کہ ان سے کہیں یہ بات بری ہے اس سے بچو؟ جب صورتحال یہ ہو تو حکمت عملی ہی سے کام لینا چاہئے ان انسانی اور فطری اقدار ہی کو ابھار کر کام لینا چاہئے جو عام انسانوں میں بھی تسلیم شدہ ہیں اور اسی پیمانے سے برائی اور بھلائی کا فرق کرتے ہیں یہ اقدار کہاں سے حاصل ہوتی ہیں؟ ایسے ہی وقت اللہ تعالی کے ارشاد "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ" کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے ایسے حالات میں سوجھ بوجھ اعتدال و توازن کا انداز اپنانا ضروری ہوتا ہے، اور ایسے سیاسی اتحاد و تنظیموں کے قیام کی ضرورت ہوتی ہے، جو ایک دوسرے کو سہارا دیتی ہیں اور کتاب و سنت کی روشنی میں چلتی ہیں۔ اور اپنے لوگوں کو اختلاف اور باہمی جھگڑوں سے بچاتی ہے اور ان کو حکمت اچھی نصیحت اور عمدہ اسوہ اپنانے کی طرف متوجہ کرتی ہے" اور یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب شریعت خداوندی کو اس کا سرچشمہ مانا جائے اس لئے کہ صرف شریعت ہی لوگوں کو جوڑتی اور بچا کرتی ہے، اور خواہشات پر کنٹرول کرتی ہے لیکن جب لوگ قانون خداوندی سے دور ہوتے ہیں تو پھر ہر شخص اپنی خواہشات نفسانی کا غلام ہوتا ہے اور لوگوں کی خواہشات قانون کی پابند نہیں ہوتیں، ایسے ہی یہ جماعتیں اور مختلف قوموں کا باہمی اتحاد بھلے افراد اور مصلحین تیار کرتا ہے اور امت کے اندر مصلحین کا پایا جانا امت کے امن و اطمینان اور عمومی ہلاکت سے بچاؤ کا کام کرتا ہے، اگر امت میں مصلحین کی یہ قسم نہ پائی گئی خواہ امت میں صالح افراد موجود ہی کیوں نہ ہوں، اللہ کا عذاب پوری امت پر آئے گا اس میں نیک و بد کی تمیز نہ رہے گی، اس لئے کہ نیک لوگوں نے برائی پر نکیر کرنے سے اور روکنے سے خاموشی اختیار کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خدائی حکم کو پس پشت ڈالنے کا ارتکاب کیا، لہٰذا یہ بھی عذاب کی سزاوار قرار پائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرہ بالکل کشتی کے سواروں کی طرح ہے، جو لوگ کشتی کے اوپری حصہ میں ہیں وہ اگر نچلے حصے کے لوگوں کو کشتی میں سوراخ کرنے [illegible] نہیں گے کہ یہ شخصی آزادی ہے انہیں اختیار ہے جو چاہیں کریں تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ کشتی ڈوب جائے اور پورا معاشرہ ہلاک ہو جائے گا، اور اگر اوپر کے لوگوں نے نیچے کے لوگوں کا ہاتھ پکڑ لیا اور کشتی میں سوراخ کرنے سے منع کیا اور کہا کہ ایسی شخصی آزادی نہیں دی جا سکتی جس سے پورا ملک تباہ ہو، اس شخصی آزادی سے روکنے کے نتیجہ میں سبھی لوگوں کی جان بچ جائے گی، یہی حال معاشرہ کا ہے کہ جو لوگ اللہ کے حکموں کو توڑتے ہیں، وہ اپنی بدعملی کے ہتھوڑے سے معاشرہ کی کشتی میں سوراخ کرتے ہیں، اب اگر مصلحین ان کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور انھیں معاشرہ کو نقصان پہونچانے سے روکتے ہیں تو سب کے سب نجات پائیں گے، اس کے برعکس اگر مصلحین نے ان کو ان کی کجروی پر چھوڑ دیا ان پر نکیر کرنے کا کام دوسرے پر ٹالا تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے

۱۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا مسلمانوں کے اس باہمی تعاون و ایک دوسرے کی خبرگیری کا ایک حصہ ہے، جس کو اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کی کفالت کرتے ہیں ان کے کام آتے ہیں مثلاً مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ سب لوگ بھر پیٹ کھانا کھا رہے ہوں اور وہیں ایک مسلمان فاقہ کر رہا ہو۔

۲۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا فکری و اخلاقی خرابی میں مبتلا ہونے سے بچانے کا ضامن ہے، فکر و اخلاق کا یہ بگاڑ معاشرہ کے اندر جراثیم کے ذریعہ پھیلنے والی بیماریوں کے خطرہ سے کم نہیں بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، خدائی پکڑ اور عذاب سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے جو ایسے معاشروں پر نازل ہوتا ہے جن میں فساد و بگاڑ پھیل جاتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینے والے معاشرہ کو بھی اس طرح سزا دیتا ہے کہ اس پر کسی باہر کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو انھیں تکلیف پہونچاتا ہے اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیتا ہے، جیسا کہ اندلس میں پیش آیا کہ جب اہل اندلس میں برائیاں پھیل گئیں اور ان سے روکنے والے نہ رہے تو مسلمانوں کی عزت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ نے ان کو اپنے ظلم و جور کا نشانہ بنایا۔

۴۔ جب مسلمان اپنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعار چھوڑ دیتے ہیں اور ان پر خدائی

مجھے ہر حال میں ساقیٔ کوثر یاد آتے ہیں

حضرت مولانا قاری صدیق احمد ثاقب باندویؒ

نہ صہبا سے مجھے رغبت نہ ساغر یاد آتے ہیں ... مجھے ہر حال میں ساقیٔ کوثر یاد آتے ہیں
مخالف جب سناتا ہے مجھے آزار کی باتیں ... مقدس ذات پر طائف کے پتھر یاد آتے ہیں
کسی مجلس میں جب ذکر رسول پاک ہوتا ہے ... مجھے خاصان اصحاب پیمبر یاد آتے ہیں
شب ہجرت کا نقشہ جب بھی مجھ کو یاد آتا ہے ... نبی کے ہم سفر صدیق اکبرؓ یاد آتے ہیں
کبھی ایوان باطل میں جو ہلچل ہونے لگتی ہے ... عمر فاروقؓ کے اس وقت تیور یاد آتے ہیں
وہ ذوالنورین کا عثمانؓ نے پایا لقب جب سے ... ہمیں اس وقت سے عثمانؓ برابر یاد آتے ہیں
ہماری بزدلی تبدیل ہو جاتی ہے جرأت سے ... جو خیبر یاد آتا ہے جو حیدرؓ یاد آتے ہیں
خدا کی راہ میں جب بھی کوئی ہم کو ستاتا ہے ... بلالؓ و یاسرؓ و سلمانؓ و بوذرؓ یاد آتے ہیں
کرم ہے جن کے منزل تک رسائی ہو گئی ثاقبؔ
مجھے راہ صداقت کے وہ رہبر یاد آتے ہیں

مار پڑنی شروع ہو جاتی ہے تب وہ اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دعا شروع کر دیتے ہیں لیکن اس وقت اللہ تعالی ان کی دعا نہیں قبول کرتا، جیسا کہ حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرتے رہو ورنہ اللہ تعالی تم پر اپنا عذاب بھیج دے گا پھر تم دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی)۔

۵۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی کرنا معاشرہ کے اندر معاشی مسائل پیدا کر دیتی ہے، معاشرہ فقر و تنگی میں مبتلا ہو جاتا ہے، باوجودیکہ معیشت کے آسان ذرائع اور وسائل موجود ہوتے ہیں، یہ مشکلات بعض اسلامی آبادیوں میں اس درجہ کو پہونچ گئیں کہ ان پر ترس آتا ہے اور یہ ایسے وقت ہوتا ہے جبکہ ان کے پاس ان مشکلات کا ازالہ کرنے کے ذرائع موجود ہوتے ہیں لہ

۶۔ اسلامی معاشرہ دو قسموں میں بٹا ہوتا ہے۔ ایک وہ قسم ہوتی ہے جس کو قرآن کریم "وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ" (مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ (سورہ توبہ))

دوسری قسم وہ ہے جس کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ "وَالْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ" (سورہ توبہ ۶۷) (منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں کہ برے کام کرنے کو کہتے اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں)۔

ان دونوں قسموں میں سے جس کی کثرت و زیادتی ہوتی ہے وہی معاشرہ کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے، اسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا معاملہ ہے جس پر امت کی اسلامی روش و شناخت مرتب ہوتی ہے۔

۷۔ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے نہایت ہی بلیغ، آسان اور قابل فہم مثال ہے جنھوں نے آزادی کا غلط مطلب سمجھا اور اس ہنگامہ خیز دنیا میں اپنی خواہشات و رجحانات کے پیچھے چل پڑے، دوسری مثال ان لوگوں کی سامنے آجاتی ہے جو برائی دیکھ کر اس سے نظر پھیر لیتے ہیں اس کے ازالہ کی کوشش نہیں کرتے۔

۸۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب میں سے ہے کہ داعی میں ذیل کی صفات پائی جاتی ہوں (۱) علم (۲) حلم (۳) صبر (۴) عدل اچھے اخلاق اور حکمت، حکمت کا لفظ ایسا ہے کہ اپنے اندر بڑی باریکی و گہرائی رکھتا ہے، جس طرح کا ماحول اور وقت کے تقاضے ہوں گے اسی کی رعایت کرتے ہوئے حکمت عملی اپنائی جائے گی۔

حدیث کا فقہی پہلو

اس پر تمام اہل علم متفق ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض عین یا فرض کفایہ ہے ابن حزم کی رائے ہے کہ ابو سعید کی حدیث مرفوع "تم میں سے جو شخص بھی برائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے الخ" امر بالمعروف فرض عین ہے، جمہور اہل علم کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور یہی زیادہ قرین قیاس و مطابق نص قرآنی ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔

(سورہ آل عمران ۔ ۱۰۴)

جَبُرواختیار

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ

ثواب وعذاب، نیکی وبدی، خیر وشر۔ اس دنیا میں جو کچھ ہے سب کی بنیاد انسان کی قوت انتخاب اختیار ہی پر ہے اس بنیادی و مرکزی حقیقت کو ذہن میں اتار لیا جائے۔ اگر انسان میں یہ قوت موجود نہ ہو تو وہ مجبور ہے کہ فلاں متعین راستے ہی کو اختیار کرے اور اس صورت میں انسان اور ایک بے جان مشین بالکل برابر ہیں اور جب انسان سلب ارادے کے بعد مشین کی طرح بے بس و مجبور ہوگیا تو اب اس کے لیے نیکی، بدی، ثواب وعذاب خیر وشر کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے، جیسے کوئی متقی کرسی اور صالح دیوار اور نیک میز کوئی معنی ہی نہیں رکھتی۔ جانوروں، چھوٹے بچوں، پاگلوں پر کوئی سوال وجواب اسی لیے تو نہیں کہ وہ ارادے سے معریٰ اور قوت انتخاب سے محروم ہیں۔

اب اگر اللہ ہر انسان کو ہدایت لازمی طور پر دے رہا ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ بندے سے اس کا ارادہ واختیار چھن گیا۔ وہ ہدایت کی متعین راہ کے لیے مجبور ومضطر بنا دیا گیا اور بدی کی صلاحیت ہی اس سے سلب کرلی گئی، اس صورت میں نیکی، نیکی باقی ہی کب رہی؟ وہ تو سانس لینے اور حرکت قلب کی طرح ایک اضطراری اور لازمی چیز جزو زندگی بن گئی۔

پھر ذرا اس کو بھی ذہن کے سامنے لے آئیے کہ عملاً یہ صورتحال اس دنیا میں ممکن کیونکر ہے؟ جب کوئی ظالم ومظلوم سرے سے باقی ہی نہ رہا تو دادرسی کس کی؟ اور فیصلہ کس کے درمیان ہوا؟ عدالتیں کچہری کوئی بھی باقی رہ سکیں گی؟ — جب کوئی چور ڈاکو، لٹیرا، قاتل، زناکار، جعل ساز، وغیرہ پایا ہی نہ جائے گا تو گواہ، قاضی، پولیس، فوج میں سے کسی چیز کا بھی وجود رہ سکے گا؟ حاکم ومحکوم، افسر وماتحت کے سارے ہی امتیازات فنا ہوجائیں گے۔ اور جیل اور شفاخانے کی طرح جنت ودوزخ سب کا وجود بے کار ہی ہو کر رہ جائے گا۔ پیغمبروں کی بعثت، کتب آسمانی کا نزول، ان کی شرح وتفسیر واعظوں کا وعظ، عالموں کی تبلیغ سب تحصیل لاحاصل کے درجے میں ہوں گی اس لیے کہ ہر شخص لازمی طور پر ہدایت یاب ہی ہوگا۔ غرض لزوم ہدایت کے فرض کے بعد عقل انسانی میں ہرگز نہیں آتا کہ دنیا کا نقشہ کیا سے کیا ہو کر رہے گا۔

سارا دھوکا مشیت خداوندی کے درمیان فرق نہ کرنے اور دونوں کو ایک سمجھ لینے سے پیدا ہوگیا ہے۔ پہلی چیز مرادف ہے علم خداوندی اور اس کے مطابق نقشہ تکوینی کے اور دوسری چیز مرادف ہے مرضیات الٰہی اور ہدایات تشریعی کے۔ دونوں چیزیں بالکل الگ الگ ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے نہ معارض ومنافی ہیں نہ ایک دوسرے کی شریک ومعین، نہ باہم مل جل کر رہنے والی، نہ باہم لڑ بھڑ کے، بلکہ ایک دوسرے کے متوازی اپنے اپنے خطوط پر چلنے والی۔

اب یہاں پہنچ کر مثال کے لیے ایک طبیب حاذق کو سامنے لائیے۔ اس کا علم بھی کامل اور اس کے نسخے بھی بے خطا۔ مریض سے وہ بار بار تاکید بلا پرہیز واحتیاط کی کرتا ہے، لیکن چونکہ خوب واقف ہے کہ مریض ان ہدایتوں پر عمل نہیں کر رہا ہے اس لیے ہلاکت یقینی ہے اور اس انجام کی پیش گوئی بھی وہ جزم ویقین کے ساتھ کردیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس انجام میں طبیب کی مرضی یا خواہش کو مطلق دخل نہیں بلکہ یہ انجام تو عین اس کی مرضی کے خلاف اور اس کی عدول حکمی کا ثمرہ ہے۔

اللہ کا حکم اور اس کی رضا یہی ہے کہ ہر بندہ توحید وعمل صالح اختیار کرے، لیکن اپنے علم کامل سے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو بندہ اپنی قوت ارادی وانتخاب کے غلط استعمال سے راہ شرک ومعصیت پر چلے گا اس کا انجام جہنم ہی ہے۔ یہ نتیجہ اللہ کی مرضی اور تعمیل احکام کے عین خلاف اور اس کے قانون تکوینی ومشیئی کے ماتحت ہوگا۔

خدا اور رسولؐ کی رحمت

ایک صاحب نے سوال کیا: "بہت دنوں سے میرے خیال میں یہ شبہ ہو رہا ہے کہ رسول اللہؐ تو پوری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے تو پھر کفار کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی۔ بہت سے لوگوں سے پوچھا، مگر کوئی مطمئن نہ کرسکا" — تعجب ہے کہ اس سے پہلے اور بہت پہلے آپ کے ذہن میں یہ سوال کیوں نہ آیا، کہ اللہ میاں تو رحمٰن ورحیم ہیں بلکہ اپنے کو ارحم الراحمین کہلاتے ہیں مگر پھر یہ کیا ہے کہ دنیا میں ہر طرف کشت وخون، لوٹ مار، ظلم وتعدی جاری ہے! درندوں اور جنگلی، وحشی جانوروں کو چھوڑیئے خود عالم انسانیت میں کس قیامت کی سفاکی وشقاوت آج سے نہیں، اول روز سے برپا ہے۔ کتنے خون ناحق ہر روز ہوتے ہیں، کتنے مظلوم ہر وقت چیختے چلاتے رہتے ہیں۔ کتنی سہاگنیں ہر روز بیوہ اور کتنے بچے ہر وقت یتیم ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب آخر کیا ہے اور اس عالمی خلفشار ورستخیز کو رحمت کامل سے کیونکر تطبیق دی جائے۔ — ہے یہ کہ ہم مشاہدۂ انسانی کی کمی اور انتہائی محدودیت کے باعث رحمت کامل کا مفہوم سرے سے غلط سمجھتے ہیں۔ اگر مشاہدہ کامل ہوتا اور نگاہ

(باقی ص۵۱ پر)

مطالعہ کی میز

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : روشن افکار
مصنف : حفیظ محمود بلند شہری
صفحات: ۱۴۴، سائز $\frac{18 \times 22}{8}$، قیمت ۱۲۵/- روپئے
ملنے کا پتہ: حفیظ محمود بلند شہری $\frac{58}{132}$ نہرو گنج سرائے خواجہ آگرہ انڈیا

قدرت کی طرف سے اگر کسی کو شعر وادب کا صاف ستھرا ذوق ملا ہو۔ اور الفاظ، اسلوب اور زبان وبیان پر اس کو کسی حد تک عبور بھی حاصل ہو تو اس کے قلم اور کلام میں علم وادب کی چاشنی عقل وشعور کی پختگی اور افکار وخیال میں اسلامی رنگ وآہنگ کی ایسی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے جس کے نقوش ذہنوں میں تادیر قائم رہتے ہیں۔

اسی صالح ادب اور روشن افکار کی روشنی میں جناب محمود بلند شہری نے "روشن افکار" کو آراستہ کیا ہے۔ ان کی شاعری نہ صرف زندہ رہنے والی ہے۔ بلکہ وہ زندگی گذارنے کا سلیقہ بھی سکھاتی ہے جو جمال وجلال کے ساتھ ساتھ صوری حسن کا بھی پر وقار نمونہ ہے۔

زیر نظر کتاب کی ابتدا حمد رب ذوالجلال سے ہوتی ہے، اس کے بعد نعتوں پر مشتمل بہت سے صفحات ہیں جن کو پڑھ کر ملی شعور بیدار ہوتا ہے، کتاب میں ملی مسائل پر فکری اور اصلاحی غزلیں اور نظمیں بھی ہیں۔ حمد کا حق ادا کرنا ہے کہ نطق انسانی کے بس کی بات نہیں ہے۔ حفیظ صاحب کے حمدیہ اشعار سے ان کی پرواز کی بلندی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ؎

سمندروں کی حدود پر ہے زمیں کے ساکت وجود پر ہے
عیاں جبل کے جمود پر ہے الٰہی جاہ وجلال تیرا

نعت کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تیرے شعر، یہ لہجہ، یہ گفتگو کیا ہے
حفیظ فیض محمدؐ ہے ورنہ تو کیا ہے

حمد ونعت کے علاوہ بھی حفیظ محمود بلند شہری کی شاعری کا اکثر حصہ اسلامی، ملی اور اصلاحی شاعری پر مشتمل ہے جس میں فکر ہے احساس ہے، امید ہے، حوصلہ ہے، اور مسائل کا حل بھی نظر آتا ہے، ملاحظہ ہو ؎

اسی احتیاط سے کام لے جو طبیب روح بتا گئے
وہ تری حیات کا راز ہے وہ ترے مرض کا علاج ہے

الٰہی فہم کامل قوم کے ہر فرد کو دے دے
فقط کچھ لوگ سمجھے ہیں ابھی سود وزیاں دینا

اللہ تعالیٰ اس مجموعۂ کلام "روشن افکار" کے ذریعہ اہل قلم اور صاحبان علم وادب کی فکروں کو روشن کردے۔

بقیہ: جبر واختیار

اس درجہ محدود نہ ہوتی تو اس لامحدود مسلسل کائنات کے ایک ایک جزیہ کو نظر کے سامنے لے آتے اور ہر کڑی کا ربط واضح طور پر دوسری کڑی سے دیکھ لیتے اور اس وقت کوئی چیز بھی ناگوار اور خلاف رسولؐ کی رحمت بھی خدا کی رحمت سے الگ نہیں، رحمۃ للعالمینؐ کے معنی ہی صرف یہ ہیں کہ ہر موقع رحم پر آپ کا برتاؤ رحم ہی کا رہا۔ اور ہر دو عالم کے لیے آپ کا وجود باعث برکت وموجب رحمت اور وجہ فضل رہا اور سارے عالم کو فلاح وبہبود ہدایت کا راستہ آپ ہی کی ذات سے ملا۔ یہ مراد نہیں کہ آپ نے موقع بے موقع کا کوئی لحاظ ہی نہ رکھا اور اندھا دھند شیر اور بکری، سانپ اور چیونٹی اور سنکھیا اور شہد کے ساتھ ایک ہی معاملہ رکھا، ڈاکٹر نشتر بھی لگائے گا ہاتھ پیر بھی کاٹے گا طبیب مسہل بھی دے گا۔ فاقہ بھی کرائے گا۔ کڑوی سے کڑوی دوا بھی پلائے گا۔ باپ لڑکے کی تادیب کے لیے سزا بھی دے گا۔ اور یہ سب کچھ محبت، شفقت اور رحم ہی کے تحت ہوگا، ظلم وبے رحمی کا اطلاق ان میں سے کسی ایک موقع پر بھی نہ ہوگا۔

عام حالات اور ذاتی معاملات میں آپ کا برتاؤ انسان تو انسان جانوروں تک کے ساتھ شفقت ومہربانی کا رہا۔ آپ کی ہمدردی، نرم مزاجی، چشم پوشی، کریم النفسی، دشمنوں تک کو مسلّم تھی لیکن جب موقع سختی کا آپڑا۔ اور بجز کڑوے آپریشن کے کوئی صورت مریض کے اور سارے عالم کی فلاح وبہبود کے لیے نہ رہ گئی تو حکم الٰہی سے آپؐ نے جہاد وقتال بھی کیا تاکہ دنیا کی راہ سے فساد دور ہو اور امن کی راہ کل عالم کے لیے کھل جائے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ (البقرہ ۲:۱۹۳) "تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہوجائے"۔

سوال وجواب

❊ محمد طارق ندوی ❊

س:۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافروں کو کافر نہ کہو کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:۔ قرآن کریم نے تو کافروں کو کافر کہا ہے۔

س:۔ کیا کوئی مسلمان جان بچانے کی خاطر کسی کافر سے خون لے سکتا ہے؟

ج:۔ ہاں لے سکتا ہے۔

س:۔ کیا کسی قادیانی کے یہاں کھانا کھا سکتے ہیں؟

ج:۔ اگر جائز کمائی ہے تو کھا سکتے ہیں۔

س:۔ گھر میں تنہا نماز پڑھنے والا اقامت کہے یا نہیں؟

ج:۔ مکان میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے مسجد کی اقامت کافی ہے۔

س:۔ بعض لوگ جمعہ کے خطبے کے وقت پنکھا جھلتے رہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ شدید مجبوری اور گرمی وغیرہ ہو تو پنکھا استعمال کرنا درست ہے۔

س:۔ مدرسہ میں کچھ ایسے بچے ہیں جو نہ فیس دے سکتے ہیں نہ کتابیں خرید سکتے ہیں کیا ان کو صدقۂ فطر وزکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ بچے مستحق زکوٰۃ ہیں تو ان کو صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں۔

س:۔ پہلی رکعت میں سورہ حشر کا آخری رکوع اور دوسری رکعت میں سورہ بقرہ میں سہواً ایک جگہ پڑھا تو کیا نماز کا لوٹانا ضروری ہے یا نماز ہوگئی؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں جبکہ سہواً ایسا ہوا ہے تو بلا کراہت نماز درست ہوگئی نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

س:۔ کیا ممبر پر مائک رکھ کر اذان دینا مکروہ ہے؟

ج:۔ مائک ممبر پر رکھ کر اذان دینے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

س:۔ ایک شخص کا نکاح مسجد میں ہوا مگر مسجد میں فوٹوگرافی اور نکاح کی پوری V.D.O. فلم تیار ہوئی ہے یہ عمل کیسا ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں نکاح مسجد میں مسنون ہے مگر دیگر امور مثلاً فوٹوگرافی اور نکاح کی فلم ناجائز ہیں، ایسا کرنے والے شدید گنہگار ہوئے انھیں توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ ایسے شنیع افعال سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

س:۔ مسجد سے ملحق ایک کمپلکس تیار ہو رہا ہے، چار منزل بن چکا ہے دو منزل بننا ہے مسجد کی شناخت ختم ہو جائے گی کیا ایسی صورت میں مسجد سے اونچا کمپلکس تیار کروا سکتے ہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے لیکن ایسا کیا جا سکتا ہے کہ کمپلکس بنوانے والا مسجد کی تعمیر ایسے طریقہ پر کرائے کہ اس کی شناخت اور اس کا امتیاز باقی رہے۔

س:۔ کیا مسافر ظہر، عصر اور عشار کی قضاء نماز مقیم کے پیچھے پڑھ سکتا ہے؟

ج:۔ مسافر کا مقیم کے پیچھے سفر کی حالت میں قضاء نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے اوپر دو رکعت فرض تھیں نہ کہ چار رکعتیں۔

حکیم محمد عرفان الحسینی (کلکتہ) کی اہلیہ کی وفات

۲۹ر اکتوبر ۹۶ء بعد نماز عشاء مولانا حکیم محمد عرفان صاحب حسینی کی فرزند ارجمند حضرت مولانا حکیم محمد زماں حسینی مدظلہ ساکن کلکتہ کی اہلیہ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا محفوظ الرحمن نامی مرحوم کی صاحبزادی کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ مرحومہ غیر معمولی دیندار، مہمان نواز، اور لوگوں کی خدمت کرتی تھیں اس حادثہ فاجعہ کا خاندان حسینی پر بہت اثر ہے۔

● معہد سیدنا ابوبکر صدیقؓ (مدرسہ اسلامیہ) سبیت لکھنؤ شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک کارکن جناب حافظ رحمت علی صاحب کے والد ماجد کرامت علی صاحب کا ۸۵ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد ۱۸ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کی کوشش سے جبرالٹر (جبل الطارق) کی پہاڑی پر ایک مسجد، مدرسہ، لائبریری اور تحقیقی مرکز قائم کر دیا گیا ہے۔ جبرالٹر میں ٹھیک اس مقام پر جو جبل الطارق کہلاتا ہے جہاں حضرت طارق بن زیادؒ مجاہدین اسلام کے ساتھ علم دین کی روشنی لے کر پہونچے اس کے بعد مجاہدین اسلام نے یورپ میں داخل ہوکر علم کی روشنی پھیلائی جس سے یورپ آج تک فائدہ اٹھاتا چلا آرہا ہے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس وقت جبرالٹر پر ایک قصبہ آباد ہے جس کی آبادی تقریباً ۳۰ ہزار ہوگی اس میں مسلمانوں کی تعداد ۳ ہزار ہے اس مسجد، لائبریری اور تحقیقی مرکز کے قیام کے بعد مسلمانوں کے علاوہ ان عیسائی نوجوانوں کو جو یورپ کی مادہ پرستی سے اکتا چکے ہیں تحقیق کرکے اسلام اور اہل اسلام کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

● امریکہ کی میدانی فوج میں مقصود علی خاں کو امام مقرر کیا گیا ہے وہ امریکی فوج میں امام کے عہدے پر مقرر کیے جانے والے تیسرے شخص ہیں ان کو امریکہ کی میدانی فوج میں شامل تقریباً دس ہزار مسلمانوں کی امامت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

● ہندوستان کے سابق وزیر مالیات ڈاکٹر منموہن سنگھ کی تجویز ہے کہ ملکی بینکوں کو اپنے یہاں ایسے کاؤنٹر کھولنے چاہئیں جن پر اسلامی اصولوں کے مطابق لین دین کیا جا سکے تاکہ وہ مسلمان جو سود سے بچنا چاہتے ہیں بینک کی طرف زیادہ راغب ہوسکیں اپنی اس رائے کا اظہار انھوں نے دہلی میں "عصر حاضر کے معاشرتی نظام اور ہندوستانی مسلمان" کے موضوع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا، اسلامی بینکنگ کی بنیاد جیسا کہ ماہرین جانتے ہیں باہمی تعاون ایک دوسرے کی خدمت اور نفع ونقصان میں برابر کی شرکت کے نظریہ پر رکھی گئی ہے جب کہ مروجہ سودی نظام معیشت ایک استحصالی نظام ہے یعنی قرضدار کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا نام ہے یہاں مقصود موازنہ نہیں ہے صرف اس امر پر مسرت کا اظہار مقصود ہے کہ ملک کے ماہرین معاشیات کو اسلامی بینکنگ کی اہمیت کا احساس ہو رہا ہے لہٰذا اس سلسلے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے علمائے کرام اور مسلم ماہرین معاشیات کو بھی اس پر خاص نظر رکھنی ہوگی۔

● جرمنی کے صدر اپنی بھاری بھرکم شخصیت کی بدولت جرمنی کے علاوہ مغربی یورپ کے تمام ملکوں میں مرد آہن تصور کئے جاتے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے معاملہ میں بھی وہ کچھ سخت گیر واقع ہوئے ہیں مگر اب ان کو اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں نرم روی اختیار کرنی ہوگی کیونکہ ان کے ایک صاحبزادہ نے مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے جس نے امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے ترکی کی ایک مسلمان طالبہ سے شادی پر بضد ہے اس غرض سے وہ اسلام قبول کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر چکا ہے۔

CONSTRUCTIONS

BUILDERS & DEVELOPERS

اعلیٰ تعمیر۔ پرفضا مقام
بہترین جائے وقوع

اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دوکانوں کے لئے
تشریف لائیے

انٹرنیشنل ایرپورٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیرانائٹ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیری کام تیزی سے جاری ہے۔

آئیے
اور ٹوان کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے ——

Regd. Office :
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade,
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059.
Tel Fax 850 1150 - 850 3321 - 850 3227

دین کا متوازن تصوّر

عبادت و خلافت کی جامعیت

وہ کتاب جس کی رسم اجراء مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہ کے ہاتھ سے پٹنہ میں ۵ / اکتوبر کو ہوا۔

انیس چشتی

اردو زبان میں خالص فکری نظریاتی اور فلسفیانہ کتابیں کم لکھی جاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی کتابوں کے لیے اعلیٰ درجہ کی دانشوری درکار ہوتی ہے اور یہ وہ مقام ہے جس پر ہر شخص فائز نہیں ہوتا ہے ڈاکٹر محسن عثمانی ان معدودے چند مفکرین میں ہیں جن کو فکر انگیز تحریروں کے لکھنے کا سلیقہ بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے وہ صرف یونیورسٹی کے استاد نہیں بلکہ کاروان ادب کے راہبر بھی ہیں فکر کی گہرائی کے ساتھ قلم کی شگفتگی ان کا طرۂ امتیاز ہے ان کے خالص ادبی اور تنقیدی مضامین بھی کاروان ادب اور دوسرے رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محسن عثمانی کی کتاب ایک بے حد مشکل موضوع پر بے حد اہم کتاب ہے کتاب کا نام ہے "دین کا متوازن تصور" انھوں نے موضوع کا حق ادا کیا ہے اور اعتدال و توازن کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا، دین کی تعبیر و تشریح میں بسا اوقات بلند قامت شخصیتیں غلطی کر چکی ہیں کبھی سیاسی پہلو کو تناسب سے زیادہ اہمیت دے دی جاتی ہے کبھی اس کی رد عمل میں سیاست و حکومت کا یکسر انکار کر دیا جاتا ہے اور شریعت کے نفاذ کی تمام کوششوں کو مطعون کیا جاتا ہے ڈاکٹر محسن عثمانی نے اس مفکرانہ کتاب میں کسی کا نام لیے بغیر انتہا پسندی کے دونوں نمونے پیش کیے ہیں۔ اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان اعتدال اور توازن کا نظریہ پیش کیا ہے اور پھر اس نظریہ کو قرآن و حدیث اور سیرت کے واقعات سے مدلل کیا ہے اور اسی متوازن نظریہ کی تائید میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔

مصنف نے پوری کتاب میں نہ کسی شخصیت کو مجروح کیا ہے اور نہ کسی کا نام لیا ہے البتہ اگر قاری کا دینی کتابوں کا مطالعہ وسیع ہے تو وہ خود سمجھ جائے گا کہ کس مکتب فکر کی طرف اشارہ ہے مصنف کا قلم جارحانہ نہیں ہے بلکہ خیر خواہانہ اسلوب اس کتاب کی خصوصیت ہے کتاب کا معرکۃ الآرا حصہ اس کا یہی باب ہے جس میں نظریاتی اور فکری بحث شگفتہ ادبی انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس حصہ کی وجہ سے یہ کتاب فکر اسلامی کی ایک اہم کتاب بن گئی ہے کتاب کے دوسرے باب میں متوازن تصور دین یا خلافت راشدہ کے انداز کو (جو متوازن تصور دین کا عملی نمونہ تھا) باقی رکھنے کی جد و جہد کا تذکرہ ہے اس باب میں واقعہ کربلا خاص طور پر تفصیل کے ساتھ زیر بحث آیا ہے اموی دور اور عباسی دور میں احتساب کے نمونے بھی دیئے گئے ہیں جو بہت مؤثر اور مفید ہیں۔

کتاب کا تیسرا باب دور جدید کی اصلاحی کوششوں اور اصلاحی تحریکوں کے جائزے اور توازن کی تلاش پر مشتمل ہے اس باب میں مصنف نے خاص طور سے ہندوستان کی معروف جماعتوں اور تنظیموں کا فکری جائزہ لیا ہے انھوں نے مدارس اور خانقاہوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، بعض شخصیتوں کی انفرادی جد و جہد کو بھی نمایاں کیا ہے مصنف کا مقصود دینی جد و جہد کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرنا ہے مصنف کے قلم میں غیر معمولی اعتدال ہے اور شرافت و شائستگی کی خوشبو اور مہک پوری کتاب میں پھیلی ہوئی ہے۔

ایک مبصر نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ مصنف کتاب نے فکر کے غیر معمولی توازن کا غیر معمولی اظہار کیا ہے، در اصل یہ باب نمونہ ہے اس بات کا کہ ایک مسلمان کو مسلمان جماعتوں اور تنظیموں کے سلسلہ میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

کتابیں ہر روز اور ہر ہفتہ چھپتی ہیں لیکن اس معیار کی علمی وقیع اور مفکرانہ کتاب روز روز منظر عام پر نہیں آتی ہے کتاب اپنے مواد کے اعتبار سے جتنی اہم ہے قاضی پبلشرز دہلی نے جو نظام الدین ویسٹ میں واقع ہے اسی قدر اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے کتاب کا سر ورق نظر افروز ہے۔

مصنف نے طباعت سے پہلے کتاب کا مسودہ علماء اور دانشوروں کو پڑھنے کے لیے دیا تھا ندوۃ العلماء، دار العلوم دیوبند کے فضلاء اور تحریک اسلامی کے بعد دانشوروں نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا ہے ان تأثرات میں مصنف کے نقطۂ نظر کی حمایت اور تائید ہے۔ یہ تأثرات کتاب کے آخر میں شامل ہیں کتاب کا مقدمہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء نے لکھا ہے اس مقدمہ سے بھی مصنف کے متوازن نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے جن لوگوں کے تأثرات کتاب کے آخر میں موجود ہیں ان کے نام یہ ہیں مولانا عبداللہ عباس ندوی، مولانا طیب عثمانی، مولانا ظفیر الدین مفتاحی مفتی دار العلوم دیوبند، مولانا اخلاق حسین قاسمی مولانا انظر شاہ کشمیری، ڈاکٹر سید عبد الباری اودھ یونیورسٹی، وحید الدین سلیم حیدر آبادی، پروفیسر عبد المغنی۔

مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے علمی اور دینی حلقوں میں اس دینی اور علمی کتاب کا شایان شان استقبال کیا جائے گا۔ ہر صاحب ذوق کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

قیمت کتاب: ۵۰ / روپئے۔
مجلد مع گرد پوش

ناشر: قاضی پبلشرز بی ۱۳۵
بیسمنٹ، نظام الدین ویسٹ
نئی دہلی ۔ ۱۳

میرے بعد...

اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ ملّت کیلئے صرف ایک پوسٹر بنانا ہے اور صرف ایک جملہ کی گنجائش ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں، تو میں کہوں گا کہ "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" لکھ دو ۔ پوسٹر کے نیچے لکھو کہ ہر مسلمان اپنی اولاد سے دنیا سے جانے سے پہلے سوال کرے اور جب تک دنیا میں ہے اپنا جائزہ لے محاسبہ کرے کہ اُس کے نزدیک اس کی اہمیت ہے یا نہیں؟ وہ اپنے بچوں کے لئے اپنی آئندہ نسل کے لئے یہ اطمینان کرنا ضروری سمجھتا ہے یا نہیں کہ ـــــ "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم اور آپ سب اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور یہ دیکھیں کہ واقعی اس سوال کی ہمارے یہاں اہمیت ہے یا نہیں؟ اور یہ سوال افراد کے "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم اور آپ سب اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور یہ دیکھیں کہ واقعی اس سوال کی ہمارے یہاں اہمیت ہے یا نہیں؟ اور یہ سوال افراد کے پیمانے پر، خاندان کے پیمانہ پر، برادری کے پیمانے پر، معاشرے کے پیمانے پر، محلّہ کے پیمانے پر، قصبہ کے پیمانے پر اور آخر میں میں کہتا ہوں کہ ملّت کے پیمانے پر، اور ملّتِ ہندیہ اسلامیہ کے پیمانے پر ہمارے دلوں پر نقش ہے یا نہیں؟ ہماری آئندہ نسل ہمارے بعد کس راستے پر چلے گی، وہ کس گروہ و ملّت کی پیرو ہوگی، کس کی پرستش کرے گی، کن عقائد کو مانے گی ـــــ یہ خدائے واحد کی پرستار ہوگی یا سیکڑوں ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں خداؤں اور دیوتاؤں کی، یہ اس وسیع کائنات میں اور اپنی محدود زندگی میں کس کے دستِ قدرت کو کام کرتا ہوا دیکھے گی اور مانے گی؟

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم
(ماخوذ از "آئندہ نسلوں کے اسلام کی ضمانت اور ایمان کی حفاظت کی ذمہ داری")
پیش کردہ: مکتبہ حرا ندوہ روڈ لکھنؤ